کامل ہر سہ حصہ

ختم نبوت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(فرمان باری تعالیٰ)

اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں

ختمِ نبوت کامل ۳ حصہ

جس میں ایک سَو سے زائد آیاتِ قرآنی اور دو سَو دس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت اور سینکڑوں اقوال صحابہ و تابعین ائمۂ دین سے مسئلہ ختم نبوت کے ہر پہلو کو واضح کیا گیا ہے، اور شبہات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں،

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتی اعظم پاکستان



ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

فہرست مضامین

ہرسہ حصہ

ختم النبوۃ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید طبع چہارم

ختم نبوت کامل

مسئلہ ختم نبوت پر سب سے پہلے احقر نے ایک رسالہ "ھدیۃ المھدیین فی آیۃ خاتم النبیین" اپنے استاذ محترم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ صدر مدرس دار العلوم دیوبند کے ارشاد پر عربی زبان میں لکھا تھا کہ عراق اور مصر وغیرہ عرب ممالک میں جہاں فتنہ کے آثار پھیل رہے ہیں بھیجا جاسکے، یہ ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء میں شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس کے بعد ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء میں اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم شعبہ تبلیغ دار العلوم حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ کے ارشاد پر اردو زبان میں اس مسئلہ پر مزید تفصیل و توضیح کے ساتھ تین حصوں میں ایک کتاب بنام "ختم نبوت" لکھی۔ پہلا حصہ ختم النبوۃ فی القرآن ہے، جس میں تقریباً ایک سو آیات قرآنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوجانے کا ثبوت اور تشریعی اور غیر تشریعی، ظلی، بروزی وغیرہ کے شبہات کے کافی جوابات علمی اور تحقیقی طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔ دوسرا حصہ ختم النبوۃ فی الحدیث ہے، جس میں اسی مضمون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو دس احادیث سے ثابت کیا گیا ہے، تیسرا حصہ ختم النبوۃ فی الآثار ہے، جس میں اجماع امت اور سینکڑوں آثار و اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علماء اسلام سے اس مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

یہ تینوں حصے پہلی مرتبہ ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء میں مکتبہ دار الاشاعت دیوبند سے شائع ہوئے، پھر دوسری مرتبہ بھی اسی مکتبہ سے ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئے، اور

عرصۂ دراز سے نایاب تھے، اس کے بعد ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں برخوردار عزیز محمد رضی سلمہٗ ناظم دارالاشاعت کراچی نے اس کی مکرر طبع کا ارادہ کیا، تو اس پر نظرِ ثانی کی فرمائش کی، نظرِ ثانی میں بہت سے مواقع میں حذف و اضافہ اور ترمیم کی نوبت آئی، خصوصاً اس مرتبہ اس کا اہتمام کیا کہ مناظرانہ عنوان چھوڑ کر ناصحانہ عنوان اختیار کیا گیا، تاکہ وہ لوگ جو کسی شبہ میں مبتلا ہو کر اس مسئلہ میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں دلچسپی کے ساتھ پڑھ سکیں، اور ان کے احساسات مجروح نہ ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس کو ان کے لئے بھی ذریعۂ ہدایت بنا دیں۔

اب چوتھی مرتبہ برخوردار مولوی محمد رفیع سلمہٗ مدرس دارالعلوم کراچی نے اپنے مکتبہ "ادارۃ المعارف" سے اس کی اشاعت کا ارادہ کیا تو پچھلی طباعت میں رہے ہوئے اغلاطِ کتابت کی تصحیح کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے، اور ردِّ قادیانیت کے سلسلہ میں احقر کے دو اور رسالے بھی اس کے ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں، ایک "دعاوی مرزا" دوسرا "مسیحِ موعود کی پہچان"۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان، اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دارالعلوم کراچی ۱۴
۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ
یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمہید طبع اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

مسئلہ ختم نبوت، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ کا آخری نبی و رسول ہونا اسلام کے اُن بدیہی مسائل اور عقائد میں سے ہے جن کو تمام عام و خاص، عالم و جاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔ تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان اسی عقیدہ پر رہے ہے، لاکھوں علماءِ امت نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا، کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کے کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کہ تشریعی غیر تشریعی یا ظلّی و بروزی یا مجازی اور لغوی وغیرہ اقسام ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں۔ پوری امت اور علماءِ امت نے نبوّت کی یہ قسمیں نہ دیکھی نہ سُنی، بلکہ صحابہ و تابعین سے لیکر آج تک پوری امت محمدیہ علٰی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہے، آپ بلا استثناء آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسٰی علیہ السّلام جو آپ سے پہلے پیدا ہو کر منصبِ نبوّت پر فائز ہو چکے ہیں، اُن کا آخر زمانہ میں آنا اس کے قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مرادف معلوم ہوتا ہے ، بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا ثبوت پیش کرے ، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے ، لیکن تعلیماتِ اسلام سے عام غفلت وجہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کرکے ظاہر کیا ہے ، وہیں یہ مسئلہ بھی تختۂ مشق بن گیا ۔

اس مسئلہ میں فرقہ اور جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب وبہار کی جماعت فرقۂ بابیہ نے اختلاف کیا ، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے ، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلاف و اختلاف کا دروازہ کھولا ، اور اُن کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کا کیا دعویٰ ہے ۔ کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور وحیِ نبوت کے انقطاعِ کلی کا اقرار اور آپؐ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہونے کا اعتراف ہے ، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے ، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی وبروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے ، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کرکے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا ، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا ، اور وحیِ غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے ، کہیں کھلے طور پر صاحبِ شریعت نبی ہونے اور وحیِ تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین فرقوں میں تقسیم ہوگئے ، ایک فرقہ اُن کو صاحبِ شریعت اور تشریعی نبی و رسول مانتا ہے ، یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے ۔ دوسرا فرقہ ان کو باصطلاحِ خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے ، یہ قادیانی پارٹی ہے ، جو مرزا محمود صاحب کی پیرو ہے ۔ تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے ، یہ مسٹر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں ۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے متبعین نے اس قطعی اور اجماعی مسئلہ میں خلاف و شقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر، دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی ناواقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا، کہ اس مسئلہ میں طرح طرح کے اوہام و شکوک اُن کے دلوں میں پیدا کر دیئے، اور اُن کی نظر میں اس بدیہی مسئلہ کو نظری بنا دیا، اسی لئے اہلِ علم و اہلِ دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا، کہ اُن کے شبہات و شکوک دور کئے جائیں، اور قرآن و حدیث کی صحیح روشنی اُن کے سامنے لائی جائے۔

میں اس سے پہلے ایک رسالہ ختمِ نبوت پر عربی زبان میں بحکم سیّدی و استاذی حضرت العلّامہ مولانا سیّد محمد انور شاہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بنام "ھدیۃ المھدیین" لکھ چکا تھا، تاکہ مصر و عراق میں شائع کیا جائے جہاں قادیانی جماعت نے اپنا پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ اس وقت میرے استاذ محترم حضرت العلّامہ مولانا شبیر احمد عثمانی دامت برکاتہم محدّث دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحب ناظم شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند نے احقر کو فرمایا کہ اس مسئلہ پر اردو زبان میں ایک تحقیقی کتاب لکھی جائے۔ حسبُ الارشاد یہ زیرِ نظر کتاب مسمّٰی بہ "ختمِ نبوت" لکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس کو سب مسلمانوں کے لئے اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو کسی شبہ میں مبتلا ہو کر اپنی ملت سے بچھڑ گئے ہیں، نافع و مفید اور قبولِ حق کا ذریعہ بنائیں، وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ، ہم کیا اور ہماری تحقیق و تصنیف کیا، یہ بھی اُسی کے لطف و کرم کا نتیجہ ہے، اور اس سے کوئی فائدہ پہنچانا بھی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، وہی دلوں کو پھیرنے والا مُصرّفُ القلوب ہے ؎

نہ بحرف ساختہ سرخوشم نہ بہ نقش بستہ مشوشم
نفسے زیادِ تو می زنم چہ عبارت و چہ معانیم

مخلصانہ گذارش میں نے اس کتاب کی جمع و تصنیف میں محنت صرف اس لئے اٹھائی کہ قرآن و حدیث کا صحیح فیصلہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صحیح عقیدہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر دوں تاکہ ان لوگوں کے شبہات و اوہام دُور ہو سکیں، جو فرقۂ مرزائیہ کے پروپیگنڈے سے پیدا ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں،

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

(میرا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں کہ اپنی مقدور بھر اصلاح کی کوشش کروں اور اس کام میں میرا بھروسہ صرف اللہ عظمت والے پر ہے)

میری درخواست ہے کہ یہ معاملہ عقیدہ کا ہے جس کا تعلق براہ راست خدا تعالیٰ سے ہے جس کے سامنے ہر شخص کو ایک روز پیش ہونا اور اپنے اعمال و افعال کا حساب دینا ہے، اس معاملہ میں ضد اور ہٹ یا جماعتی تعصب سے متاثر ہونا خسارۂ دین و دنیا ہے۔

خدا کے لئے ان اوراق کو بات کی پچ یا جماعتی تعصب سے خالی الذہن ہو کر قرآن و حدیث کا صحیح منشاء معلوم کرنے کی طلب دل میں لے کر ملاحظہ فرمائیں، اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم کی ہدایت، اپنے کلام کا صحیح منشاء معلوم کرنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں، وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

مُقدّمہ

چونکہ مسئلہ ختمِ نبوّت پر بحث اور تصنیفِ رسالہ کا سبب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ اور ان کے اقوال ہیں، اور وہ اتنے متضاد و متہافت ہیں کہ خود اُن کے متبعین بھی تعیینِ دعویٰ میں حیران ہیں، اور بعض مرتبہ مسلمانوں پر تلبیس کے لئے مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر دیئے جاتے ہیں جن میں ختمِ نبوّت کا اعتراف اسی تفسیر کے ساتھ ہے جو تمام امتِ مرحومہ کا عقیدہ ہے، اور ایسے اقوال پیش کر کے ناواقف مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنا یا بوقت ضرورت اپنی جماعت کا ملتِ اسلامیہ کے ساتھ اشتراک مقصود ہوتا ہے،[1] جو قطعاً واقعہ کے خلاف ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ ختمِ نبوت پر شواہد و دلائل اور "خاتم النبیین" کی تفسیر پر کلام کرنے سے پہلے خود مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے مستند بیانات سے یہ واضح کر دیا جائے کہ مسئلہ ختمِ نبوت کے متعلق ان کے خیالات کیا ہیں، اور پوری امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے، یہاں ان کی سینکڑوں عبارات و اقوال میں سے چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ختم نبوّت کے اقرار و انکار اور ختم نبوّت کے معنیٰ اور نبوت و وحی کے دعووں سے

---

[1] جیسا کہ حال میں جب پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں تحریکِ ختمِ نبوت پر ہنگامے ہوئے تو مرزا محمود خلیفہ قادیان کی طرف سے ایک ایسا ہی بیان اخبارات میں نکلا جس میں ظاہر کیا گیا کہ ہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور یہی مرزا صاحب کا دعویٰ تھا، حالانکہ ان کی مستقل تصانیف اور بیشمار بیانات اس کے خلاف موجود ہیں، اور ان سے آج رجوع کرنے یا ان کے غلط قرار دینے کا اعلان بھی کوئی نہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ بیان بجز تلبیس کے کچھ نہیں۔

متعلق مرزا صاحب کے تضاد میں اگر کوئی معقولیت اور تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے تو صرف اس طرح کہ ان کو مختلف ادوار اور مختلف زمانوں سے متعلق قرار دیا جائے، جس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب پر تین دور گذرے ہیں:۔

پہلا دور وہ تھا جب مرزا صاحب سب مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے، اور امت کے اجماعی عقائد و نظریات کو بلا کسی جدید تاویل و تحریف کے تسلیم کرتے تھے، اور ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے کچھ چیزیں لکھتے تھے۔

دوسرا دور وہ تھا جس میں انھوں نے کچھ دعوے شروع کئے، اور ان میں تدریج سے کام لیا، مجدد ہوئے، مہدی بنے، یہاں تک کہ مسیح موعود بنے۔ یہاں پہونچ کر یہ خیال آنا ناگزیر تھا کہ مسیح موعود تو اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم رسول و نبی اور صاحب وحی تھے، عقیدۂ ختم نبوت کے ہوتے ہوئے کسی نئے شخص کا مسیح موعود بننا تو ختم نبوت کے خلاف ہے، اُس وقت انھوں نے ختم نبوت کے معنیٰ میں تحریفیں شروع کیں، نبوت کی خود ساختہ چند قسمیں تشریعی، غیر تشریعی، ظلّی، بروزی، لغوی، اور مجازی بتلا کر ختم نبوت کے یقینی عموم و اطلاق کو مشکوک کرنا چاہا، اور اپنی مزعومہ اقسامِ نبوت سے بعض قسموں کا بعدِ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاری رہنا بتلایا اور اپنے حق میں اسی جاری رہنے والی نبوت کے مدعی بن گئے۔

تیسرا دور وہ تھا جس میں تاویل و تحریف سے بے نیاز ہو کر کھلے طور پر ہر قسم کی نبوت کے بلا تفریق تشریعی و غیر تشریعی سلسلے جاری قرار دیئے اور خود کو صاحب شریعت نبی بتلایا۔

دوسرا دور انیسویں صدی عیسوی کے آخر یا بیسویں صدی کے شروع میں تھا، پہلا اس سے پہلے اور تیسرا اس کے بعد۔ بیان مذکور کی تصدیق میں مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے نیز اُن کے خلیفۂ دوم کی چند تحریروں سے نقل کیا جاتا ہے۔

پہلا دور

نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء میں

ا۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، یا بعض

احکام شریعتِ سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (خط مسیح موعود، ۷ اگست ۱۸۹۱ء، مطبوعہ مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۵)

۲۔ "جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت عیسیٰ کی اس امت میں بحیثیت نبی آسکنے کے دلائل میں فرمایا :۔ (۱) یہ دونوں حقیقتیں (نبوت اور اُمتیت، ناقل) متناقض ہیں (ریویو)[۱]

(۲) رسول اور اُمتی کا مفہوم متباین ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۷۵)[۲]

۳۔ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، الا تعلم ان الرب الرحيم المتفضل سمى نبينا صلعم خاتم الانبياء بغير استثناء وفسره نبينا فى قوله لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ۔" (حمامۃ البشریٰ مصنفہ مرزا غلام احمد)[۳]

۴۔ "قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے، اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے، حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ میں نفی عام ہے۔" (ایام الصلح ص ۱۴۶)[۴]

۵۔ "کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم (صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا، اور ہمارے نبیؐ نے اہلِ طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول "لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ" میں واضح طور پر فرما دی، اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے، اور یہ صحیح نہیں ہے، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے، اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے، درآں حالیکہ آپؐ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۳۴، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۶۔ "آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث "لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ" ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ہر لفظ قطعی ہے اپنی آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ سے اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔" (کتاب البریہ ص ۱۸۴)[۵]

---

[۱] ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، جلد ۱۹ ص ۲۱۶۔ [۲] روحانی خزائن، ج ۳۔ ص ۴۱۰۔
[۳] ایضاً ج ۷، ص ۲۰۰۔ [۴] ایضاً ج ۱۴ ص ۳۹۳۔ [۵] ایضاً ج ۱۳ ص ۲۱۷-۲۱۸۔

حاشیہ ازمرزا غلام احمد قادیانی)

۷۔ " ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے، اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کے لئے وحیِ نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔" (ازالۂ اوہام ص۵۷۷، ازمرزا غلام احمد قادیانی)[1]

۸۔ " قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا، کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے، اور اب نزولِ جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔" (ازالۂ اوہام ص۷۶۱، ازمرزا غلام احمد قادیانی)[2]

۹۔ " رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ نبی دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے، اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔" (ازالۂ اوہام ص۶۱۱)[3]

۱۰۔ " اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزمِ محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحیِ رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے، اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہے پیدا ہو جائے، اور جو مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے، فتدبر۔" (ازالۂ اوہام حصہ دوم ص۵۸۳)[4]

۱۱۔ " اور اللہ کو شایانِ شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے، اور نہ یہ شایانِ شان ہے کہ سلسلۂ نبوت کو دوبارہ از سرِ نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷، ازمرزا غلام احمد)[5]

۱۲۔ " ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلِ سنت و جماعت کا ہے، اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں، کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختمِ نبوت کا منکر ہو اس کو

---

[1] روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۱۲ [2] ایضاً ج ۳ ص ۵۱۱ [3] ایضاً ۳ ص ۴۳۲ [4] ایضاً ص۴۱۴ ج۳ [5] ایضاً ص۳۷۷ ج۳

بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (مرزا غلام احمد کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسہ میں دیا گیا، مندرجہ تبلیغ رسالت حصہ دوم ص۴۴)[1]

۱۳۔ "ہم بھی مدعیِ نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختمِ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں" (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۰ شعبان از تبلیغ رسالت ص۲)[2]

۱۴۔ "وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج عن الاسلام والحق بقوم کافرین" ("مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔" (حمامۃ البشریٰ ص۹۶)[3]

دوسرا دور ۱۸۹۹ء کے بعد

نبی کی تعریف میں تبدیلی

۱۵۔ "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں، شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا، اور بغیر شریعت کے آسکتا ہے، مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو پس اس بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (تجلیات الٰہیہ ص۲۵)[4]

ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور دبے دبے لفظوں میں دعوائے نبوت

۱۶۔ "نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لاوے، کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔" (تجلیات الٰہیہ ص۹)[5]

۱۷۔ "تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو، لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ، اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے، اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔" (لیکچر سیالکوٹ ص۳۲)[6]

۱۸۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل ہو، زبردست

---

[1] مجموعۂ اشتہارات ج۱ ص۲۵۵ [2] ایضاً ج۲ ص۲۹۷۔ [3] روحانی خزائن ج۷ ص۲۹۷ [4] ایضاً ج۲۰ ص۴۱۲
[5] ایضاً ج۲۰ ص۴۰۱۔ [6] ایضاً ج۲۰ ص۲۲۷۔

پیشگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے۔" (تقریر حجۃ اللہ ص۲، نیز اخبار الحکم ۲ر مئی ۱۹۰۸ء) (مباحثہ راولپنڈی ص۱۳۱)۔

۱۹۔ "یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے، کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرفِ مکالمہ ومخاطبۂ الٰہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری کہ صاحبِ تشریع رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۳۸)[1]

۲۰۔ "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا، مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ ص۲۶)[2]

۲۱۔ "میں کوئی نیا نبی نہیں، مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔" (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۸ء)۔

۲۲۔ "اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں، اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۸ حاشیہ)[3]

۲۳۔ "خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۹۶ حاشیہ)[4]

۲۴۔ "اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی، وہی مسیح موعود کہلائے گا۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۱ حاشیہ)[5]

۲۵۔ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں، ان کو حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے

---

[1] روحانی خزائن ج۲۱ ص۳۰۶۔ [2] ایضاً ج۲۰ ص۴۱۲۔ [3] ایضاً ج۲۲ ص۳۰۔ [4] ایضاً ج۲۲ ص۹۹۔ [5] ایضاً ج۲۲ ص۱۰۴۔

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)[1]

۲۶۔ "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)[2]

۲۷۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاعِ لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں، اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے، پس ہم نبی ہیں۔" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء از مباحثہ راولپنڈی ص۱۳۶)

۲۸۔ "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔" (نزول المسیح ص۴۸)[3]

۲۹۔ "میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح ص۳ حاشیہ، از رسالہ تشحیذ الاذہان ص۱۳)[4]

۳۰۔ "اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا، چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے، اور عیسیٰ ایک نبی ہے، پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۸۹)[5]

۳۱۔ اس مرکب نام (امتی نبی) کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تاکہ عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے، کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے، حالانکہ وہ امتی ہے۔" (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۸۴)[6]

۳۲۔ "پس باوجود اس شخص (مسیح موعود، ناقل) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد و احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)[7]

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶۔ [2] ایضاً ج ۱۸ ص ۲۱۱۔ [3] ایضاً ج ۱۸ ص ۴۲۷۔ [4] ایضاً ج ۱۸ ص ۳۸۱۔ [5] ایضاً ج ۲۱ ص ۳۶۱۔ [6] ایضاً ج ۲۱ ص ۳۵۵۔ [7] ایضاً ج ۱۸ ص ۲۰۹۔

۳۳۔ "اللہ جل شانہ' نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے، اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ[1])

۳۴۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں، اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے، سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ[2])

۳۵۔ "ونؤمن بانّه خاتم الانبياء لا نبی بعده الّا الّذی ربّی من فيضه واظهره وعده۔" (ازمباحثہ راولپنڈی ص۱۴۳)

تیسرا دور

کھلے طور پر دعوائے نبوت و رسالت و وحی نبوت

۳۶۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸، ازمباحثہ راولپنڈی ص۱۳۵[3])

۳۷۔ "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا، پس اس سے آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود ہے۔" تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۵، ازمباحثہ راولپنڈی ص۱۳۵[4])

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰ [2] ایضاً ج ۱۸ ص ۲۱۰-۲۱۱۔ [3] ایضاً ج ۲۲ ص ۵۰۳ [4] ایضاً ج ۲۲ ص ۵۰۰

۳۸ ۔ " وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے " (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷ از مباحثہ راولپنڈی ص۱۳۵)[۱]

۳۹ ۔ " صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا " (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۵۰، از مباحثہ راولپنڈی ص۱۳۵)[۲]

۴۰ ۔ " اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں اُن کے نمونے ظاہر کئے جائیں، سو وہ میں ہوں، اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے، فرعون ہوں یا وہ یہود ہوں جنھوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا، یا ابوجہل ہو، سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں " (براہین پنجم ص۹۰[۳] از مباحثہ راولپنڈی ص۱۳۵)

۴۱ ۔ خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو بھی اس سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے، لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں نہیں مانتے " (چشمۂ معرفت ص۳۱۷)[۴]

۴۲ ۔ " خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ہو لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے " (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۸)[۵]

۴۳ ۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے، اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے، اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے، جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں " (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)[۶]

۴۴ ۔ " سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا " (دافع البلاء ص۱۱)[۷]

۴۵ ۔ " حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار ہا دفعہ " (ایک غلطی کا ازالہ ص۲)[۱۸۲]

(نیز یہی مضمون اربعین ص۳ و ص۶ اور نزول المسیح ص۹۹، حقیقۃ الوحی ص۱۰۲ و ص۱۰۷ اور انجام آتھم ص۶۲

---

[۱] روحانی خزائن ص۵۰۲ ج۲۲ - [۲] ایضاً ص۱۵۴ ج۲۲ - [۳] ایضاً ص۱۱۷-۱۱۸ ج۲۱ - [۴] ایضاً ص۳۳۲ ج۲۳ - [۵] ایضاً ص۵۸۹ ج۲۲ - [۶] ایضاً ص۵۰۳ ج۲۲ - [۷] ایضاً

وحقیقۃ النبوۃ مرزا محمود صفحہ ۲۰۹، ۲۱۴ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے)۔[1]

۴۶۔ "میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ وص۲۱۱، انجام آتھم ص۶۲)[2]

۴۷۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ میری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے:۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۔ (اعجاز احمدی ص۷)[3]

۴۸۔ آنچہ من بشنوم از وحیِ خدا — بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآں منزہش دانم — از خطاہا ہمیں است ایمانم

(رسالہ نزول المسیح مصنفہ مرزا صاحب، ص۹۹)[4]

نیز اسی رسالہ کے صفحہ ۹۹ ہی میں فرماتے ہیں:۔

۴۹۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

۵۰۔ آنچہ دادہ است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بہ تمام

(رسالہ نزول المسیح، صفحہ مذکور)

۵۱۔ "چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو "براہین احمدیہ" میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ" (براہین احمدیہ ص۴۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے، پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:۔

(۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ ۔ میں، اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔" (تبلیغ رسالت ص۱۰۲)[5]

تشریعی نبوت اور صاحبِ شریعت ہونے کا دعوٰے

۵۲۔ "اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اول تو یہ دعوٰے

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ [2] حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴، ۲۲۰ [3] روحانی خزائن ص۱۱۳ ج ۱۹ [4] ایضاً ص۴۷۷ ج ۱۸ [5] ایضاً ص۲۲۱-۲۳۰ ج ۳

بلادلیل ہے خدا نے افترا، کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے، اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگا، پس اس تعریف کی رُو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ، یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور اس پر برس کی عمر گذر گئی، اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى، یعنی قرآنی تعلیم میں بھی موجود ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے کہ جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر توریت یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی، غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔[1]

اسی کتاب کے حاشیہ نمبر ۷ میں لکھتے ہیں:۔

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے فُلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے:۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ، یعنی اس تعلیم و تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر ہے، اب دیکھ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا، اور تمام انسانوں کے لئے

---

[1] روحانی خزائن: ج ۱۷- ص: ۴۳۵-۴۳۶-

اسے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔" (حاشیہ اربعین ص۴)[1]

تمام انبیاء علیہم السلام کی ہمسری بلکہ ان سے افضلیت کا دعویٰ اور ان کی توہین

۵۳ ۔ "میں آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں، یوں ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔" حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۷۲[2]، نزول المسیح ص۴[3]) از ختم نبوت ص۸)

۵۴ ۔ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔" (دافع البلاء صفحہ ۲۰[4] از ختم نبوت صفحہ ۸)

۵۵ ۔ "خدا نے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے، مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ و ۱۳۵)[5]

۵۶ ۔ "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۷)، پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشنگوئی کیوں نام رکھا؟" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴[6]) "یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کچھ جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵[7]، ازالہ کلاں ص۲[8]، اعجاز احمدی صفحہ ۱۳ و ۱۴، ازالہ اوہام صفحہ ۳۲ و ۱۳۲ و کشتی نوح صفحہ ۱۶ ، از ختم نبوت ص۸)

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے افضلیت کا دعوےٰ

۵۷ ۔ "ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۴۰)[9]

اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶[10] پر دس لاکھ بتلائی ہے۔

۵۸ ۔ لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان

اتنکر ، اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند

---

[1] حاشیہ ص ۴۲۵ [2] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷۶، ج ۱۸ ص ۳۸۲ - [3] ایضاً ص ۲۴۰ - [4] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۲ [5] ایضاً ج ۱۱ ص ۲۹۱ - [6] ایضاً ج ۱۱ ص ۲۸۹ - [7] ایضاً ج ۱۷ ص ۱۵۳ - [8] ایضاً ج ۲۱ ص ۷۲ -

کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں، اب کیا تو انکار کرے گا۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۷۱)[1]

۵۹۔ " ایک غلطی کا ازالہ (اشتہار) میں "حضرت مسیح موعود" نے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے الہام میں محمد رسول اللہ سے میں مراد ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۵ء)

۶۰۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا، بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔" (کلمۃ الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

۶۱۔ " محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(از قاضی ظہیر الدین صاحب اکمل قادیانی منقول از اخبار "پیغام صلح" لاہور مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

۶۲۔ محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔" (نزول المسیح مرزا غلام احمد صاحب، صفحہ ۹۶)

حدیث رسول کی توہین

۶۳۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۳۰[2] ——— اور تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰)

اپنے نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو مغلظ گالیاں اور سب کی تکفیر

۶۴۔ " جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔" (الہام مرزا غلام احمد صاحب تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷[3])

۶۵۔ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق

---

[1] روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳ [2] ایضاً ج ۱۹ ص ۱۴۰۔ [3] مجموعۂ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵۔

کرلی ہے مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا؛ (آئینۂ کمالات صفحہ ۵۴۷[1])

۶۶۔ "جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے"
(نزول المسیح صفحہ ۴، تذکرہ صفحہ ۲۲۷، تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱، تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۶۷۔ "بلاشبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں" (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰[2]، درثمین صفحہ ۲۹۴)

۶۸۔ "جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے" (انوار الاسلام صفحہ ۳۰[3])

۶۹۔ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳[4])

۷۰۔ کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، (دوئم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمامِ حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا و رسولؐ نے تاکید کی اور پہلے نبیوں کے کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے، پس اس لئے کہ وہ خدا و رسول کے فرمان کا منکر ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹[5])

۷۱۔ "دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان مقبولوں کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں، اور وہ امن و اماں کے قلعہ کی چابی اور داخل ہونے والوں کی پناہ ہیں، تو پھر کیا حال ہوگا اس کا جس نے اس کی چابی کو کھول دیا، اور قلعہ میں داخل نہ ہوا، اور باہر نکالے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھ رہا، اور فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں اور انس و جنّ میں سے ایسا کوئی بھی بدطالع نہیں، ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا، دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا" (الہدیٰ صفحہ ۴[6]، غلام احمد)

۷۲۔ کافر کہنے والا بہرحال منکر ہوگا اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے وہ بہرحال کافر ٹھہر گیا" (براہین احمدیہ حصہ پنجم طبع دوم صفحہ ۶۴، خاتمہ بحث صفحہ ۲۶[7])

---

[1] روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۴۷-۵۴۸ [2] ایضاً ج ۱۴ ص ۵۳ [3] ایضاً ج ۹ ص ۳۱ [4] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۶۷
[5] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۸۵ [6] ایضاً ج ۱۸ ص ۲۵۰- [7] ایضاً ج ۲۱ ص ۸۲-

۷۳۔ "الجواب، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا پر افترار کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے، پس جب کہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر افترار کیا ہے اس صورت میں نہ میں کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا و رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳، از غلام احمد[1])

۷۴۔ فضل حسین بیرسٹر نے کوئی چھ مرتبہ التجا کی کہ ہم لوگ کافر نہیں کہتے یا جو لوگ کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، تو حضرت (مرزا غلام احمد) نے بجائے اجازت کے فرمایا نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہم تو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہنے والوں کے ساتھ ہی سمجھتے ہیں الخ۔
(فیصلہ حکم نمبر ۳۳، منقول از مناظرہ راولپنڈی صفحہ ۲۶۵)

۷۵۔ جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ اِدھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکذّب ہے، اور جو ہمارا مصدّق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے، ایسے لوگ دراصل منافق طبع ہیں۔" (بدر ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

۷۶۔ "بہر حال کسی کے کفر اور اس کے اتمامِ حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے، ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے، اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مؤاخذہ سے بَری ہے، اور کافر کو منکر ہی کہتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱[2])

۷۷۔ "پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا، بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے، اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہے

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷، ۱۶۸۔ [2] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۸۵۔

کافر قرار دیا گیا ہے، پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے، اور عقل بھی یہی چاہتی ہے، کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہ کو سچا مانے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے، ہاں بعض واقعات کی بناء پر ابھی کھلم کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں سمجھتے، بلکہ اُسے کافر ہی سمجھتے ہیں، اور شریعتِ اسلام کبھی اس کے ساتھ ناتہ رشتہ کو جائز نہیں رکھتی، یعنی اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کے بیاہ دینے کی اجازت نہیں دیتی، پس اسی طرح غیر احمدی کا حال ہے، جو ہمارے حضرت صاحب کو دل میں سچا جانتا ہے لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردد ہے، پس جو لوگ ابھی آپ کے دعوے کے ماننے میں متردد ہیں اُن کی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ میں ... حضرت صاحب کی عبارتیں اُوپر نقل کر آیا ہوں" (تشحیذ الاذہان صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ بابت اپریل ۱۹۱۱ء مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

۷۸۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے"

(انوار خلافت مرزا بشیر الدین محمود قادیانی، صفحہ ۹۰

۷۹۔ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سُنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں" (آئینۂ صداقت صفحہ ۳۵)

ختم نبوت کے معنیٰ کی تحریف و تاویل میں متضاد اور بے تکی باتیں

اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی"[1] کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

(۱) "اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰۔

سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے، اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی۔"
گویا خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں، بلکہ انبیاء کی مُہر ہیں کہ نبی بنانے کی قدرت و اختیار آپ کو دے دیا گیا ہے، آپ کو نبوت کی مُہر دے دی، آپؐ جتنے چاہیں نبی بنا سکتے ہیں۔

(۲) اور اپنی کتاب نزول مسیح کے صفحہ ۳[2] کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

"میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلّیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوّت کا کامل انعکاس ہے، پس باوجود اس شخص (مرزا صاحب) کے دعوائے نبوّت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی تو وہی ہیں جو سب مسلمان سمجھتے ہیں، لیکن مرزا صاحب کا نبی ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ (معاذ اللہ) عین محمد احمد ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) تجلّیاتِ الٰہیہ صفحہ ۹[3] کے حاشیہ میں ہے:-

"نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدیدِ دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لا دے، کیونکہ شریعت آنحضرت

عہ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب کی تحریریں ایسا جنگل ہیں کہ کچھ دور نکل جانے کے بعد انہیں خود بھی اپنا پہلا کلام یاد نہیں رہتا۔ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱[4] پر یہ لکھتے ہیں: "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" یہاں ان کو یہ بھی دھیان نہیں رہا کہ خاتم النبیین میں لفظ نبیّین جمع ہے اگر مرزا صاحب کے ایجاد کردہ معنی خاتم النبیین کے لئے جاویں تو وہ اس وقت تک صادق نہیں آسکتا جب تک ایک سے زائد نبی آپ کی مہر سے نہ بنے ہوں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اس میں ہو کہ آپ کے ذریعہ لوگ نبی بنیں تو کیا ساری امت میں سے صرف ایک شخص کو وہ بھی تیرہ سو برس کے بعد آپ نبی بنا سکے، صحابہ، تابعین اور امت کے تمام اکابر میں کوئی اس قابل نہ تھا کہ آپؐ کی مُہر سے نبی بن جاتا ۱۲ منہ

---

[1] روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱۔ [2] ایضاً ج ۲۰ ص ۴۰۱۔ [3] ایضاً ج ۲۲ ص ۴۰۶۔

صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔"

اس میں ختم نبوّت کے معنی کا یہ حاصل ہوا کہ شریعت ختم ہے نبوّت ختم نہیں۔ غرض جب سے مرزا صاحب دوسرے دور میں داخل ہوئے اور نبی بننے کا شوق دامنگیر ہوا تو خاتم النبیین اور مسئلہ ختم نبوت کو اپنی راہ میں حائل پاکر اس کی تحریف و تاویل شروع کی لیکن اس میں بھی حسب دستور کسی ایک تحریف پر قائم نہ رہے۔ کبھی خاتم النبیین ہی کے معنی بدل کر مُہر نبوّت قرار دیا، کبھی ختم نبوّت کے معنی کو اپنے معروف و مشہور معنی میں رکھ کر ظلی و بروزی نبوت کی قسمیں ایجاد کیں اور ظلی نبی کو عین محمد و احمد بتلا کر ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی فرمائی، اور کہیں ختم نبوت میں ایک قید بڑھا کر اس سے گلو خلاصی کی فکر کی کہ ختم ہونے والی نبوّت وہ ہے جس کے ساتھ شریعت بھی ہو، مطلق نبوّت کا اختتام مراد نہیں، مرزا صاحب کی نبوّت اور قادیانی تعلیمات اور عقائد سے توبہ کرنے کے لئے تو میرے خیال میں قرآن و حدیث سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں، خود مرزا صاحب کی متضاد اور بے تکی باتیں پڑھ لینا ایک منصف مزاج سلیم الفہم انسان کے لئے کافی ہے، اور تمام لٹریچر پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، جتنی باتیں اس مقدمہ میں نقل کر دی گئی ہیں، ان کا بھی ہر اہل عقل و دیانت پر بلا شبہ یہی اثر ہوگا، لیکن عام مسلمانوں کے سمجھنے اور نفس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے فی الجملہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کے ذریعہ اس مسئلہ کے ہر پہلو کو واضح کر دیا جائے، اسی مقصد کے لئے یہ کتاب بنام ختم نبوت لکھی گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

مقصود کی تقسیم چار حصوں میں چونکہ اس بحث میں ہمارا روئے سخن ایک ایسی جماعت کی طرف ہے جو مدعیِ اسلام ہے، اور قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کا اتباع کرنے کا دعوٰی رکھتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسئلہ زیر بحث کو اصولِ اسلام اور احکامِ شرعیہ کی تینوں قطعی حجّت (یعنی قرآن، حدیث، اجماع) سے علیحدہ علیحدہ تین حصوں میں واضح کر کے پیش کریں، اس لئے ابتداءً اس رسالہ کے تین حصے قرار دیئے گئے:۔

اوّل ختم النبوۃ فی القرآن، جس میں آیاتِ قرآنیہ سے اس مسئلہ کا قطعی اور واضح ثبوت پیش کیا جائے اور ان کے متعلق جو مخالف کے شبہات ہیں اُن کا منصفانہ جواب دیا جائے۔

دوسرے ختم النبوۃ فی الحدیث، جس میں احادیث نبویہ سے اس مسئلہ کو منقح کیا جاوے اور شبہاتِ مخالفین کے جوابات دیئے جاویں۔

تیسرے ختم النبوۃ فی الآثار، جس میں اجماع امت اور اقوالِ سلف صحابہؓ تابعین اور ائمۂ دین اور ہر طبقہ کے علماء راسخین یعنی علماء عقائد و کلام، مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء وغیرہم کی تحقیقات و تصریحات اس مسئلہ کے متعلق پیش کی جاویں، اسی کے آخر میں کتبِ قدیمہ توراۃ و انجیل وغیرہ سے بھی اس مسئلہ کے ہر پہلو کو کھولا جاوے اور عقلی دلائل سے بھی ختم نبوت کا ثبوت دیا جاوے۔

چوتھے اس کے بعد اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ جن چیزوں کو قادیانی امت اپنے مذہب یعنی بقاء نبوت کے دلائل کہہ کر لوگوں کو فریب دیتی ہے، اُن کے جوابات تحقیق و انصاف کے ساتھ دیئے جاویں۔

پانچویں، مرزا کے ذاتی حالات و مقالات اور اخلاق و اعمال کو جمع کیا جاوے، جس سے معلوم ہو سکے کہ اگر بالفرض نبوت ختم بھی نہ ہوا اور دنیا کا ہر مسلمان نبی بن سکے تب بھی مرزا جی کو نبوت حاصل ہونا محال ہے۔

ابتدائی تین حصے اس کتاب میں موجود ہیں، چوتھے اور پانچویں حصہ کا ارادہ اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ اس موضوع پر بہت سی مختصر و مفصل کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اس کے لئے اب کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہ رہی۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ؛

ختم النبوة

فی القرآن

حصہ اوّل



ختم النبوۃ فی القرآن

حصہ اوّل

قرآن مجید وہ کتاب عزیز ہے کہ جس کی ایک ایک ادا پر اہل عالم کی جانیں اور اموال قربان ہیں، اور اس کے ہر اشارہ پر مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں، بہت کافی تھا کہ مسئلہ زیر بحث میں بھی ایک اشارہ پر کفایت کرتا، لیکن خدائے علیم و خبیر ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا مسئلہ زیادہ قابلِ اہتمام ہے، اور اس مسئلہ کے بیان کی آئندہ ضرورت پڑنے والی ہے، اس نے اپنے ازلی کلام میں اس مسئلہ کا ہر پہلو اس قدر واضح کر دیا کہ کسی مسلمان کو جس کے دماغ میں فہم کا کچھ مادہ اور قلب میں تھوڑا سا خدا کا خوف اور اس کی کتاب کی کچھ عظمت ہو اس کے لئے کسی قسم کے شک بلکہ تاویل و تخصیص کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی، پھر نہ صرف ایک مرتبہ اور ایک جگہ بلکہ متعدد مرتبہ اور مختلف مقامات میں مختلف طرز بیان سے اس مسئلہ کو ذہن نشین کیا گیا، جس کو میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔

تفسیر قرآن کا معیار صحیح کیا ہے؟ ہر زبان اور ہر لغت میں کسی کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اس لغت کے مفردات اور قواعد ترکیب وغیرہ معلوم کئے جائیں، اسی طرح ہر کلام کی مراد متعین کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ متکلم اور مخاطب کو پیش نظر رکھا جائے۔

کیونکہ عموماً لغت اور زبان کے اعتبار سے ہر کلام کے مختلف معنی اور مختلف مرادیں ہو سکتی ہیں، جب تک کہ خصوصیاتِ متکلم و مخاطب کو حَکم نہ بنایا جائے معنی مراد اور

مقصود کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب کہیں ان خصوصیات سے قطع نظر کر کے کلام کی مراد بتلائی جاتی ہے، تو اکثر ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں، اور بہت سی غلطیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

معانی اور بلاغت کے فنون میں اس مضمون کو بوضاحت بیان کیا گیا ہے، اس جگہ صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

دیکھئے اگر ایک شخص کہتا ہے کہ "بارش نے زمین میں گھاس اور درخت اگائے ہیں"۔ تو اگر اس کا کہنے والا ایک توحید پرست مسلمان ہے تو ہر عقلمند اس کلام کے یہ معنی سمجھے گا کہ بارش گھاس اُگنے کا ظاہری سبب ہے، اور اگر کہنے والا کوئی دہریہ مادہ پرست ہے تو یہی کلمۂ کفر سمجھا جائے گا، اور اس کی مراد یہ قرار دی جائے گی کہ وہ بارش کو گھاس درخت وغیرہ پیدا کرنے میں موثر حقیقی کہتا ہے، جو قطعاً کفر ہے، دیکھئے کہ متکلم کے احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک کلام کی مراد میں کس قدر شدید اختلاف ہو گیا، ایک کلمہ جبکہ مسلمان کہتا ہے تو اس کی مراد صحیح ہے اور کفر کی کوئی وجہ نہیں، اور کوئی دہریہ کہتا ہے تو یہی کلمہ کلمۂ کفر بن جاتا ہے۔ (دیکھو مختصر معانی و مطوّل وغیرہ)۔

اسی طرح بعض اوقات میں مخاطب کے بدل جانے سے کلام کی مراد بدل جاتی ہے ایک عالم فاضل کے لئے جب علّامہ کہا جاتا ہے تو اس کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اور یہی لفظ جب کسی اَن پڑھ جاہل کے حق میں بولا جاتا ہے تو اس کا استہزاء اور ٹھٹھا کرنا منظور ہوتا ہے۔

اسی طرح بیوی کو حُرّہ کہہ کر طلاق مراد لی جا سکتی ہے جو ابغض المباحات اور نہایت مکروہ چیز ہے، اور دوسری عورتوں کو یہی لفظ کہنا ان کی تعظیم و تعریف میں داخل ہے، اسی طرح زمانہ اور مکان اور دیگر خصوصیات متکلم و مخاطب کے اختلاف سے کلام کی مراد میں شدید اختلاف پیدا ہو جاتا ہے، تھوڑے سے غور کرنے سے ہر ایک زبان میں ہر انسان اس قسم کی ہزاروں مثالیں بیان کر سکتا ہے جن کی تفصیل اس جگہ بے موقع ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر زبان میں جس طرح کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے اس زبان کی لغت اور قواعد صرفیہ و نحویہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح یہ بھی اہم ضرورت میں سے ہے کہ خصوصیاتِ متکلم و مخاطب کو زیر نظر رکھ کر مراد متعین کی جائے، اور جو کلام

کی مراد اُس کے بغیر بیان کی جائے وہ بالکل ناقابل اعتبار ہے، کیونکہ اکثر کلام میں نفسِ لغت کے اعتبار سے چند احتمال ہوسکتے ہیں ان میں سے معنی مراد کی تعیین صرف خصوصیاتِ مذکورہ پر موقوف ہوتی ہے۔

اسی اسلوب پر خدائے قدوس کا کلام بھی باعتبار لغت وقواعدِ ترکیب اکثر مواضع میں مختلف معانی کا تحمل ہوسکتا ہے اور ان کی متعدد مرادیں بن سکتی ہیں، اور حسبِ دستور ان میں بھی فیصلہ صرف خصوصیاتِ مذکورہ سے کرنا ہوتا ہے۔

ابن سعد نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ:

"حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے خوارج سے مناظرہ کرنے کے لئے حضرت ابن عباسؓ کو مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آیاتِ قرآنیہ کو مناظرہ کا معرکہ مت بناؤ بلکہ احادیث پیش کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ امیرالمؤمنین قرآن مجید ہی سے مناظرہ کرنے میں کیا اندیشہ ہے، ہم بفضلہٖ تعالیٰ قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، ہمارے ہی گھروں میں قرآن نازل ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے سچ کہا، لیکن قرآن مجید ایک مختصر اور معجز کلام ہے جو مختلف احتمالات کا تحمل کرنے والا اور ذو وجوہ ہے، اگر اس کے سمجھنے اور اس کی تفسیر کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کی احادیث کو نہ بنایا گیا تو ایک آیت کی تفسیر میں تم بھی کچھ کہتے رہو گے اور وہ بھی کچھ بولتے رہیں گے، کوئی بات فیصلہ کن نہ ہوگی، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے اس کو تسلیم کرکے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ خوارج کے ہاتھ میں سوائے رسوائی کے کچھ نہ رہا"

(کذا فی الاتقان، صفحہ ۱۴۳، جلد ۱)

اس روایت میں اِدھر تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے فرمان سے صاف ظاہر ہوگیا کہ قرآن مجید ذو وجوہ ہے، اس کے ایک کلام میں بحیثیت زبان مختلف معانی کا احتمال ممکن ہے، اور جب تک اس کی مراد متعین کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور خصوصیاتِ مذکورہ کا لحاظ نہ رکھا جائے اس کی حقیقی اور صحیح مراد کو پہنچنا مشکل ہے، اور دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو یہ فرمایا کہ قرآن ہمارے گھروں

میں نازل ہوا اس لئے ہم قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ خصوصیات متکلم و مخاطب کو کلام کے سمجھنے میں بڑا دخل ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کے اکثر جملوں میں لغتِ عرب اور قواعد نحو و صَرف کے اعتبار سے مختلف معانی کا احتمال ہو سکتا ہے، ان احتمالات میں سے کیا صحیح ہے کیا غلط، اس کے پہچاننے کے لئے کوئی معیار ہونا ضروری ہے، ورنہ ہر شخص جو معنی چاہے گا وہ اختیار کر لے گا اور فیصلہ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

اس سے پہلے کہ ہم ختم نبوّت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات پیش کریں اس امر کا طے کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے، جس سے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ فلاں تفسیر صحیح ہے اور فلاں غلط۔

تفسیر قرآن کا معیار اور اس کا صحیح طریق!

جن حضرات نے علومِ قرآنیہ کے اصول پر کتابیں لکھی ہیں انھوں نے اس مسئلہ کو اہم قرار دے کر مفصّل تقریر فرمائی ہے۔ ہم اس جگہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" کی عبارت کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جس کو انھوں نے جمہور علماء سے نقل فرمایا ہے:۔

قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب[1] قابل اعتماد ہوگی، اور جو تفسیر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ قرآن کی تحریف سمجھی جائے گی۔

(۱) مقدم اور سب سے زیادہ قابلِ اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو خود قرآن مجید ہی کی دوسری آیات سے مستفاد ہو، کیونکہ اس کلام پاک میں اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ مبہم ارشاد فرمایا ہے، تو اکثر دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی گئی ہے، علامہ ابن جوزیؒ نے تفسیر القرآن بالقرآن پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے، جس میں قرآن کی مبہم آیات کی

---

[1] کما فی تفسیر قولہ تعالیٰ یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ من روح المعانی قال الآلوسی جمع القرآن علوم الاولین والآخرین بحیث لم یحط بہا علما حقیقۃ الا المتکلم بہا ثم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلا ما استأثر بہ سبحانہ، ثم ورث عنہ معظم ذلک سادات الصحابۃؓ واعلامہم مثل الخلفاء الاربعۃ ومثل ابن مسعودؓ وابن عباسؓ حتی قال لو ضاع لی عقال بعیر لوجدتہ فی کتاب اللہ ثم ورث عنہم التابعون باحسان ثم تقاصرت الہمم وفترت العزائم عن حمل ما حملہ الصحابۃ والتابعون فنوعوا فنونہ فقامت کل طائفۃ ببعض من فنونہ (روح المعانی صفحہ ۱۷۰، پارہ ۶)

دوسری آیات سے شرح کی گئی ہے، اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا ہے کہ ایک آیت کی تفسیر اگر کسی دوسری آیت سے ہو سکتی ہے تو سب سے پہلے اسی کو لاتے ہیں۔

(۲) دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق اپنے قول یا فعل سے بیان فرمائی ہو، کیونکہ یہ کتاب مبین آپؐ پر نازل ہوئی، اور آپؐ کو رسول بنا کر بھیجنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپؐ اس کتاب کی تعلیم دیں، اور اس میں جو امور مبہم ہیں اُن کو بیان فرمائیں۔ قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے:-

(۱) يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا گیا کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور کام کی باتیں بتلائیں"

(۲) لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ۔ "تاکہ آپ بیان کر دیں لوگوں کے لئے وہ آیات جو اُن کی طرف نازل کی گئیں"

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے رسولؐ کی تعلیم و تبیین کی ضرورت ہے، اگر قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان جاننا اور کتاب اللہ کا مطالعہ کافی ہوتا تو رسولؐ کے بھیجنے کی اور ان کے فرائضِ منصبی میں قرآن کی تعلیم و تبیین داخل کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض میں داخل ہے کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور اس کے مجمل و مبہم کی شرح اور تفسیر بیان فرمائیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ کے کل فرمان وحیِ الٰہی ہیں، اس لئے دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابلِ اعتماد وہ تفسیر ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔

(۳) تیسرے درجہ میں صحابہ کرامؓ کی تفاسیر قابل اعتماد ہیں، کیونکہ انہوں نے قرآن کے نزول کا مشاہدہ کیا، انہی کے سامنے اور اکثر انہی کے واقعات پر قرآن مجید نازل ہوا، اور پھر قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے، اور ظاہر ہے کہ کوئی انسان جب کوئی کتاب دین کی ہو یا دنیا کی کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی غرض صرف عبارت پڑھنا نہیں ہوتی، بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اہم مقصود ہوتا ہے، اور جب

طب یا نحو وصرف کی کتاب کوئی ادنیٰ طالب علم بے سمجھے پڑھنا حماقت اور تضییع عمر سمجھتا ہے تو آپ خود فیصلہ کریں کہ جب استاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن کی غرض بعثت تعلیم کتاب ہے، اور شاگرد وہ صحابۂ کرام کہ تمام امت کے اذکیا ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتے، اور کتاب وہ اہم کتاب کہ جس پر اُن کے اور تمام امت کے دینی و دنیوی مقاصد اور دارین کی فلاح موقوف، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے محض الفاظِ قرآن پڑھنے پر اکتفاء کرتے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود فرماتے ہیں کہ جب ہم آپؐ سے قرآن مجید پڑھتے تھے تو مطالب ومعانی کو بھی آپؐ سے ہی پڑھتے تھے۔ سیوطیؒ نے بحوالۂ ابو عبدالرحمن سلمی حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے:۔

اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا تَعَلَّمُوْا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ اٰيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزُوْهَا حَتّٰى يَتَعَلَّمُوْا فِيْهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ قَالُوْا فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيْعًا۔ (اتقان ص۱۷۶ ج ۱)	"صحابۂ کرام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے تھے تو اس وقت تک آگے نہ پڑھتے تھے جب تک اس کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح معلوم نہ کرلیں، صحابہ فرماتے ہیں ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا اور اس کے علم وعمل وغیرہ سب کو معلوم کیا"

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو ایک سورۂ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے۔ (رواہ مالک فی المؤطاء) خدا ہی جانتا ہے کہ انہوں نے آٹھ سال میں کیا کیا علوم ومعارف اس سورت کے حاصل کئے ہوں گے ورنہ صرف حفظ کے لئے چند روز کافی تھے۔ اور چونکہ صحابۂ کرام کے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ ہیں اس لئے امام الحدیث حاکم نے کہا ہے کہ تفاسیر صحابہ سے اس جگہ صرف وہ تفاسیر مراد ہیں جو شانِ نزول وغیرہ کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں، مطلقاً اقوال صحابہ مراد نہیں، خود حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔

(۴) چوتھے درجہ میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال دربارۂ تفسیر قابل وثوق سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابۂ کرام سے پڑھا، اور اس کے وہ علوم ومعارف حاصل کئے جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے تھے۔

(۵) پانچویں درجہ میں وہ تفسیر قابلِ عمل ہے جو ان ائمۂ تفسیرؒ نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہو گئیں، اور جنھوں نے تفسیر کے باب میں اصولِ سابقہ کو پیش نظر رکھ کر احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوالِ صحابہ و تابعین کو اپنا امام بنالیا، اور اس باب میں جو کچھ کہا صحابہ و تابعین کے اقوال کی ترجمانی کی، اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں کہ یہ پانچواں درجہ کوئی مستقل درجہ نہیں، بلکہ تیسرے اور چوتھے درجہ میں داخل ہے، کیونکہ صحابہ و تابعین کے آثار بھی انہی تفاسیر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کی تفسیروں میں سے سیوطیؒ نے کتب ذیل کا نام لیا ہے:-

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابوالشیخ ابن حبان، ابن المنذر وغیرہ، اور کتبِ متداولہ میں سے ابن کثیر، درِ منثور وغیرہ بھی اس قسم کی تفسیریں ہیں۔

لیکن ان سب میں سیوطیؒ نے تفسیر ابن جریر کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے:-

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ الْمُعْتَبَرُوْنَ عَلٰی اَنَّهٗ لَمْ یُؤَلَّفْ فِی التَّفْسِیْرِ مِثْلُهٗ۔	"علمائے معتبرین نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔"

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن عزیز کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں، جو تفسیر اُن اصول کے مطابق ہے وہ علماً قابلِ اعتماد ہے، اور جو اس معیار پر درست ثابت نہ ہو وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ و الحاد ہے، اسی کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے:-

مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ (رواہ النسائی وابوداؤد والترمذی) (از اتقان ص۱۷۹)	"جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام کرے اور (اتفاقاً) تفسیر صحیح بھی کر دے تب بھی اس نے خطا کی۔"

اور حدیث میں ہے:-

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (ابو داؤد)	"جو شخص قرآن کریم کی تفسیر بغیر علم کے کرے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے۔"

وجہ ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایجاد کرنا اور آیت کی مراد اُن سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا، صحابہ کرامؓ اور پھر تابعینؒ اور تبع تابعین اور پھر تمام ائمۂ سلف صالحین میں سے کسی کو حق کی طرف ہدایت نہ ہوئی۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا کوئی مسلمان جو قرآن مجید کو خدا کی کتاب جانتا ہے، قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ وہ مفسدۂ عظمیٰ ہے کہ اسلام کی بیخ و بنیاد کو ہلا دینے والا ہے، بلکہ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو کوئی منصف کافر بھی اس بیہودگی کو اختیار نہیں کر سکتا، تمام اسلافِ امت کا کسی آیت کی مراد کو نہ سمجھنا یا غلط سمجھنا بوجوہ ذیل باطل ہے۔

۱۔۔۔ اوّل تو یہ کہ اس صورت میں قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ کسی سمجھدار انسان کا کلام بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ عالم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا اور جب تمام عالم باوجود اپنی امکانی کوششوں کے صرف کر دینے کے تیرہ سو برس تک اس کی مراد کو نہ پا سکا تو معاذ اللہ گمراہی پر گمراہی بڑھانے والی چیستان ہو گئی، کوئی قابلِ عمل کتاب نہ رہی۔

۲۔۔۔ دوم اس صورت میں قرآن مجید کوئی قابلِ عمل اور قابلِ اعتماد کتاب نہیں رہتی اور اس کتاب مبین سے العیاذ باللہ امن اٹھ جاتا ہے، کیونکہ جب یہ ممکن ہے کہ تیرہ سو برس تک تمام امت کی عرق ریزی اور جانکاہی اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچا سکی اور ان سب کے ناخنِ تدبیر اس گتھی کو نہ سلجھا سکے، اور امت کے سب سے بڑے ارکان صحابہ و تابعین اس چیستان کے حل کرنے سے عاجز رہ کر معاذ اللہ ہمیشہ گمراہی میں پھنسے رہے تو جو صاحب آج اس کے نئے معنی کو صحیح بتلاتے ہیں کیا اس میں بھی یہ احتمال نہیں کہ وہ بھی پہلے معنی کی طرح آئندہ چل کر غلط ثابت ہوں، جس کا ظہور آئندہ تیرہ سو برس کے بعد ہو، ورنہ وہ بتلائیں کہ ان کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ جو کچھ مراد سمجھتے ہیں وہ ہرگز غلط نہیں ہو سکتی، بلکہ اس صورت میں ہر شخص کو یقین کر لینا پڑے گا کہ جب اس ذات مقدس نے اس معمہ کو حل نہ کیا جس پر قرآن نازل ہوا اور ان کو اس کے پڑھانے اور بیان کرنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، پھر صحابہ کرام پر اس کی صحیح مراد ظاہر نہ ہو سکی، حالانکہ انھوں نے اسی کے حاصل کرنے اور پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی

اور خدمت میں عمر گذار دی، اور بیچاروں نے آٹھ آٹھ اور بارہ بارہ برس صرف ایک سورت کے پڑھنے اور سمجھنے میں صَرف بھی کئے پھر اسلافِ امت میں سے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس کے حل کرنے کے لئے ان حضرات نے زور لگائے جن کی ذکاوت اور تیزیٔ طبع اور فہم خداداد کا کفار کو بھی طوعاً و کرہاً اعتراف کرنا پڑا ہے، لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے وہ سب اس کے صحیح معنی سمجھنے سے عاجز رہے تو پھر یہ کتاب کیا اس قابل ہو سکتی ہے کہ کسی عقلمند کو اس کی طرف دعوت دی جائے، یا کوئی اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ و تابعین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ یا ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، اور تعلیم قرآن جو آپ کی بعثت کا اعلیٰ مقصد ہے اس کے قابل یہی لوگ ہیں، اگر یہ لوگ بھی قرآن کو صحیح نہ سمجھے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید ایک غیر مامون کلام ہو جائے کہ اب تک جو امت نے معنی سمجھے وہ آج غلط ثابت ہوئے، پھر جو معنی آج قرار دیئے گئے اس پر کیا اطمینان ہے کہ وہ بھی آئندہ غلط ثابت نہ ہوں گے، اور ان امور کے ہوتے ہوئے کیا کسی مسلمان کا منہ ہو سکتا ہے کہ وہ کفار کو اس کتاب عزیز پر ایمان لانے اور اس کے اتباع کی دعوت دے؟

۳۔۔۔ سو تصریحات احادیث صحابہ کرام کی جماعت بہ حیثیتِ علم و عمل سے اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے، صحابہ ہی کی شان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے:۔

اُولٰٓئِکَ اَبَرُّھُمْ قُلُوْبًا وَّ اَعْمَقُھُمْ عِلْمًا۔	"صحابہ سب انسانوں سے زیادہ پاک دل والے اور سب سے گہرے علم والے ہیں۔"

اور حدیث معروف خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ بھی اس معنی کی شاہد ہے۔

پھر اس ذہن و ذکاوت کے ساتھ وہ قرآن کے ہمزبان اور اس کی آیات کے نزول کا رات دن آنکھ سے مشاہدہ کرنے والے بھی ہیں، اور اس پر مزید یہ کہ پھر اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں بارہ بارہ برس ایک ایک سورت پر صَرف بھی کرتے ہیں، اور سب سے زیادہ یہ کہ اس کے مطالب کو خاص اس مبارک ذات سے سیکھتے ہیں جس پر قرآن نازل ہوا، اور جس کے مبارک سینہ کو علومِ اولین و آخرین سے معمور کیا گیا، اور ان کو اسی کتاب عزیز کا معلم بناکر

بھیجا گیا، اور خود صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے الفاظ ہی نہیں سیکھے، بلکہ اس کے معانی و مطالب اور علم و عمل سب چیزیں آپ سے ہی حاصل کیں، پھر کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید کے صحیح معنی ان سب حضرات سے مخفی رہ جائیں۔

اسی طرح تابعین رحمہم اللہ نے قرآن کریم صحابہؓ سے حاصل کیا، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب کے سب اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچیں، اور اگر یہ حضرات باوجود ان اوصاف و حالات کے اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتے تو دنیا میں کوئی انسان اس کی صحیح مراد پر نہیں پہونچ سکتا۔

۴ـــــ چہارم قرآن مجید خود ارشاد کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی تعلیم و تبیین کے لئے بھیجا گیا ہے، جیسا کہ پہلے چند آیات سے ثابت ہو چکا ہے، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور معاذ اللہ قرآن اسی ابہام اور اخفار کی تاریکی میں باقی رہا تو (خاکم بدہن) خدا کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کارِ منصبی کو پورا نہ کیا۔

اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آج کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے، وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اپنے فریضۂ رسالت میں خیانت کی اور پورا دین امت کو نہیں پہنچایا۔

الحاصل آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اپنا قدوہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے۔

اور جو کوئی معنی جمہور صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے خلاف سمجھ میں آئیں ان کو اپنی غلط فہمی اور قصورِ علم کا نتیجہ سمجھے، اگرچہ اس کے گمان میں وہ معنی قرآن کا مدلول معلوم ہوتے ہوں۔ غرض صحابہؓ و تابعینؒ جو کہ اس کتاب کے علوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کے بلا واسطہ یا صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، ان کے اقوال سے تجاوز کرنا، اور ان سب اقوال کے علاوہ کوئی نئے معنی ایجاد کرنا قرآن کو ناقابلِ اعتماد اور ناقابلِ عمل چیز قرار دینا ہے۔

اس بارہ میں امام الحدیث والتفسیر حافظ ابن تیمیہؒ کی ایک عبارت علامہ سیوطیؒ نے

اتقان میں معتمد علیہ ہونے کی حیثیت سے نقل کی ہے، دیکھو اتقان، ص ۱۷۸، ج ۲):-

فَاِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ وَ الْاَئِمَّةَ اِنْ كَانَ لَهُمْ فِي الْاٰيَةِ تَفْسِيْرٌ وَّجَاءَ قَوْمٌ فَسَّرُوا الْاٰيَةَ بِقَوْلٍ اٰخَرَ لِاَجْلِ مَذْهَبٍ اعْتَقَدُوْهُ وَذٰلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ صَارَ مُشَارِكًا لِلْمُعْتَزِلَةِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ فِيْ مِثْلِ هٰذَا، وَفِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَدَلَ عَنْ مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَفْسِيْرِهِمْ اِلٰى مَا يُخَالِفُ ذٰلِكَ كَانَ مُخْطِئًا فِيْ ذٰلِكَ بَلْ مُبْتَدِعًا لِاَنَّهُمْ اَعْلَمُ بِتَفْسِيْرِهٖ وَمَعَانِيْهِ كَمَا اَنَّهُمْ اَعْلَمُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ۔ (از اتقان ص ۱۷۸ ج ۲)	"اس لئے کہ اگر آیت میں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کی کوئی تفسیر منقول ہو اور پھر کوئی شخص آئے جو اپنے معتقد علیہ مذہب کے لئے آیت کی تفسیر کسی نئے قول سے کرے، اور یہ مذہب مذاہب صحابہ و تابعین میں سے نہ ہو تو یہ شخص فرقہ معتزلہ اور دوسرے اہل بدعت کے فرقوں میں داخل ہوگیا۔ اور حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص مذاہب صحابہ و تابعین اور ان کی تفسیر سے عدول کر کے کوئی مخالف قول اختیار کرے تو وہ اس تفسیر میں خطا کار بلکہ مبتدع ہے، اس لئے کہ صحابہ و تابعین قرآن مجید کے معانی اور اس کی تفسیر کے زیادہ عالم ہیں، جیسا کہ وہ اس دین حق کے زیادہ عالم ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا۔"

خلاصہ یہ کہ آج قرآن مجید کی تفسیر اور تعیین مراد کے لئے سب سے زیادہ اسہل اور اسلم طریق یہ ہے کہ:-

(۱) اول سلف صالحین صحابہ و تابعین و تبع و تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال اور تفاسیر پر نظر ڈالے، اور جب کسی آیت کی تفسیر ان حضرات سے مل جائے تو اسی کو قرآن کی مراد سمجھ کر مطمئن ہو جائے۔ البتہ مزید اطمینان اور شرح صدر کے لئے اگر احادیث اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اس تفسیر کے ماخذ کو بھی دریافت کرے اور معلوم کرے کہ صحابہ و تابعین نے آیت کی یہ تفسیر کہاں سے لی ہے، تو یہ بھی ایک مفید علم اور خداوند عالم کی بڑی نعمت ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ محض اپنی نارسا فہم کے اعتماد پر صحابہ

تابعین کے خلاف کسی مضمون کو قرآن کی مراد اور مدلول بنانا جائز نہیں،

(۲) اور اگر کسی آیت کی تفسیر صحابہ وتابعین اور ائمہ مفسرین کی نقل سے نہ ملے تو خود احادیث میں غور کرے، اور اگر وہاں کچھ صراحت یا اشارہ سے آیت کی مراد متعین ہو جائے تو اسی کو مراد سمجھی جائے۔

(۳) ورنہ پھر خود اس آیت کے اگلے پچھلے مضمون اور دوسری آیات میں غور کر کے جو کچھ مراد سمجھ میں آوے اس پر اعتماد کیا جائے۔

(۴) اور اگر بالفرض ان میں بھی کسی صورت سے آیت کی تفسیر واضح نہ ہو، حالانکہ یہ تقریباً ناممکن ہے، تو پھر نفسِ لغتِ عرب اور قواعد نحو وصرف اور معانی وبلاغت کے اعتبار اور سیاق وسباق کے دیکھنے سے جو معنی سمجھے جاتے ہوں انہی کو اس کی تفسیر قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرامؓ کا بھی اس قسم کی آیات میں یہی طریق تھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اَلشِّعْرُ دِیْوَانُ الْعَرَبِ بِاَذَا اَخْفٰی عَلَیْنَا حَرْفٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ الَّذِیْ اُنْزِلَ بِلُغَۃِ الْعَرَبِ رَجَعْنَا اِلٰی دِیْوَانِہَا۔	"شعر عرب کا دیوان ہے (جس میں مہمات اور مشکلات کے فیصلے ہوتے ہیں) تو جب کوئی لفظ قرآن کا ہم پر مخفی ہو جاتا ہے تو ہم اس دیوان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔"
اتقان، ص ۱۲۱ ج ۱)	

لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ اخیر کی تین صورتیں اور بالخصوص چوتھی صورت بالکل نادر اور قلیل ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ بالکل موجود نہیں تو شاید بے جانہ ہو کیونکہ تقریباً تمام قرآن مجید کی تفسیر صحابہ وتابعین اور ائمہ متقدمین سے منقول اور کتابوں میں مدوّن ہے، محض احتمال کے طور پر اخیر کے تین درجات کو عرض کیا گیا ہے۔

غرض آج ہمارے لئے تفسیر قرآن کے بارے میں سیدھا راستہ اور سہل طریق اور سب سے زیادہ قابلِ اطمینان ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں وہ صرف یہی ہے کہ ہم صحابہ وتابعین اور ائمہ متقدمین کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی معنی سمجھ میں آئیں تو اس کو اپنا قصورِ فہم خیال کریں، کیونکہ ہم اوپر تفصیلاً عرض کر آئے ہیں کہ تمام دنیا جمع ہو کر بھی اس بارہ میں صحابہ کے برابر نہیں ہو سکتی، علاوہ نقل صحیح

کے عقلِ سلیم اور تجربہ اور عادت جاریہ کا بھی یہی مقتضی ہے کہ کلام کی مراد جس قدر کہ اس کا مخاطب یا مخاطب کا شاگرد سمجھ سکتا ہے کتابوں میں لکھی لکھائی دیکھنے والا ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ صحابہ و تابعین کے اقوال دربارۂ تفسیر اکثر مختلف ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ کیسے فیصلہ کن ہو سکتے ہیں، لیکن اول تو ان اختلافات میں غور کرنے والا بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ اختلافات درحقیقت اختلاف نہیں ہوتے، بلکہ محض تعبیر و تمثیل اور ان الفاظ و عنوان کا فرق ہوتا ہے، سرسری نظر سے دیکھنے والا اس کو اختلاف سمجھتا ہے۔

مثلاً صراط مستقیم کی تفسیر میں بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ اس سے اتباع قرآن مراد ہے، اور بعض نے اسلام سے تفسیر کی، اور بعض نے سنت و جماعت سے، اور بعض صحابہ نے طریق عبودیت اور بعض حضرات نے اطاعتِ خدا و رسولؐ سے۔ یہ اقوال اگرچہ بصورت مختلف نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اتباع قرآن ہی درحقیقت اسلام ہے، اور اسی کا نام سُنّت و جماعت ہے، اور وہی طریق عبودیت اور اطاعتِ خدا و رسول ہے، بیشتر صحابۂ کرام کے اختلافات اسی قسم کے ہیں، بہت سے شاذ و نادر ایسے خلاف ہیں جن کا مراد پر اثر پڑتا ہو۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:۔

وَلِهٰذَا كَانَ النِّزَاعُ بَيْنَ الصَّحَابَةِ فِى تَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ قَلِيْلًا جِدًّا۔	"چونکہ صحابہؓ نے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل کئے ہیں، اس لئے اس بارہ میں اختلاف بہت کم ہے"

پھر جن آیات میں حقیقۃً صحابہ کے اقوال میں کچھ اختلاف ہے (اس میں تابعین اور ائمۂ مجتہدین نے اسناد کی تحقیق اور رُواۃ کے ضبط و اتقان اور ثقاہت کے اعتبار سے ترجیح کی صورتیں قائم کر دی ہیں) پس بحمداللہ اس طریق پر کوئی غبار نہیں اور تفسیر قرآن کے بارے میں اس راستہ پر چلنے والے کے لئے گمراہی کا کوئی خطرہ نہیں

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا سُلُوْكَهٗ۔

یہ وہ معیار ہیں کہ جن سے تفسیر کے معاملہ میں صحیح اور غلط اور حق و باطل کا فیصلہ ہو سکتا ہے، اور یہی وہ طریق ہے جس پر تیرہ سو برس سے جمہور اہل سنت والجماعت کا

عمل ہے اور انشاء اللہ تا قیامت رہے گا۔

اس کے بعد ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر کے لئے کیا معیار قرار دیا ہے اور کیا وہ قابلِ اعتماد اور فیصلہ کن معیار ہے یا نہیں۔

مرزا صاحب کے نزدیک تفسیر قرآن کا معیار

چونکہ جمہور اہل سنت والجماعت اور صحابہ وتابعین کے طریق پر مرزا صاحب کی تحریفات اور اوہام کے لئے قرآن مجید کی آیات بینات میں کوئی راستہ نہ رہتا تھا، اس لئے انھوں نے ضروری سمجھا کہ تفسیر قرآن کے اصول اور معیار ہی کو بدلنا چاہئے، اپنے رسالہ "برکات الدعا" ص ۱۳[1] لغایہ صفحہ ۱۵ میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تفسیر قرآن کے لئے سات معیار تجویز کئے اور اس میں اپنی قدیم عادت کے موافق عوام کو لبھانے کے لئے چند متفق علیہ معیاروں کو بھی ذکر کر دیا، ورنہ درحقیقت ان کے نزدیک صرف ساتواں معیار قابلِ عمل ہے، چنانچہ خود ان کی تصریح ہے کہ یہ معیار سب معیاروں پر حاوی ہے۔

ان سات معیاروں میں چار تو وہی ہیں جو ہم نے جمہور سے نقل کئے، یعنی خود قرآن کی دوسری آیات اور احادیث اور اقوالِ صحابہ اور اقوالِ تابعین، اور تین معیار اپنی طرف سے ایسے ایجاد کئے جو مرزا صاحب کی ہر ضرورت کو قرآن مجید سے پورا کر سکیں، اور ان کی سب تحریفات کو تفسیر قرآن میں داخل کر سکیں، چنانچہ فرماتے ہیں۔

(۵) "پانچواں معیار خود اپنا نفسِ مطہر لیکر قرآن میں غور کرنا ہے"

(۶) "چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے جسمانی سلسلہ ہے، کیونکہ خداوند کریم کے دونوں سلسلوں میں بالکل تطابق ہے"

(۷) "ساتواں معیار وحی ولایت اور مکاشفاتِ محدثین ہیں، اور یہ معیار گویا سب معیاروں پر حاوی ہے"

ہم اس معاملہ کو منصف ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا وہ تین معیار جو مرزا صاحب نے گھڑے ہیں قرآن کی مراد متعین کرنے کے لئے معیار ہو سکتے ہیں اور ان سے ہم تفسیر کے باب میں کھرے کھوٹے کی تمیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جس شخص میں فہم و ادراک کا کچھ مادہ موجود ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ یہ معیار کسی طرح فیصلہ کن نہیں ہو سکتے۔

---

[1] روحانی خزائن ج ۶ ص ۱۷ تا ص ۲۰۔

کیونکہ ان میں سے اوّل معیار کی بنا پر ہر شخص قرآن کی مراد پر حاکم بن جاتا ہے ہر ایک جاہل کہہ سکتا ہے کہ میرا نفسِ مطہر اس آیت کے یہ معنی تجویز کرتا ہے اور بمقتضائے آیت کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ہر شخص اپنے ہی تجویز کردہ معنی کو حق اور درست خیال کرتا ہے، اور اس بنا پر قرآن کریم کی تفسیر جتنے مُنہ اتنی باتیں بن جائیں گی، بجائے اس کے کہ معیار سے کھرے کھوٹے کی تمیز ہوتی، حق و ناحق کا فیصلہ ہوتا، اس نرالے معیار کی بنا پر کسی باطل سے باطل اور بیہودہ سے بیہودہ خیال کو بھی لغو اور باطل کہنے کا کسی کو استحقاق نہیں رہتا۔

اسی طرح دوسرا معیار بھی ایک عجیب چیستان ہے جس سے کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا کیونکہ غالباً مرزا صاحب کی مراد اس سے یہ ہے کہ قرآن کی آیات کی تفسیر اسی طریق کے موافق کرنی چاہئے جو نظامِ جسمانیات میں محسوس اور مشاہد اور عادتِ جاریہ کے موافق ہو، کسی آیت کی تفسیر ایسی نہ کرنی چاہئے جو خرقِ عادت اور خلافِ مشاہدات عامہ کے ہو۔

لیکن ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کا حاصل محض معجزات کا انکار ہے جو خود قطعیاتِ اسلام میں داخل ہیں، اور جن پر قرآن و حدیث کی متواتر اور قطعی نصوص شاہد ہیں، تو یہ معیار علاوہ اس بات کے کہ در بارۂ تفسیر کوئی فیصلہ کن نہیں خود بھی بالکل قطعیاتِ اسلام کے خلاف اور محض باطل ہے۔

اور تیسرا معیار بھی جس کو مرزا صاحب تمام معیاروں پر حاوی قرار دیتے ہیں، درحقیقت قرآن عزیز کی آیاتِ بینات کی تحریف اور مسخ کرنے کی ایک ابلہ فریب اور خوش نما تدبیر ہے، کیونکہ اولیاء و محدثین کے مکاشفات دخلِ نفس و شیطان سے معصوم نہیں، بخلاف وحیِ رسولؐ اور قرآن مجید کے کہ وہ اس سے بالکل پاک اور معصوم ہیں، وحی کے ساتھ خدا کی پولیس (فرشتے) آگے پیچھے حفاظت کے لئے آتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

ومن خلفہ رصدا (ایک رصد (پہرہ) بھیجتا ہے)

پس ایک معصوم کلام کی مراد غیر معصوم کشف پر موقوف نہیں ہوسکتی، لیکن اہلِ فہم ذرا سے غور سے بلا تکلف اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی غرض اس معیار سے بھی قرآن مجید پر حکومت کرنا ہے، کیونکہ دوسری جانب آپ کو محدث

اور مجدّد بلکہ نبی ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔

حدیثِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اپنے رسالہ "شہادۃ القرآن" میں صاف طور سے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ جو حدیث، میری وحی کے خلاف ہو وہ ردّی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے۔"

اس معیارِ تفسیر کی غرض بھی صاف یہی ہے کہ جو تفسیر مرزا صاحب کے مکاشفات اور من گھڑت وحی کا اتباع نہ کرے وہ ردّی اور محض ناقابل اعتبار ہے۔

تمام معیاروں کا لُبِّ لباب اور خلاصہ یہ ساتواں معیار تھا اور اس کا حاصل یہ ہوا کہ تفسیرِ قرآن وہ معتبر ہے جو مرزا صاحب فرمائیں، مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ اس فریب سے حدیث و قرآن دونوں کو اپنا محکوم و مطیع بنائیں، لیکن یاد رہے کہ خدا کا پاک کلام اور اس کا سچا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ دنیا اس کا اتباع اور اطاعت کرے، نہ اس لئے کہ وہ ہر ہوسناک انسان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے، اور اگر ایسا ہو تو اہلِ عالم مصیبت میں پڑ جائیں۔ خداوند عالم فرماتے ہیں۔

لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ. "اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا اتباع کرنے لگے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔"

اور میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن کی تفسیر کے لئے یہ تین چیزیں جن کو مرزا صاحب پیش کرتے ہیں معیار قرار دی جائیں تو قرآن میں ہر ملحد و زندیق کی تحریفات کی کھپت ہو جائے گی، بلکہ اس صورت میں قرآن مجید ہر ہوسناک ملحد و زندیق کا کھلونہ بن جائے گا جس طرح چاہا اُلٹ دیا، کیونکہ ان تینوں معیاروں کا تقریباً خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر محض ایک شخص کی فہم اور اس کے مکاشفہ پر موقوف کر دی گئی (اور ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی انسان اپنے کو فہم اور عقل سے خالی ہونے کا اقرار نہیں کر سکتا) ؎

گر از بسیط زمیں ہم خرد شود معدوم
بخود گماں نبرد ہیچ کس کہ نادانم

ہر شخص اپنے اوہام کو قرآن کی تفسیر بنائے گا، اسی طرح ولایت اور مکاشفات کا دعویٰ بھی کسی کے لئے مشکل نہیں ہر شخص جو چاہے گا کہے گا، اور اس وقت العیاذ باللہ قرآن کی تفسیر بے اصل بکواس ہو جائے گی، اور اسی لئے علماء امت نے اس مرحلہ

کو پہلے ہی طے کرنے کے لئے اس مسئلہ کو مسائلِ عقائد میں درج کیا ہے۔
علامہ نسفیؒ اپنے رسالہ عقائد میں اور علامہ تفتازانیؒ اس کی شرح میں اور سیوطیؒ اتقان میں اس کو جمہور اہلِ سنت والجماعت کا متفقہ قاعدہ قرار دیتے ہیں۔

اَلنُّصُوْصُ عَلٰی ظَوَاهِرِهَا وَ	"آیات کے معنی وہی حق ہیں جو ان کے ظاہر
الْعُدُوْلُ عَنْهَا اِلٰی مَعَانٍ	سے سمجھ میں آتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر ایسے
يَدَّعِيْهَا اَهْلُ الْبَاطِنِ اِلْحَادٌ	معنی لینا جن کا فرقہ باطنیہ والے دعوی کرتے
(عقائد نسفی)	ہیں الحاد اور بد دینی ہے۔"

مرزا صاحب تو موجود نہیں اُن کے متبعین ذرا خدا سے ڈر فرمائیں، اور اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے قرآن مجید کو بازیچۂ طفلاں اور ٹھٹھا نہ بنائیں۔
منصف حضرات نے غالباً خود فیصلہ کر لیا ہوگا کہ قرآن مجید کی مراد متعین کرنے کے لئے صحیح طریقہ وہی ہے جو بحوالۂ علامہ سیوطیؒ جمہور علماء امت کا طریق اور اسلوب نقل کیا جاچکا ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کے کلام کی کچھ عظمت ہے وہ غور کرے اور قبول کرے ورنہ اللہ تعالیٰ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔
یہ بحث اگرچہ اس وقت ہمارے مقصد میں داخل نہ تھی، جس میں بلا اختیار کچھ طول بھی ہوگیا، لیکن اس غرض سے یہاں درج کی گئی کہ راستہ صاف ہو جائے اور آئندہ جو کچھ ہم عرض کریں یا جماعت مرزائیہ پیش کرے، ناظرین اس کو خود جانچ لیں کہ کون قابلِ قبول ہے اور کون قابلِ رَدّ۔
اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور قرآن مجید سے مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کرتے ہیں، وعلی اللہ التکلان۔

پہلی آیت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ	"نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے
رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ	مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ	کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝	اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔"

شانِ نزول، یعنی نازل ہونے کا سبب: اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ آفتاب نبوتؐ کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنّٰی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام و احوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے، اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے، اور مرنے کے بعد شریکِ وراثت ہونے میں اور رشتہ ناتے اور حلّت و حرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے، جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی، اختلاطِ نسب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا، ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کردے، اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جڑ سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی اور دوسرا عملی، ایک طرف تو یہ اعلان فرمادیا:۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (سورۂ احزاب، پ ۲۱)	"اور اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ بات ہی اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات، اور وہی راستہ سجھاتا ہے، پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے، یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں"

اصل مدعا تو یہ تھا کہ شرکتِ نسب اور شرکتِ وراثت اور احکامِ حلّت و حرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے، لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ متبنّٰی یعنی لے پالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہوگیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزولِ وحی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو

(جو کہ آپؐ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبنّٰی (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا، اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابۂ کرامؓ بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو " زید بن محمد " کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر اُن کو " زیدؓ بن حارثہ " کہنا شروع کیا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسمِ قدیم کو خیرباد کہہ چکے تھے لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کرنے میں اعزّا، واقارب اور اپنی قوم وقبیلہ کے ہزاروں طعن وتشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے، اس لئے خداوندِ عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے، چنانچہ جب حضرت زید نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دیدی، تو خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کرلیں، تاکہ اس رسم وعقیدہ کا کلیۃً استیصال ہوجائے، چنانچہ ارشاد ہوا:۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا	"پس جبکہ زیدؓ زینبؓ سے طلاق دیکر فارغ
زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى	ہوگئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کردیا،
الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ	تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیبیوں
اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ۔	کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو"

آپؐ نے بامرِ خداوندی نکاح کیا، ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا، تمام کفارِ عرب میں شور مچا کر " لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے "

ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے وہ آیت نازل ہوئی جو اس وقت ہمیں استدلال میں پیش کرنی ہے، یعنی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ — "نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے

---

[1] حضرت زید کو اس کا قلق تھا کہ ان کے نام کو آپؐ کی نسبت سے علیحدہ کردیا گیا، شاید اسی رنج کو دفع کرنے کے لئے قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ اُن کا نام لیا اور فرمایا قَضٰى زَيْدٌ الآیہ حالانکہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ اور خلفاءِ راشدین میں سے کسی کا نام بھی قرآن کریم میں مذکور نہیں ان کی تخصیص میں شاید یہی بھید ہے (ہذا ما افادنی شیخی ومولائی العثمانی الدیوبندی متعنا اللہ بطول بقائہ، وجدتہ فی تفسیر فتح البیان ایضاً)

رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ — مَردوں میں سے کسی کے باپ، بیٖن آپ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں۔

جس میں یہ بتلا دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زیدؓ کے باپ بھی نسبی نہ ہوئے، لہٰذا آپؐ کا ان کی مطلقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپؐ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔

اُن کے دعوے کے رَد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپؐ حضرت زیدؓ کے باپ نہیں، لیکن خداوندِ عالَم نے ان کے مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رَد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپؐ زیدؓ کے باپ نہیں، بلکہ آپؐ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، پس ایک ایسی ذات جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کجروی ہے۔

اور اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرزند ہوئے ہیں، قاسمؓ اور طیبؓ اور طاہرؓ حضرت خدیجہؓ سے اور ابراہیمؓ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے، پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپؐ کسی مرد کے باپ نہیں۔

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے، کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپؐ کسی مرد کے باپ نہیں، اور آپؐ کے چاروں فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے، ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی، آیت میں رِجَالِكُمْ کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔

نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نزولِ آیت کے وقت آپ کا کوئی فرزند موجود نہ تھا، قاسمؓ اور طیبؓ اور طاہرؓ کی وفات ہو گئی تھی، اور ابراہیمؓ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، لہٰذا اس وقت کے لحاظ سے تو مطلقاً یہ کہنا بھی درست تھا کہ آپؐ کسی مرد یا لڑکے کے باپ نہیں۔

بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپؐ کی براءت اور عظمتِ شان بیان فرمانا ہے، اور یہی آیت کا شانِ نزول ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ "مگر آپؐ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں۔"

عہ کذا فی تفسیر روح المعانی ۱۲ منہ

اس آیتِ مذکورۂ بالا میں ہمارے مقصد کا زیادہ تعلق صرف اسی جملہ سے ہے، لہٰذا آئندہ ہماری بحث بیان معنی اور تفسیر وغیرہ میں صرف اسی جملہ کے متعلق ہوگی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں آیت کی تفسیر اصولِ مذکورہ کے مطابق قرآن و حدیث وغیرہ سے پیش کروں، یہ بتلادینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ کو پہلے جملہ سے کیا ربط ہے، کیونکہ آیت کی مراد اور غرض متعین کرنے میں اس سے بھی مدد ملے گی۔

آیت مذکورہ کے دونوں جملوں میں ربط؛ پہلے جملہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں، اس پر سرسری نظر میں چند شبہات پیدا ہوسکتے ہیں، ان کے ازالہ کے لئے یہ دوسرا جملہ لفظ "وَلٰكِنْ" کے ساتھ فرمایا ہے، کیونکہ یہ لفظ لغتِ عرب میں اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ پہلے کلام میں جو شبہ ہوتا ہے اس کو دفع کرے۔

وہ شبہات یہ ہیں:-

① اول یہ کہ جب آپؐ کے لئے اُبُوَّت ثابت نہیں تو شفقتِ پدری جو کہ لازمۂ ابوّت ہے وہ بھی آپؐ میں موجود نہ ہوگی، حالانکہ ایک نبی اور رسول کے لئے اُمت پر غایت درجہ شفیق ہونا ضروری ہے۔

② دوسرے یہ کہ یہ بات مشہور ہے کہ ہر نبی اپنی قوم اور امت کا باپ ہوتا ہے، امام راغب اصفہانی نے کہا ہے:-

وَيُسَمّٰى كُلُّ مَنْ كَانَ سَبَبًا فِيْ اِيْجَادِ شَيْءٍ اَوْ اِصْلَاحِهٖ اَوْ ظُهُوْرِهٖ اَبًا، وَلِذٰلِكَ سُمِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ اللّٰهُ "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ" وَفِيْ بَعْضِ الْقِرَاءَاتِ "وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ".	"اور ہر وہ شخص باپ کہا جاتا ہے جس کو اس کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور میں دخل ہو، اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوالمؤمنین کہا جاتا ہے، دیکھو خداوند عالم فرماتا ہے "نبیؐ مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں، اور اُن کی ازواجؓ مؤمنین کی مائیں ہیں" اور بعض قرأت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ مؤمنین کے باپ ہیں؛

(مفردات القرآن للراغب)

غرض نبی ہونے کے لئے باپ ہونا لازم ہے، پس جب کہ آیتِ مذکورہ میں آپؐ سے ابوّت رباپ ہونے کی نفی کی گئی تو کسی سطحی نظر والے کو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ابوّت نہیں جو کہ لازمِ نبوّت ہے، تو شاید نبوّت بھی نہ ہوگی۔

③ تیسرے یہ کہ جب آپؐ سے ابوّت کی نفی کی گئی تو اس میں بظاہر آپؐ کی ایک قسم کی تنقیص لازم آتی ہے، کہ آپؐ کے کوئی نرینہ اولاد نہیں، نیز ان کفار کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے جو آپ پر ابتر (لاولد) ہونے کا عیب لگاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ کے پہلے جملہ سے اس قسم کے چند شبہات واوہام ایک ظاہر بیں نظر کے لئے ممکن تھے، ان کے ازالہ کے لئے ارشاد فرمایا گیا۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ۔ "لیکن آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"

جس میں لفظ لٰكِنْ سے ان اوہام مذکورہ کا دفعیہ اس طرح کیا گیا کہ اگرچہ آپؐ کے کوئی صُلبی فرزند نہیں اور آپ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن آپؐ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں، اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، جیسا کہ ہم اوپر امام راغبؒ سے نقل کر آئے ہیں کہ بعض قراءات میں قرآن عزیز نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی امت کی لڑکیوں کے متعلق فرمایا۔

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ ۔ "یہ میری بیٹیاں ہیں"

اس اعتبار سے آپؐ کے کروڑوں فرزند ہیں، اور آپؐ کروڑوں مردوں کے باپ ہیں۔

حاصل اس کا یہ ہوتا ہے کہ ابوّت دو قسم پر ہے، ایک ابوّتِ جسمانیہ (نسبیہ و رضاعیہ) جس پر احکام حرمت و حلت کے دائر ہوتے ہیں، اور جس کی وجہ سے بیٹے کی بی بی حرام ہو جاتی ہے، وغیر ذالک۔

اور دوسری ابوّت روحانیہ جس پر احکامِ حرمت و حلت دائر نہیں ہوتے البتہ اولاد کی جانب سے تعظیم اور باپ کی جانب سے شفقت مثل صلبی اور نسبی باپ کے بلکہ اس سے بھی کہیں زائد ہونا ضروری ہے، جیسے استاد کی ابوّت شاگرد کے لئے، یا پیر کی مرید کے لئے، یا رسول کی اپنی ساری امت کے لئے، پس آیۂ کریمہ "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" میں پہلے معنوں سے ابوّت کی نفی کی گئی ہے،

اور "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ" میں دوسرے معنی سے ابوت کا اثبات کیا گیا ہے۔

اِس ایک جملہ نے تینوں شبہات کو اٹھا دیا، کیونکہ

① اس سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے روحانی باپ ہیں، اور روحانی باپ یعنی رسول کی شفقت اور عنایت اپنی اولاد پر بہ نسبت نسبی باپ کے بہت زائد ہوتی ہے، اس لئے آپؐ کے نسبی باپ نہ ہونے سے آپؐ کی شفقت اور رحمت میں کمی آنا لازم نہیں آتا۔

② یہ بھی ثابت ہوگیا کہ نبی کے لئے جس قسم کا باپ ہونا لازم ہے، اس کی نفی آیت میں نہیں کی گئی، بلکہ صرف نسبی اور رضائی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اس لئے دوسرا شبہ بھی زائل ہوگیا۔

③ یہ بھی بخوبی معلوم ہوگیا کہ آپ لاولد اور مقطوع النسل (ابتر) نہیں، جیساکہ کفار کہتے ہیں، بلکہ آپؐ کے اتنی اولاد ہے کہ دنیا میں نہ آج تک کسی کے لئے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی، کیونکہ آپؐ اُمّت کے غیر محصور افراد کے باپ ہیں، اس سے تیسرا شبہ بھی اٹھ گیا، وللّٰہ الحمد۔

یہ تینوں شبہات جملہ مذکورہ سے اُٹھ چکے ہیں، لیکن خدائے عزّ وجل چاہتا کہ اپنے پیارے رسولؐ کی براءت خوب آشکارا فرما کر ان کے فضائل وکمالات اور اعلیٰ درجہ کے شفیق ومہربان ہونے پر قوموں کو مطلع فرمادے، تاکہ غافل لوگ ہوش میں آجائیں اور اس خدا کے آخری رسول کے قدم چوم لیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ،	"اور آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔"

خدائے علیم وحفیظ ہی خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنے کلام پاک کے ایک ایک لفظ میں کیا کیا اسرار اور نکات رکھے ہیں اور کیا کیا اس کے فوائد ہیں ہم اپنے ذرۂ علم سے جس قدر سمجھ سکتے ہیں پیش کرتے ہیں۔ کلام پاک کے اس جملہ میں چند فوائد مدنظر ہیں:۔

① اوّل ان لوگوں کو جو آپؐ پر ابتر اور مقطوع النسل ہونے کا الزام لگاتے تھے، یہ بتلا دینا کہ اے غافلو تم جس پاکباز انسان پر ابتر ہونے کا عیب لگاتے ہو وہ اتنی مخلوق کا باپ ہے کہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتی، کیونکہ اوّل تو اکثر رسول اپنی

امت کے باپ ہونے کی وجہ سے اتنی کثیر التعداد نسل اور اولاد رکھتے ہیں، کہ کسی انسان سے متصور نہیں، اور اُن کی وفات کے بعد بھی جب تک کوئی دوسرا رسول نہ بھیجا جائے اس وقت کی تمام پیدا ہونے والی امت اسی کی اولاد ہے، اور اس کا سلسلۂ ابوّت جاری ہے، پھر بالخصوص یہ برگزیدہ نبیؐ (فداہ ابی وامی) جو خاتم النبیین ہے اس کے بعد تو کوئی دوسرا رسول بھی آنے والا نہیں، اس کا سلسلۂ ابوّت تو قیامت تک چلنے والا ہے، اور صبح قیامت تک جتنے غیر محصور مسلمان پیدا ہونے والے ہیں وہ سب اس کی اولاد ہیں، اور اس لئے آپؐ تمام انبیاء ورُسل میں سب سے زیادہ کثیر الاولاد ہوئے اور اسی بناء پر اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپؐ کُل مخلوق اولین وآخرین سے زیادہ اولاد والے ہیں، اور یہی غرض ہے آپؐ کے اس فرمان کی[1]:

اِنِّي اُبَاهِيْ بِكُمُ الْاُمَمَ۔ • میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

خلاصہ یہ کہ آیت میں لفظ رَسُوْلَ اللّٰهِ سے تو صرف یہی معلوم ہوا تھا کہ آپؐ مقطوع النسل نہیں بلکہ آپؐ رسول ہونے کی وجہ سے کثیر التعداد اولاد رکھتے ہیں، پھر لفظ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ بڑھا کر کفار کو اچھی طرح ذلیل کرنے اور آپؐ کے کامل ہونے کو خوب روشن کرنے کے لئے گویا یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہی نہیں کہ آپؐ کثیر الاولاد ہیں، بلکہ اس نیلے سائبان اور خاکی فرش کے درمیان پیدا ہونے والی تمام ہستیاں اس کثرت میں آپؐ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں، کیونکہ آپ کا سلسلۂ ابوّت تا قیامت چلنے والا ہے، کوئی نبی آپؐ کے بعد پیدا ہونے والا نہیں، اور ادھر یہ بھی وعدہ ہے کہ یہ دین متین محرّف نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ لوگ اس میں داخل ہوتے رہیں گے، اس لئے اس کی کثرت ظاہر ہے کہ اندازہ سے بھی باہر ہوگی، حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز ملائکہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنے آدمی آئے ہیں اتنے کسی نبی کے ساتھ نہیں آئے۔

(۲) اس جگہ لفظ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے اضافہ کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اُمم دنیا کو اس پر متنبہ کرنا منظور ہے کہ اے ہوا وہوس کے بندو! یہ ہمارا آخری رسول

---

[1] کذا فی حدیث ابی مالک الاشعریؓ عند الطبرانی از کنز العمال، صفحہ ۲۳۲، ج ۶، ۱۲ منہ

ہے جو ہمارا آخری پیغام لے کر تمہاری طرف آیا ہے ۔ اب بھی ہوش میں آجاؤ اور اس کے اتباع سے دین و دنیا ، معاش و معاد کو درست کرلو ، اس کے بعد پھر کوئی جدید آسمانی پیغام زمین والوں کی طرف نہ بھیجا جائے گا ، اور نہ کوئی جدید پیغمبر مبعوث ہوگا اس لئے اب دین و دنیا کی اصلاح اور وصول الی اللہ صرف اسی کی تصدیق اور اسی کے اتباع میں منحصر ہے ، اس کی ہدایت کو غنیمت سمجھو ، طعن و تشنیع سے باز آجاؤ ۔

اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی شخص کو متوجہ کرنے کے لئے اردو فارسی وغیرہ ہر زبان میں کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ ہمارا آخری کلام یا آخری وصیت ہے ، اس کو پلہ باندھ لو ۔

(۳) تیسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جب مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ میں نفیِ ابوّت سے یہ وہم ہوتا تھا کہ آپؐ میں شفقت پدری بھی موجود نہ ہوگی تو اس کو دفع کرنے کے لئے لفظ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ بڑھا کر یہ بتلایا گیا کہ اگرچہ آپؐ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں ، لیکن آپؐ اللہ کے رسول ہونے کی وجہ سے نسبی باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں ۔

اس کے بعد اسی کمال شفقت کو بیان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ یعنی اوّل تو ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے ، اور شفقت میں باپ سے بھی زیادہ ، پھر خصوصاً یہ رسولؐ تو خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا ، ایسی حالت میں تو ظاہر ہے کہ آپؐ تمام انبیاء میں بھی زیادہ شفیق ہوں گے ، اور اُمت کی ہدایت اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے ، کیونکہ وہ رسل جن کے بعد دوسرے رسول اور انبیاء کے آنے کی توقع ہو ان سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء اس کی تکمیل کرسکتے ہیں ، لیکن جو تمام انبیاء کا خاتم اور آخر ہو اس کو یہ فکر ہوگی کہ مخلوق کے لئے راستہ کو ایسا صاف کردیا جائے کہ اُن کو کسی وقت گمراہی کا خطرہ نہ ہو ۔ غرض وہ اپنی امت کے لئے انتہائی شفقت کا برتاؤ کریں گے ۔

جیسے ایک نسبی باپ جبکہ اپنے پیچھے اولاد چھوڑنے والا ہو ، اور کوئی ایسا شخص اس کے متعلقین میں نہ ہو جو اس کی اولاد کی نگرانی کرسکے ، اور ان کے مصارف کی کفالت کرے تو باپ کی شفقت و محبت میں جس قدر ہیجان ہوگا وہ ظاہر ہے ، اپنے بعد کے لئے اپنی حیات ہی میں ایسے سامان مہیا کرنے کی فکر کرے گا کہ آئندہ اس کی اولاد کسی کی محتاج نہ ہو ۔

چنانچہ ہمارے آقائے نامدار سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے شریعت کے صراطِ مستقیم کو اس قدر ہموار چھوڑا ہے کہ جس میں رات اور دن برابر ہے، آپؐ کے بعد نہ ہمیں کسی شریعت سابقہ کی حاجت ہے اور نہ لاحقہ کی اور نہ کسی نبیِ جدید کی ضرورت ہے، اور نہ شریعت جدیدہ کی قرآن مجید اس شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان ان الفاظ سے گزر چکا ہے:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

"آج ہم نے تمہارے لئے دین کامل کردیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی"

اس سے ظاہر ہے کہ شرائع سابقہ کی تکمیل ابدی اور علی الاطلاق تکمیل نہ تھی، اگرچہ اپنے اوقات کے لحاظ سے وہ سب کامل و مکمل تھیں، اور یہی آیت کی مراد ہے، جیسا کہ امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس کی تصریح فرماتے ہیں۔

الغرض بتصریح نص قرآن یہ شریعت ابدالآباد کے لئے کامل اور مکمل کردی گئی، اس کو اپنے نبیؐ کے بعد نہ کسی نبی کی ضرورت نہ محدث کی حاجت، علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:۔

بِخِلَافِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَغْنَاھُمْ بِہٖ فَلَمْ یَحْتَاجُوْا مَعَہٗ لَا اِلٰی نَبِیٍّ وَّلَا اِلٰی مُحَدَّثٍ بَلْ جُمِعَ لَہٗ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا فَرَّقَہٗ فِیْ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ۔

"بخلاف امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی وجہ سے مستغنی فرمادیا ہے نہ وہ کسی نبی کے محتاج ہیں اور نہ محدث کے بلکہ وہ تمام فضائل آپ میں جمع کردیئے گئے ہیں جو دوسرے تمام انبیاء میں متفرق ہیں"

(رسالہ الفرقان ص ۵۶)

الغرض اس لفظ خاتم النبیین سے یہ بتلانا منظور ہے کہ آپؐ بہ نسبت دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بھی سب سے زیادہ شفیق مہربان ہیں۔

اس کے بعد ہم آیت کی مفصّل تفسیر ناظرین کے سامنے انہی اصول کے مطابق پیش کرتے ہیں، جن کو علماء امت نے تفسیر کا معیار قرار دیا ہے، لیکن ہر شخص کی نظر

اوّل عبارت اور اس کے لغات پر پڑتی ہے، اور وہ پہلے اسی زبان کے قواعد سے اُس کی مراد معلوم کرنا چاہتی ہے، اس لئے بیان کی ترتیب میں ہم پہلے لُغتِ عرب کو رکھتے ہیں، اور پھر باقی طریقوں کو بترتیب پیش کیا جائے گا۔

آیتِ مذکورہ کی تفسیر لُغتِ عرب سے

حلِ لُغات | اس آیت میں چند کلمات ہیں:۔

وَ، لٰكِنْ، رَسُوْل، اَللّٰه، خَاتَم، النَّبِيّٖن،

جن میں سے واؤ عطف کے لئے ہے اور لکن استدراک یعنی ازالۂ شبہ کے لئے اور لفظ اللہ محتاج بیان نہیں، البتہ باقی تین لفظ یعنی رسول اور خاتم اور النبیین زیادہ تفصیل طلب ہیں، اور بالخصوص آخر کے دو لفظ کیونکہ فرقۂ مرزائیہ نے اس آیت کی تحریف کا راستہ انہی دو لفظوں کو بنایا ہے، لہذا ان الفاظ کے متعلق کسی قدر تفصیل ہدیۂ ناظرین کرنے کی ضرورت ہے۔

رسول ؛ جس شخص کو خداوندِ عالم اپنی وحی کے ساتھ مشرف فرما کر مخلوق کی طرف تبلیغ و ہدایت کے لئے بھیجتا ہے، اس کو "رسول" اور "نبی" کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں لفظوں کی شرح میں علمائے عربیت و اصول کے مختلف اقوال ہیں:۔

رسول اور نبی کے معنی میں فرق | بعض حضرات کا خیال ہے کہ اصطلاحِ شرع میں دونوں لفظ مترادف ہیں، یعنی ان کے معانی میں باہمی کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ حضرات ان آیات اور احادیث اور کلماتِ عرب سے استدلال کرتے ہیں جن میں ایک ہی شخص کی نسبت کبھی لفظِ رسول بولا گیا ہے اور کبھی لفظ نبی۔ اور یہ مذہب جمہور معتزلہ کا ہے

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رسول بہ نسبت نبی عام ہے، کیونکہ نبی کے لئے انسان ہونا ضروری ہے، فرشتہ کو نبی نہیں کہا جاتا، اور رسول جس طرح انسان ہوتے ہیں اسی طرح ملائکہ بھی ہو سکتے ہیں، قرآن عزیز کی بہت سی آیات ملائکہ کو بھی رسول کا لقب دیتی ہیں، کما فی قولہ تعالیٰ:۔

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرَاهِيْمَ "بیشک ہمارے رسول (یعنی ملائکہ)

بِالْبُشْرٰی۔ | ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لیکر آئے۔

اور جمہور اہل سنت والجماعت اور علمائے سلف کی تحقیق یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ کیونکہ اصطلاح شرع میں رسول صرف اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کو خداوند عالم کی طرف سے کوئی کتاب دی گئی ہو یا وہ نبی جو مستقل شریعت لیکر آیا ہو اور نبی کے لئے ان دونوں میں سے کوئی شرط نہیں، بلکہ نبی اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جو صاحب شریعت وکتاب ہو، اور اس شخص کو بھی جس کو خداوند عالم کی جانب سے وحی ہو اور وہ تبلیغ احکام کرتا ہو، لیکن اس کے لئے کتاب یا شریعت جدیدہ نہیں، اور قرآن کریم کی متعدد آیات اس تحقیق پر شاہد ہیں:-

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ الآیۃ | "نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اور نہ نبی مگر اس طرح" الخ

جس میں لفظ رسول کے بعد لفظِ نبی بغرض تعمیم بعد التخصیص ذکر کیا گیا ہے،

نیز حدیث میں ہے:-

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ الْاَنْبِیَاءُ مِائَۃَ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَۃً وَّعِشْرِیْنَ اَلْفًا وَّکَانَ الرُّسُلُ خَمْسَۃَ عَشَرَ وَثَلٰثَمِائَۃِ رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَوَّلُھُمْ اٰدَمُ اِلٰی قَوْلِہٖ اٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ (رواہ اسحٰق بن راہویہ وابن ابی شیبۃ ومحمد بن ابی عمرو ابویعلی) (از حاشیہ مسامرہ مصری صفحہ ۱۹۳) وکذا اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ وصححہ ابن حجر فی الفتح) | "حضرت ابوذرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہیں اور رسول تین سو پندرہ، جن میں سے سب پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" (یہ حدیث اسحٰق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، ابویعلی نے روایت کی ہے، اور ابن حبان اور ابن حجر نے اس کو صحیح فرمایا ہے۔"

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، اور انبیاء بہ نسبت رسول کے زیادہ ہوئے ہیں، نیز اس حدیث میں خط کشیدہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

اس لئے جمہور اہل سنت والجماعت نے اسی تحقیق کو اختیار کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۲۱ ج ۱۲ کتاب التعبیر میں اس کی تصریح فرمائی، اور زرقانی نے شرح مؤطا میں، ابن ہمامؒ نے مسامرہ میں، قاضی عیاضؒ نے شفا میں اس کی تصدیق فرمائی ہے، ومثلہ فی حواشی شرح العقائد النسفیہ۔

ہاں اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتلا دینا ضروری ہے کہ جمہورِ اہل سنت کو بھی اس سے انکار نہیں کہ بعض مواضع میں لفظ رسول، نبی کی جگہ پر، یا نبی، رسول کی جگہ پر توسعاً و مجازاً بولا جاتا ہے، اور اسی بات کے سمجھنے سے، پہلے دونوں مذہبوں کی دلیلوں کا جواب بھی ہو جاتا ہے (کما لا یخفیٰ علی المتیقظ)

اس کے بعد ہم باقی ان دونوں لفظوں کی شرح علیحدہ علیحدہ لغت کی معتبر کتابوں سے پیش کرتے ہیں، اور پھر پورے جملہ کے معنی از روئے قواعدِ عربیت ذکر کئے جائیں گے۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق اس لفظ کے بارے میں آیت مذکورہ میں دو قراءتیں ہیں، یعنی جن حضرات نے اس لفظ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، اُن میں سے بعض نے خاتَم، تؔ کے زبر کے ساتھ۔ بعض نے خاتِم، تؔ کے زیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

پھر امام المفسرین والمحدثین ابن جریر طبریؒ اور جمہور مفسرین نے اپنی اپنی تفسیروں میں فرمایا ہے کہ دوسری قراءت یعنی خاتَم، تؔ کے زبر کے ساتھ صرف دو قاریوں حسنؔ اور عاصمؔ کی قراءت ہے۔

ان کے علاوہ تمام قاریوں کے نزدیک پہلی قراءۃ یعنی خاتِم بکسر تاء مختار ہے، (ابن جریر، صفحہ ۱۱، جلد ۲۲)

اور جب آیت میں زیر اور زبر دونوں قراءتیں موجود ہیں تو ضروری ہے کہ ہم خاتِم بالکسر اور خاتَم بالفتح دونوں لفظوں کی مفصّل شرح ناظرین کے سامنے پیش کریں، وہو ہذا۔

یہ دونوں لفظ کلام عرب میں چند معانی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جن کو ذیل میں ایک نقشہ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے:۔

لفظ	لفظ	نمبر شمار	معانی	حوالہ کتب لغت
خاتَم بالفتح	خاتِم بالکسر	۱	نگینہ مُہر جس پر نام وغیرہ کندہ کئے جاتے ہیں۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس۔
"	"	۲	انگشتری یعنی انگوٹھی، مثلاً خاتم ذہب یعنی سونے کی انگوٹھی۔	لسان العرب، تاج العروس صحاح وغیرہ۔
"	"	۳	آخرِ قوم بھی اکثر مستعمل ہے	قاموس، تاج العروس، منتہی الارب
"	"	۴	گھوڑے کے پاؤں میں جو تھوڑی سی سفیدی ہو اس کو بھی خاتم کہتے ہیں	" " "
"	"	۵	گُدّی کے نیچے جو گڑھا ہے اس کو بھی خاتم کہتے ہیں۔	" " "
-	خاتِم بالکسر فقط	۶	بمعنی اسم فاعل، کسی چیز کو ختم کرنیوالا	" " "
بالفتح فقط	-	۷	مُہر کا جو نقش کاغذ وغیرہ پر اتر آتا ہے	لسان العرب وغیرہ[1]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لفظ سات معانی میں مستعمل ہوتے ہیں جن میں اوّل کے پانچ دونوں میں مشترک ہیں، اور نمبر ۶ فقط خاتِم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہے اور نمبر ۷ خاتَم بالفتح کے ساتھ خاص ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتِم بالکسر کے چھ معنوں میں کون سے

---

[1] اس تخصیص و تفصیل میں علمائے لغت کے اقوال کچھ اور بھی ہیں، مگر عام کتبِ لغت سے یہی تفصیل مستفاد ہوتی ہے۔ ۱۲ محمد شفیع غفرلہٗ

معنی ہو سکتے ہیں، اور خاتَم بالفتح کے چھ معنوں میں سے کون سے۔

سو یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے اور دوسرے معنی یعنی نگینۂ مُہر اور انگشتری آیت میں کسی طرح حقیقت کے اعتبار سے مراد نہیں ہو سکتے، اور باجماع علمائے لغت اور باتفاق عقلائے دنیا جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں، اس وقت تک مجازی کو اختیار کرنا باطل ہے لہذا پہلے اور دوسرے معنی ہرگز مراد نہیں۔

چوتھے پانچویں معانی کا تو آیت میں کسی انسان کو وہم بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ اس آیت میں نہ حقیقۃً درست ہیں نہ مجازاً۔

اسی طرح ساتویں معنی یعنی مُہر کا نقش، یہ بھی حقیقی معنی کے لحاظ سے آیت میں مراد نہیں ہو سکتے، اور مجازی معنی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں۔

ولہذا اب صرف دو احتمال باقی ہیں، تیسرے معنی یعنی آخر قوم اور چھٹے معنی یعنی ختم کرنے والے، اور یہ دونوں معنی بلا تکلف آیت میں حقیقت کے اعتبار سے درست ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ ان میں سے پہلے معنی دونوں قراء توں یعنی خاتِم بالکسر اور خاتَم بالفتح پر درست ہیں، اور دوسرے معنی صرف خاتِم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں یہ

الحَاصِل لفظ خاتم کی دونوں قراء توں اور ان کے معانی لغویہ پر مفصل بحث کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرینِ کرام نے یہ نکال لیا ہوگا کہ اگر قرآن و حدیث کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کی تفاسیر اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر کرلی جائے اور فیصلہ صرف لغتِ عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغتِ عرب یہ فیصلہ دیتا ہے کہ آیتِ مذکورہ کی پہلی قراءت پر دو معنی ہو سکتے ہیں، آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور دوسری قراءت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبیین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے، اور بہ لحاظ مراد کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قراءتوں پر آیت کے معنی لغۃً یہی ہیں کہ آپؐ سب انبیاء علیہم السلام کے آخر ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں تصریح موجود ہے:-

وَالْخَاتَمُ اِسْمُ اٰلَةٍ لِمَا يُخْتَمُ بِهٖ كَالطَّابِعِ لِمَا يُطْبَعُ بِهٖ فَمَعْنٰى	"اور خاتَم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے مُہر لگائی جائے، پس خاتَم النبیین کے

خَاتَمَ النَّبِيِّينَ الَّذِيْ خُتِمَ النَّبِيُّوْنَ بِهٖ وَمَآلُهٗ اٰخِرُ النَّبِيِّيْنَ (روح المعانی ص ۵۱ ج ۷)	معنی یہ ہوں گے " وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے " اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے "

اور علامہ احمد معروف بہ ملّا جیون صاحب نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَالْمَآلُ عَلٰى كُلِّ تَوْجِيْهٍ هُوَ الْمَعْنَى الْاٰخِرُ وَلِذٰلِكَ فَسَّرَ صَاحِبُ الْمَدَارِكِ قِرَاءَةَ عَاصِمٍ بِالْاٰخِرِ وَصَاحِبُ الْبَيْضَاوِيِّ كُلَّ الْقِرَاءَتَيْنِ بِالْاٰخِرِ۔	" اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بالکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں، اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قراءت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے، اور بیضاوی نے دونوں قراءتوں کی یہی ایک تفسیر کی ہے "

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی، کہ لفظ خاتم کے جو دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں اُن کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے، یعنی آخر النبیین ، اور اسی بنا پر بیضاویؒ نے دونوں قراءتوں کے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا ، بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النبیین تفسیر کی ہے۔

پھر خداوند عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا ، بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغۃً محتمل ہیں اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدائے علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغتِ عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر و غیر معتبر لکھی گئیں ، اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں، ہمیں تو نہ اُن سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے ، اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے ، بلکہ صرف اُن چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں مسلّم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں " مشتے نمونہ از خروارے " ہدیۂ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ

خاتم بالفتح اور بالکسر کے معانی میں سے ائمۂ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تجویز کئے ہیں۔

مفردات القرآن یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے، شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغاتِ قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، آیتِ مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ لِاَنَّهٗ خَتَمَ النُّبُوَّةَ اَیْ تَمَّمَهَا بِمَجِيْئِهٖ (مفردات راغب، ص ۱۴۲)	"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کردیا، یعنی آپ نے تشریف لاکر نبوت کو تمام فرمایا"

المحکم لابن السیدہ لغتِ عرب کی وہ معتمد علیہ کتاب ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرات میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جا سکے:۔

وَخَاتِمُ كُلِّ شَیْءٍ وَخَاتِمَتُهٗ عَاقِبَتُهٗ وَاٰخِرُهٗ (از لسان العرب)	"اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے"

تہذیب للازہری اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبراتِ لغت میں شمار کیا ہے، اس میں لکھا ہے:۔

وَالْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ مِنْ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَیْ اٰخِرُهُمْ (از لسان العرب)	"اور خاتِم بالکسر اور خاتَم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہیں، اور قرآن عزیز میں ہے کہ نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری نبی ہیں"

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلا دیا گیا کہ خاتِم بالکسر اور خاتَم بالفتح دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں، اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔

کیا ائمۂ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا کوئی

اور معنی تجویز کرسکتا ہے ؟

لسان العرب | لغت کی مقبول کتاب ہے عرب و عجم میں مستند مانی جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے :۔

خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ وَ اٰخِرُهُمْ عَنِ اللِّحْيَانِيِّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔	"خاتِم القوم بالکسر اور خاتَم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معنی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء (یعنی آخر الانبیاء)

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرارت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔

لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفسِ لغت بہت سے معانی ہوسکتے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں، غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا ذکر نہیں کیا، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغتِ عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں، آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعتِ نبیین کی طرف ہے، اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتے، اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے، وھو ہذا۔

تاج العروس | شرح قاموس للعلامۃ الزبیدی میں لحیانی سے نقل کیا ہے :۔

وَمِنْ اَسْمَآئِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِيْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ بِمَجِيْئِهٖ	"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتِم بالکسر اور خاتَم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے

مجمع البحار جس میں لغاتِ حدیث کو معتمد طریق سے جمع کیا گیا ہے، اس کی عبارت درج ذیل ہے:۔

اَلْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ من اَسْمَائِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ش ، بالفتحِ اِسْمٌ اَیْ اٰخِرُهُمْ وَ وَبِالْكَسْرِ اِسْمُ فَاعِلٍ ۔ (مجمع البحار)	"خاتِم بالکسر اور خاتَم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہے، بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں، اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں"

نیز مجمع البحار، صفحہ ۳۲۹ ج ۱ میں ہے:۔

خَاتِمُ النُّبُوَّةِ بِكَسْرِ التَّاءِ اَیْ فَاعِلُ الْخَتْمِ وَهُوَ الْاِتْمَامُ وَبِفَتْحِهَا بِمَعْنَی الطَّابِعِ اَیْ شَیْءٌ يَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ	"خاتِم النبوۃ بکسر تاء یعنی تمام کرنے والا، اور بالفتح تاء بمعنی مُہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں"

قاموس میں ہے:۔

وَالْخَاتِمُ اٰخِرُ الْقَوْمِ كَالْخَاتَمِ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَیْ اٰخِرُهُمْ ۔	"اور خاتِم بالکسر اور خاتَم بالفتح قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخر النبیین"

اس میں بھی لفظ " قوم " بڑھا کر قاعدۂ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

کلیات ابی البقاء لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے، اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے، ملاحظہ ہو:۔

وَتَسْمِيَةُ نَبِيِّنَا خَاتِمَ الْاَنْبِيَاءِ لِاَنَّ الْخَاتِمَ اٰخِرُ الْقَوْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ	"اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخرِ قوم کو کہتے ہیں (اور اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے

النَّبِيِّينَ .	باپ لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور آخر سب نبیوں کے۔"
(کلیات ابی البقار، ص ۳۱۹)	

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپؐ کے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ خاتم القوم کو کہا جاتا ہے۔ اور آپؐ آخر النبیین ہیں۔

نیز ابوالبقار نے اس کے بعد کہا ہے کہ:۔

وَنَفْيُ الْاَعَمِّ يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ الْاَخَصِّ .	"اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم ہے۔"

جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے، تشریعی ہو یا غیر تشریعی[1]، اور رسول خاص تشریعی کے لئے بولا جاتا ہے، اور آیت میں جبکہ عام نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپؐ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے، جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقار نے پہلے ہی سے اُن کے لئے رد تیار کر رکھا ہے۔

صحاح العربیہ للجوہری | جس کی شہرت محتاجِ بیان نہیں، اس کی عبارت یہ ہے:۔

وَالْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ بِكَسْرِ التَّاءِ وَفَتْحِهَا وَالْخِيْتَامُ وَالْخَاتَامُ كُلُّهُ بِمَعْنًى وَالْجَمْعُ الْخَوَاتِيْمُ وَخَاتِمَةُ الشَّيْءِ اٰخِرُهٗ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .	"اور خاتِم اور خاتَم تار کے زیر اور زبر دونوں سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے معنی ایک ہیں، اور جمع خواتیم آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں، اور اسی معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کہا جاتا ہے۔"

---

[1] یاد رہے کہ اس رسالہ میں جہاں کہیں ہم نے تشریعی اور غیر تشریعی کے الفاظ لکھے ہیں، ان سے ہماری مراد یہ ہے کہ شریعت جدیدہ لیکر آئے ہوں، یا پہلی ہی شریعت کے متبع ہوں، ورنہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب تشریعی ہیں، اور شریعت لازمۂ نبوت ہے، مرزا صاحب نے جس کا نام غیر تشریعی رکھا ہے وہ نبوت کی کوئی قسم نہیں۔ ۱۲ منہ

اس میں بھی یہ تصریح کردی گئی ہے کہ خاتِم اور خاتَم بالکسر اور بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخرِ قوم۔

منتہی الارب میں لفظ خاتم کے متعلق لکھا ہے :۔

"خاتِم کصاحِب مُہر وانگشتری، وآخر ہر چیزے و پایانِ آں وآخرِ قوم وخاتَم بالفتح مثلہ ومحمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین "

صُراح میں ہے :۔

خَاتِمَۃُ الشَّیْءِ اٰخِرُہٗ وَمُحَمَّدٌ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ بِالْفَتْحِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔	"خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں "

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت اور بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کئے گئے ہیں، جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہوگیا ہوگا کہ از روئے لغتِ عرب آیتِ مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتے، اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہوچکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہی ہوسکتے ہیں، اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی لئے جائیں تو اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں، لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مُہر کے ہوں گے، جیسا کہ خود مرزا صاحب قادیانی "حقیقۃ الوحی" حاشیہ صفحہ ۹۷ میں تصریح کرتے ہیں،[1] اور اس وقت آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ آپؐ انبیاء پر مُہر کرنے والے ہیں، جس کا خلاصہ بھی پہلے معنی کے علاوہ کچھ نہیں، کیونکہ محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز پر مُہر کردی یعنی اب اس میں کوئی چیز داخل نہیں ہوسکتی، قرآن عزیز میں فرمایا ہے :۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ (بقرہ ۲ آیت ۷)	"اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مُہر کردی یعنی اب اُن میں کوئی خیر کی چیز داخل نہیں ہوتی "

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰۔

أَرُوحُ وَقَدْ خَتَمْتَ عَلَىٰ فُؤَادِيْ ۔ بِحُبِّكَ أَنْ يَحُلَّ بِهٖ سِوَاكَا

"میں تیرے یہاں سے اس طرح جارہا ہوں کر تو نے میرے قلب پر اپنی محبت سے مُہر لگادی ہے، تاکہ اس میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے۔"

اس وقت تک جو کچھ کلام کیا گیا وہ لفظ خاتم کے لغوی معنی کی تحقیق تھی، اس کے بعد دوسرے لفظ یعنی النَّبِيِّيْنَ کے لغوی معنی اور اس کی تحقیق عرض کی جاتی ہے۔

لفظ "النبیین" کی لغوی تحقیق | یہ لفظ دراصل دو لفظوں سے مرکب ہے، ایک "الف لام" تعریف، دوسرا "نبیین"۔ دونوں کے متعلق مختصراً گذارش کی جاتی ہے۔

دوسرا لفظ "نبیین" تو نبی کی جمع ہے، جس کا استعمال انبیاء کی جماعت کے لئے کیا جاتا ہے، اور لفظ نبی کی مفصل تحقیق لغوی اور شرعی گذر چکی ہے، ناظرین چند ورق اُلٹ کر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ پہلا لفظ یعنی "الف لام" اس جگہ تفصیل طلب ہے، جس کو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے اس لئے اگر باوجود امکانی سہولت پیدا کرنے کے بعد بھی عام ناظرین کے لئے پوری وضاحت نہ ہو تو معذور سمجھا جائے۔

مشہور ہے کہ "الف لام[1]" تعریف لغۃً چار معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جنس، استغراق، عہدِ خارجی، عہدِ ذہنی۔ لیکن جب الف لام جمع پر داخل ہوتا ہے تو باجماع اہل عربیت اور باتفاق علماءِ اصول اس میں صرف دو احتمال ہوتے ہیں، اوّل عہد خارجی یا ذہنی، دوّم استغراق۔ دیکھو کشف الاسرار للعلامۃ النسفی۔

وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْجَمْعِ فَلِلْعَهْدِ اِنْ كَانَ وَاِلَّا فَلِلْعُمُوْمِ۔
(کشف، ص ۲۲۰، ج ۱)

"اور اگر الف لام تعریف جمع پر داخل ہو تو اگر وہاں عہد بن سکتا ہے تو وہ مراد ہوگا، ورنہ عموم و استغراق مراد لیا جائے گا۔"

---

[1] الف لام تعریف جس لفظ پر داخل ہو اس کی چند صورتیں ہیں، یا تو اس کے افراد میں سے کچھ مراد نہیں بلکہ نفس ماہیت مراد ہے، تو اس الف لام کو جنسی کہتے ہیں، اور اگر افراد مراد ہیں تو یا تمام افراد ہوں گے یا بعض، اگر تمام ہیں تو استغراقی، اور اگر بعض ہیں تو پھر معین ہوں گے یا غیر معین، اگر معین ہیں تو عہد خارجی، ورنہ عہد ذہنی کہتے ہیں ۱۲ منہ

اور علامہ ابوالبقاء اپنی کلیات میں فرماتے ہیں :۔

وَقَالَ عَامَّةُ اَهْلِ الْاُصُوْلِ وَالْعَرَبِيَّةِ لَامُ التَّعْرِيْفِ سَوَاءٌ دَخَلَتْ عَلَى الْفَرْدِ اَوْ عَلَى الْجَمْعِ تُفِيْدُ الْاِسْتِغْرَاقَ اِلَّا اِذَا كَانَ مَعْهُوْدًا۔	"عموماً اہل اصول اور اہل عربیت نے فرمایا ہے کہ لامِ تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر وہ استغراق ہی کا فائدہ دیتا ہے، البتہ اگر معہود ہو تو پھر عہد کے لئے لیا جاتا ہے"

(کلیات ابی البقاء، ص ۵۶۳)

طبع قدیم، صفحہ ۴۹ میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ اس حکم میں مفرد اور جمع سب برابر ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الف لام دراصل صرف انہی دو معنی کے لئے ہے، باقی معانی محض ضرورتِ مقام کے لئے کبھی کبھی آتے ہیں۔

اور علامہ رضی نے بھی شرح کافیہ میں اس بحث پر مبسوط تقریر کرتے ہوئے یہی اختیار کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

" بعضیت اور جزئیت کی علامت تنوین ہے، جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو کر مانعِ تنوین ہو جائے گا تو اس کا مدلولِ صریح صرف استغراقِ کل افراد ہوگا البتہ اگر کوئی دلیل اس بات پر دلالت کرے کہ اس لفظ سے اس کے کل افراد مراد نہیں، بلکہ بعض معیّن یا غیر معیّن افراد مراد ہیں تو اس وقت انہیں افراد کو مراد سمجھا جائے گا جس کو اصطلاح میں عہدِ خارجی اور عہدِ ذہنی کہتے ہیں، جیسے کہا جائے اِشْتَرِ اللَّحْمَ (یعنی گوشت خرید لاؤ) تو ظاہر ہے کہ گوشت سے اس کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے، اور نہ یہ کسی بشر کی قدرت میں ہے، اس لئے بقرینہ خریداری اللحم میں لحم سے فقط بعض افراد غیر معیّن لحم کے مراد ہوں گے، اور اسی کو عہدِ ذہنی کہا جاتا ہے جیسے قرآن عزیز میں ہے اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (یا میں آگ پر اطلاع پاؤں) تو النار سے ظاہر ہے کہ آگ کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے بلکہ صرف وہ معین آگ مراد ہے جس کا ذکر پہلے کلام میں موجود ہے اور اسی کا نام عہدِ خارجی ہے اور جب اس قسم کی کوئی دلیل مخصص اس لفظ کو اپنے مدلولِ صریح یعنی استغراق سے

پھیرنے والی نہ ہو تو استغراق کے سوا کوئی معنی مراد لینا قواعدِ عرف ولغت میں جائز نہیں ، اگرچہ فی نفسہٖ جنسِ ماہیت مراد ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے ، لیکن عرف و محاورات میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا ، بلکہ عرف میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے ، نہ کہ ماہیات ذہنیہ سے لہذا جنس کا احتمال سرے سے ساقط ہے ؛ (رضی شرح کافیہ مختصراً)

نتیجہ یہ ہے کہ الف لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر ، اس میں صرف دو ہی احتمال ہوتے ہیں ، استغراق یا عہد اور اسی بنا پر علامہ رضی اس کے بعد فرماتے ہیں :۔

فَاِذَا لَمْ تَكُنْ لِلْبَعْضِيَّةِ لِعَدَمِ دَلِيْلِهَا وَهُوَ التَّنْوِيْنُ وَجَبَ كَوْنُهٗ لِلْكُلِّ نَعَلٰى هٰذَا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْمَاءُ طَاهِرٌ اَىْ كُلُّ الْمَاءِ وَالنَّوْمُ حَدَثٌ اَىْ كُلُّ النَّوْمِ اِذْ لَيْسَتْ فِى الْكَلَامِ قَرِيْنَةٌ بَعْضِيَّةٌ لَا مُطْلَقَةٌ وَلَا مُعَيَّنَةٌ فَلِهٰذَا جَازَ وَاِنْ كَانَ قَلِيْلًا وَصْفُ الْمُفْرَدِ بِالْجَمْعِ نَحْوَ قَوْلِهِمْ اَهْلَكَ النَّاسَ الدِّيْنَارُ الصُّفْرُ وَ الدِّرْهَمُ الْبِيْضُ عَلٰى مَا حَكَى الْاَخْفَشُ ۔

(رضی ، صفحہ ۱۰۳ ، ج ۲)

" پس جب کہ بعضیتِ کلام میں بوجہ دلیل (یعنی تنوین) نہ ہونے کی ثابت نہ ہو سکے تو واجب ہے کہ کل افراد پر حمل کیا جائے ، اور اسی پر محمول ہے فرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ پانی طاہر ہے یعنی سب افراد پانی کے (اصل سے) طاہر ہیں اور نیند بے وضو ہونا ہے ، یعنی ہر فرد نیند (معروف) کا اور چونکہ الف لام داخل ہونے کے بعد مفرد بھی بہت سے افراد پر دلالت کرتا ہے ، اسی لئے مفرد کی صفت میں جمع بھی لائی جاتی ہے ، اگرچہ ایسا محاورات میں کم ہے ، جیسا کہ اخفش نے روایت کیا ہے ، الدرہم البیض اور الدینار الصفر ، درہم موصوف مفرد ہے اور بیض صفت جمع ہے ، وعلیٰ ھٰذا "

یہاں تک تو مفرد اور جمع کے احکام مساوی ہیں ، البتہ رضی نے اس کے بعد مفرد اور جمع میں یہ فرق کیا ہے کہ جب مفرد پر الف لام داخل ہوتا ہے تو کلمہ ہر مفرد کو شامل ہوتا ہے اور جب تثنیہ پر داخل ہوتا ہے ، تو ہر فرد تثنیہ کو بخلاف جمع کے ، کیونکہ وہ ہر فرد مفرد اور ہر فرد تثنیہ اور اسی طرح ہر فرد جمع سب کو محیط ہوتی ہے

چنانچہ علامہ رضی فرماتے ہیں:۔

لِاَنَّ الْجَمْعَ الْمُحَلّٰی بِاللَّامِ فِیْ مِثْلِہٖ یُسْتَعْمَلُ بِمَعْنٰی مُنَکَّرٍ مُضَافٍ اِلَیْہِ کُلٌّ مُفْرَدًا وَغَیْرَہٗ فَمَعْنٰی لَقِیْتُ الْعُلَمَاءَ اِلَّا زَیْدًا اَیْ کُلَّ عَالِمٍ وَعَالِمِیْنَ وَکُلَّ عُلَمَاءَ (رضی، ص ۱۰۴ ج ۲)	"اس لئے کہ جمع معرّف باللّام کلام موجب میں ایک ایسے نکرہ کے حکم میں ہوتی ہو کہ جس کی طرف کل مفرد وغیرہ کی اضافت کی گئی ہو اور اسی لئے لقیتُ العلماءَ اِلَّا زیدًا کے معنی یہ ہیں کہ مَیں ہر ایک عالم اور ہر دو عالم اور ہر مجمع علماء سے سوائے زید کے ملا۔"

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کا استغراق زیادہ اشمل واعم ہوتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد ہم ناظرین کو کلام زیر بحث کی طرف توجہ دلا کر توقع رکھتے ہیں کہ وہ خود فیصلہ کرلیں گے کہ "خاتم النبیین" میں الف لام کس معنی کے لئے ہوسکتا ہے، کیونکہ اب احتمال صرف دو ہیں، استغراق اور عہد۔

لیکن جس شخص کو عقل وفہم کا کچھ حصہ ملا ہے وہ ہرگز وہم بھی نہیں کرسکتا کہ اس میں الف لام عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہے، کیونکہ اس پر نہ کوئی دلیل ہے نہ قرینہ جو "النبیین" کو بعض نبیین کے لئے خاص کردے، بلکہ اس کے خلاف پر قوی اور روشن دلائل موجود ہیں، جن میں سے ایک بدیہی الثبوت یہ بات ہے کہ اگر "النبیین" کے الف لام کو عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے قرار دے کر کلام کی یہ مراد بنائی جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں تو کلام بالکل مہمل اور بے معنی ہوجاتا ہے۔ اور خاتم النبیین کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی صفت نہیں رہتی، جو آپؐ کے فضائل میں ذکر کی جائے، کیونکہ آدم علیہ السلام کے علاوہ ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم اور آخر ہے، اور ہر نبی پر اس معنی میں خاتم النبیین صادق ہے، اس لئے یہاں یہ وہم بھی نہیں ہوسکتا کہ "خاتم النبیین" میں الف لام عہد خارجی یا ذہنی کے لئے ہے تو اب خودبخود استغراق متعین ہوجاتا ہے، اور خاتم النبیین کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام افراد انبیاء کے خاتم اور آخر ہیں، یعنی جن حضرات کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاسکتا ہے خواہ صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا نہ ہوں، آپؐ ان سب کے ختم کرنے والے اور سب کے آخر میں ہیں۔

تنبیہ :- یہ بات بفضلہ تعالیٰ تفصیل سے ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ آیت میں الف لام سوائے استغراق کے اور کسی معنی کے لئے نہیں ہو سکتا، لیکن ابھی تک یہ بات باقی ہے، کہ استغراق کی کونسی قسم مراد ہے، کیونکہ استغراق کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور عرفی۔ حقیقی وہ ہے کہ جس میں حقیقۃً تمام افراد مراد ہوں۔ جیسے عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ خداوند عالم جاننے والا ہے ہر غائب و حاضر کا۔ جس سے کوئی فرد خاص مراد نہیں۔ اور استغراقِ عرفی وہ ہے کہ جس میں تمام افراد حقیقۃً مراد نہ ہوں، بلکہ صرف وہ افراد مراد ہوں جو عرفاً سمجھے جاتے ہوں جیسے کہا جاتا ہے جَمَعَ الْأَمِیْرُ الصَّاغَةَ (بادشاہ نے تمام سناروں کو جمع کیا) ظاہر ہے کہ تمام دنیا کے تمام سناروں کا جمع کرنا متصور نہیں، اس لئے یقیناً یہ مراد ہے کہ اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سناروں کو جمع کیا، ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ استغراقِ افراد نہیں بلکہ مجازاً عرف میں اس کو بھی استغراق کہتے ہیں، لیکن اس تفصیل کے بعد اس کا فیصلہ بھی کچھ مشکل نہیں رہا کہ آیتِ مذکورہ میں استغراق عرفی ہے یا حقیقی۔

کیونکہ اول تو استغراق عرفی ایک مجازی معنی ہیں، جیسا کہ حواشی مغنی اللبیب میں مصرح ہے، اور مسلّم قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت تک مراد نہیں ہو سکتے جب تک کہ حقیقی معنی بن سکیں، اور یہ ظاہر ہے کہ استغراق حقیقی آیت میں بلا تکلف درست ہے، یعنی ختم کرنے والے انبیاء کے لہذا استغراقِ حقیقی عرفی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور ثانیاً اگر استغراق عرفی مراد ہو تو جس طرح عہدِ خارجی یا ذہنی کی صورت میں کلام بے معنی رہ جاتا ہے، اور خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فضیلت نہیں رہتی اسی طرح استغراقِ عرفی میں بھی یہی اشکال درپیش ہے، کیونکہ اس صورت

ل؎ اس کے علاوہ استغراق عرفی وہاں بنتا ہے جہاں عرفاً اس کے مخصوص افراد متعین ہوں، جیسا کہ مثال مذکور میں سناروں سے صرف اپنے شہر یا اپنی سلطنت کے سنار مراد ہوتے ہیں، اور عرفاً یہی معنی متعین ہیں اور ظاہر بات ہے کہ خاتم النبیین بالکل اس کے خلاف ہے نہ عرف میں اس قسم کے کلمات سے انبیاء کے مخصوص افراد مراد ہوتے ہیں اور نہ اس کی کوئی وجہ بلکہ اگر اس کے نظائر پر سرسری نظر ڈالی جائے تو سب جگہ تمام انبیاء مراد ہیں، مثلاً حدیث میں آخر الانبیاء، آخر الامم، قائد المرسلین وغیرہ الفاظ اس کے نظائر ہیں اور باتفاق یہاں استغراق حقیقی ہے

میں بھی آیت کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ بعض انبیاءِ مخصوص کے خاتم اور آخر ہیں، اور یہ معنی سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے سب انبیاء پر صادق ہیں، ادھر صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے:۔

"مجھے چھ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور ان چھ میں اپنا خاتم النبیین ہونا بھی ذکر فرمایا ہے" (رواہ مسلم فی الفضائل)

نتیجہ یہ نکلا کہ خاتم النبیین میں الف لام سوائے استغراقِ حقیقی کے اور کسی معنیٰ کے لئے نہیں بن سکتا، اور اس لفظ سے تمام افراد انبیاء کا اختتام مراد ہے، اور یہی ہمارا دعویٰ ہے، وللہ الحمد۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ آیت مقصود بالذکر وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے مفردات اور جُدا جُدا کلمات کے متعلق تھا، اس کے بعد پورے جملہ اور تمام آیت کی تفسیر لُغت اور محاوراتِ عرب کے اعتبار سے معلوم کرنا بھی کچھ دشوار نہ رہا، اور آیت کا مطلب صاف یہ ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور تمام افرادِ انبیاء کے آخر میں آنے والے یا ختم کرنے والے ہیں، اس میں نہ کسی قسم کی تخصیص ہے اور نہ کسی فرد کا استثناء اور نہ کسی تاویل کی گنجائش، نہ تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی قید۔ اتنی تصریح کے بعد بھی اگر کوئی شخص حیلے بہانے ڈھونڈھے، اور آیت کی تاویل بلکہ تحریف کے درپے ہو تو وہ اپنی عاقبت کی فکر کرے، اور روزِ قیامت کے لئے کوئی جواب سوچ رکھے۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ وَمَا التَّوْفِيْقُ اِلَّا مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔

آیت مذکورہ کی تفسیر خود قرآن مجید سے

قرآن مجید کی حقانیت کے روشن دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کا بعض اپنے بعض کی تفسیر کرتا ہے، اس لئے آئیے ہم آپ کو یہ دکھلائیں کہ خود کتاب مبین اس آیت کی کیا تفسیر کرتی ہے۔

ختمِ نبوت کا مسئلہ جیسا کہ اہم تھا قرآن عزیز نے اس کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تقریباً سو سے زائد آیات میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے جن کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقلاً ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

یہاں صرف چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ آیت خاتم النبیین کی

تفسیر اور اس کے مطلب کی توضیح کے لئے کافی ہیں، جن میں پہلے اسی آیت کی ایک دوسری قرارت کو پیش کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے آیت کے معنی بالکل صاف حل ہو جاتے ہیں۔

عامۂ مفسرین مثل ابن جریر طبریؒ اور ابن کثیرؒ و سیوطیؒ وغیرہم نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرارت یہ نقل کی ہے:۔

وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ۔	"لیکن آپؐ ایک ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا۔"

اس قرارت نے ان تمام تحریفات کی جڑ کاٹ دی جو لفظ خاتم کے متعلق مرزائیوں کی جانب سے ابھی نقل کی جاتی ہیں، کیونکہ اس وقت آیت کے معنی صاف یہ ہوئے کہ آپؐ ایسے نبی ہیں جس نے تمام انبیاء کو ختم کیا۔

اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کا اعلان کرتی ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (مائدہ، پ۶)	"ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔"

اس آیت نے صاف یہ بتلا دیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوّت و وحی وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکی ہے، آپؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے، اس آیت کی تفسیر اور مفصل تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عرض کی جاوے گی۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (اعراف، پ۹)	"آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمین کا ملک ہے۔"
وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (سبا، پ۲۲)	"ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر۔"

ان دونوں آیتوں اور ان کی امثال اور چند آیتوں میں بھی صاف اعلان فرما دیا

گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام انسانوں[1] کے لئے رسول ہیں۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان انسانوں سے صرف وہ انسان مراد ہیں جو آپؐ کے زمانۂ مبارک میں تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن میں شامل ہیں۔ پہلی صورت میں تو یہ لازم آتا ہے کہ صرف صحابہؓ ہی کے رسول ہیں، اور بس، اور آپؐ کی رسالت و نبوت صرف صحابہ میں ختم ہوگئی، اور یہ ایک ایسا گستاخانہ کلمہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔
رہی دوسری صورت کہ تمام انسانوں سے حضرات صحابہؓ کے ساتھ بعد میں آنیوالی نسلیں بھی مراد ہیں، اور آیت میں لفظ جَمِیْعًا اور کَآفَّۃً کے معنی ہیں کہ آپؐ تمام دنیا کے موجودہ انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے سب انسانوں کے رسول ہیں (اور یہی معنی صحیح[2] اور درست ہیں) تو اس میں صاف ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے، کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب آپؐ کی رسالت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے عام اور شامل ہے تو پھر کیا معاذ اللہ آپؐ کی نبوت و رسالت میں کوئی نقصان تھا، کہ وہ ان کی ہدایت کے لئے کافی نہ ہوئی اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت پڑی، اس آیت کی بھی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گی۔
نیز قرآن مجید ارشاد کرتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؕ	"ہم نے آپؐ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام عالم والوں کے لئے"

جس طرح کہ باتفاقِ دنیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں عالمین سے تمام عالم بلا کسی تخصیص کے مراد ہیں اسی طرح اس جگہ بھی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔

---

[1] اور دوسری آیات و احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تمام جنات کے لئے بھی رسول ہیں، چونکہ اس وقت گفتگو انسانوں کے معاملہ میں ہے اس لئے صرف انہی کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ۱۲ منہ

[2] حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَکْتُہٗ حَیًّا وَمَنْ یُّوْلَدُ بَعْدِیْ۔ یعنی میں اُن تمام لوگوں کا بھی رسول ہوں جو اب زندہ ہیں اور اُن کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔
وسیاتی الحدیث فی بابہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

پس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم والوں کے لئے رحمت ہیں، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب آپؐ کی نبوت و رسالت عام ہو، اور آپؐ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ ہو ورنہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان لانے والا اور آپؐ کے احکام وسُنن کا پورا اتباع کرنے والا اس پر ایمان نہ لایا تو اس کی ساری کوششیں اکارت اور سارے اعمال حبط ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین ہونے کے منافی ہے، بلکہ اس صورت میں آپؐ کی ذات مبارک اور آپؐ کا اتباع صرف انہی لوگوں کے لئے رحمت ہوگا جو دوسرے نبی کے مبعوث ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہوگئے، تمام عالم کے لئے رحمت ہونا ثابت نہ ہوگا۔

ان کے علاوہ اور بھی قرآن مجید کی بہت سی تصریحات و اشارات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقل طور سے ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

ان تمام آیات قرآن مجید سے ناظرین یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ سب خاتم النبیین کے اسی معنی کی تائید کرتی ہیں جو اوپر عرض کئے گئے ہیں۔

اور اس کل گذارش سے یہ ثابت ہوگیا کہ آیتِ مذکورہ میں خاتم النبیین کی وہی تفسیر ہے جو اوپر لغتِ عرب سے نقل کی گئی ہے، اور خود قرآن مجید کی دوسری آیات اسی تفسیر کو بیان کرتی ہیں۔

چونکہ اس بحث کو عنقریب تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے اس لئے اس موقع پر صرف دو تین آیات پر اکتفا کیا، اور ان کے بیان میں بھی اختصار سے کام لیا گیا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر احادیث سے

تفسیر قرآن مجید کی جو ترتیب ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں، اس میں دوسرا درجہ حدیث کا ہے۔ سو اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ آیت کی وہ تفسیر جو ہم اوپر لغت عرب اور خود قرآن عزیز سے نقل کر چکے ہیں، احادیث میں بھی ایک بہت بڑا دفتر اس تفسیر کا شاہد ہے، جس کے دیکھنے کے بعد ایک مسلمان کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، اور یہ بات بالکل روشن ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا تفسیر کے علاوہ اور کوئی تفسیر آیت خاتم النبیین کی نہیں ہو سکتی۔

لیکن چونکہ ہمیں ان تمام احادیث کو ایک مستقل حصہ کی صورت میں مفصل

ہدیۂ ناظرین کرنا ہے، اس لئے اس جگہ بضمن تفسیر چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے، اور ایک سلیم الطبع مسلمان کے لئے وہ بھی کفایت سے زائد ہیں۔ حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثُ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔
(ابوداؤد، ترمذی)

قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہو سکتی جب تک کہ بہت سے دجّال اور جھوٹے نہ اٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں تو خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔

اس حدیث میں خود اس مقدس ذات نے کہ جس پر یہ قرآن نازل ہوا جھگڑے کا قطعی فیصلہ کر دیا اور بتلا دیا کہ مسلمانو! خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نہ خاتم کے معنی اس جگہ مُہر و انگشتری کے ہیں اور نہ النبیین میں کوئی تخصیص۔ کیونکہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں لائے نفی جنس کے ذریعہ سے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا گیا، جس کی تفصیل ابھی بحث میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی الفاظ مرفوعاً روایت کئے گئے ہیں :-

وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ
(اخرجہ احمد والطبرانی)

"حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :-

اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضَعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ

"کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ پیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو اور لوگ اس کے پاس چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ تعمیر مکمل ہو جاتی)

وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ۔
(بخاری ومسلم وغیرہما)

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بس وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

اے مسلمانی کا دعویٰ کرنے والو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنے والو! کیا اس جیسے کھلے کھلے بیانات کے بعد بھی تمھیں اس میں کوئی شک ہے کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی صرف وہی ہیں جو ہم نے عرض کئے، اور کیا آپ ان تمام نصوص وتصریحات میں کہیں غیر تشریعی یا ظلی اور بروزی نبی کا استثنار دیکھتے ہیں؟ خود وہ نبی مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پر یہ کلام مقدس نازل ہوا (فداہ روحی وابی وامی) نہایت صاف صاف مثالیں دے کر بتلاتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں یعنی تمام افراد انبیاء کے بعد میں مبعوث ہونے والا کہ جس کے بعد نبوت کا مستحکم اور مزین محل بالکل مکمل ہو جاتا ہے، اور کسی نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت اور گنجائش نہیں رہتی، اس قصر نبوت کی تکمیل کے بعد نہ تشریعی نبوت کی اینٹ کی اس میں ضرورت وگنجائش ہے اور نہ غیر تشریعی یا ظلی وبروزی کی، فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ۔

نیز حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا،

فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ۔
(رواہ مسلم فی الفضائل)

مجھے تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دی گئی، ایک یہ کہ مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے دوسرے یہ کہ رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی، تیسرے میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا، چوتھے میرے لئے تمام زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور بذریعہ تیمم پاک کرنے والی بنا یا گیا، پانچویں مجھے تمام خلقت کی طرف بھیجا گیا، چھٹے میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کیا گیا؛

اس حدیث میں اُس تحریف کی بھی جڑ کاٹ دی گئی جو لفظ خاتم میں کی جاتی ہے، لفظ خاتم کے بجائے ختم بی النبیون رکھ دیا گیا اور کیا اس میں کہیں غیر تشریعی یا ظلی و

بروزی نبی کا استثنار موجود ہے۔

اور حضرت ابو اُمامہ باہلیؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :۔

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (رواہ ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال)	"میں سب انبیار میں سے آخری ہوں اور تم سب اُمتوں میں سے آخری ہو"

کس قدر وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا گیا کہ خاتم النبیین کے وہی معنی اور صرف وہی معنی ہو سکتے ہیں اور ہیں جو اُوپر ذکر کئے گئے ہیں، یعنی آپؐ سب انبیار میں سے آخری اور سب کے ختم کرنے والے نبی ہیں، اور پھر صرف اسی پر اکتفار نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ تم آخری امت ہو، جس نے یہ بات صاف کردی کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص اس امت کے لئے نبی بنا کر نہ بھیجا جائے گا جس کے لئے ایک دوسری امت ہو۔

اے عقل کے مدعی! اسلام کے دم بھرنے والو! تمھیں اب بھی یقین ہوا کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں جو ہم نے اوپر عرض کئے، اس میں تشریعی کی تخصیص ہے نہ ہی غیر تشریعی اور بروزی وظلی کی۔

نیز حضرت عرباض ابن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ۔ (مشکوٰۃ عن شرح السنۃ ومسند احمد)	"تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت میں لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی ہی میں تھے۔"

اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :۔

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ (مشکوٰۃ عن الدارمی)	"میں تمام رسولوں کا رہبر ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں تمام انبیار کا ختم کرنیوالا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں پہلا شفاعت کرنیوالا اور مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں۔"

وہ حضرات جو آیت خاتم النبیین میں تحریفات کے جال پھیلاتے ہیں، اور النبیین کے الف لام میں جھگڑے ڈال کر یہ چاہتے ہیں کہ نبیین سے تمام انبیاء مراد نہ لئے جائیں، تاکہ قادیانی نبی کے آنے کی گنجائش نکل آئے، ذرا عنایت فرما کر یہ تو بتلائیں کہ قائد المرسلین میں الف لام استغراقِ حقیقی کا ہے یا نہیں اور کیا اس جگہ مرسلین سے تمام مرسلین بلا استثناء اور بلا تخصیص مراد ہیں یا نہیں ؟

اگر نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ آپ سب انبیاء کے سردار اور رہبر نہیں بلکہ صرف بعض کے ہیں، اور یہ بات جیسا کہ تمام نصوصِ شرعیہ آیات قرآنیہ تصریحات احادیث کے سراسر خلاف ہے، اسی طرح مرزائی جماعت کے مسلمات کے بھی خلاف ہے کیونکہ کم از کم زبانوں سے تو وہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار اور رہبر ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس جگہ المرسلین میں الف لام استغراقِ حقیقی کے لئے ہے اور مرسلین سے تمام افراد مرسلین کے بلا کسی استثناء تخصیص کے مراد ہیں تو میرے عنایت فرما ذرا مجھے یہ بتلا دیں کہ پھر لفظ النبیین نے جو اس کے بعد ہی مذکور ہے ان کا کیا تصور کیا ہے کہ وہ اس میں طرح طرح کے حیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اس میں تمام افراد انبیاء کو داخل نہیں ہونے دیتے۔

کیا اس جگہ قائد المرسلین اور خاتم النبیین میں اس کے سوا کوئی فرق ہو کہ قائد المرسلین اگر عام بھی رہ گیا اور تمام مرسلین کو شامل ہو گیا تو مرزا صاحب اور ان کے اذناب کے بنائے ہوئے خیالات میں کوئی ٹھیس نہیں لگتی، اور مرزا صاحب کی نبوت نہیں بگڑتی اور خاتم النبیین میں اس لئے حیلے بہانے کئے جاتے ہیں کہ اگر یہ عام رہا تو مرزا صاحب کی نبوت کا کہیں پتہ نہ چلے گا۔

نیز ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے کہ جب فرشتے (منکر و نکیر) قبر میں مُردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:

رَبِّیَ اللّٰہُ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَمُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَخَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ فَیَقُوْلُوْنَ لَہٗ	"میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، اور اسلام میرا دین ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے نبی ہیں اور آخری نبی ہیں، یہ سُنکر

صَدَقْتَ ۔ | فرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا؟

(تفسیر درمنثور، ص ۱۶۵)

منکر ونکیر بھی اس شخص کی تصدیق کرتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور تمام انبیاء کا ختم کرنے والا سمجھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات میں، مختلف مجمعوں میں، مختلف عنوانات اور بیانات سے اس آیت کی تفسیر احادیث میں فرمائی ہے، جن میں سے اس جگہ صرف چند حدیثیں بقدرِ ضرورت آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں پیش کر دی گئیں جن کو پڑھ کر ایک خدا سے ڈرنے والا اور رسول پر ایمان لانے والا مسلمان اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آیتِ خاتم النبیین کے معنی اور اس کی تفسیر وہی ہے جو احقر نے اہلِ لغتِ عرب سے اور پھر خود قرآن کریم سے نقل کی ہے۔ باقی احادیث کو انشاء اللہ تعالیٰ مفصل حصہ دوم "ختم النبوۃ فی الحدیث" میں ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپؐ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، نہ اس میں کسی تشریعی نبی کی تخصیص ہے اور نہ غیر تشریعی ظلی بروزی وغیرہ کا استثناء۔

مسلمانو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپؐ کے اتباع کا دم بھرنے والو! لغتِ عرب نے آپ کو ان معنوں کی طرف ہدایت کی، خود قرآن کریم نے پکار پکار کر ارشاد فرمایا کہ میری مراد یہ ہے، قرآن عزیز جس مقدس ذات پر نازل ہوا اس نے خود بار بار مختلف مجلسوں میں متعدد بیانات کے ساتھ اس کا اعلان کیا کہ آیتِ مذکورہ کے یہی معنی ہیں کہ آپؐ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور حدیث کے عظیم الشان دفتر میں ایک جگہ بھی تشریعی غیر تشریعی کی تفصیل نہ فرمائی اور نہ بروزی یا ظلی کا استثناء کیا، پس کیا اس کے بعد بھی آپؐ کو کوئی شک باقی رہا، فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ.

آیتِ مذکورہ کی تفسیر صحابہؓ وتابعینؒ سے

تفسیر قرآن مجید کے متعلق جو ترتیب ابتداء میں ذکر کی گئی ہے اس کا تیسرا اور چوتھا درجہ صحابہ وتابعین کی تفسیریں اور ان کے اقوال دربارہ تفسیر ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس کا استیعاب بھی کسی کی قدرت میں نہیں، اس لئے اقوالِ صحابہ و

تابعین میں سے بھی بقدر ضرورت معدودے چند ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں جن سے ان کو یہ اندازہ ہوسکے گا کہ اُمّت کے ان اسلاف نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے ہیں، جنھوں نے یہ سبق اس استاذ سے پڑھا ہے جس کا استاذ بلا واسطہ خدائے قدوس ہے۔

امام ابوجعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:۔

عَنْ قَتَادَةَ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَيْ اٰخِرَهُمْ

(ابن جریر، ص۱۱ ج ۲۲)

"حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا، اور لیکن آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔"

حضرت قتادہؓ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں عبدالرزاق اور عبدابن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے (درمنثور، ص۲۰۴ ج ۵)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلا دیا کہ جو ہم اوپر لغت اور قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں، کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں، کیا اس میں کہیں تشریعی، غیر تشریعی اور بروزی وظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے؟

نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے تو آپ معلوم کر چکے ہیں ان کی قرارت ہی آیت مذکورہ میں وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ ہے، جو خود اُسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔

اور سیوطیؒ نے درمنثور میں بحوالۂ عبدابن حمید حضرت حسنؒ سے نقل کیا ہے:۔

عَنِ الْحَسَنِ فِيْ قَوْلِهٖ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ قَالَ خَتَمَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اٰخِرَ مَنْ بُعِثَ.

(درمنثور ص۲۰۴ ج ۵)

"حضرت حسنؒ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا اور آپؐ ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھیرے۔"

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟ اور درمنثور میں سیوطیؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ سے

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول یہ نقل کیا ہے :-

قُوْلُوْا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (درمنثور ص۲۰۴ ج۵)	"آپؐ کو خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں"

حضرت صدیقہؓ کا یہی ارشاد ابن قتیبہ نے تاویل الاحادیث میں بھی روایت کیا ہے۔

نیز درمنثور میں بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا بھی اس قسم کا قول نقل فرمایا ہے، وَھُوَ ھٰذا :-

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ حَسْبُکَ اِذَا قُلْتَ خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّا کُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ خَارِجٌ فَاِنْ ھُوَ خَرَجَ فَقَدْ کَانَ قَبْلَہٗ وَبَعْدَہٗ ۔ (درمنثور ص۲۰۴، ج۵)	"حضرت شعبیؒ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے یہ کہا کہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ جناب محمدؐ پر جو کہ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہ نے فرمایا جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے، لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں تو وہ آپؐ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوں گے"

دونوں کا مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ سے چونکہ بظاہر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نیا یا پُرانا نہیں آسکتا، جس سے اسلام کے اجماعی عقیدہ اور صحابہ کے متفقہ اعتقاد، نزول عیسیٰ علیہ السلام پر عامیانہ نظروں میں صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

اس لئے حضرت صدیقہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کے لفظ بھی اختیار نہ کرو کہ جن سے اجماعی عقیدہ کے خلاف کا گمان یا وہم ہوسکے، بلکہ جس مقصد سے ختم نبوت کو تم بیان کرنا چاہتے ہو وہ تو صرف لفظ خاتم النبیین سے

پورے طور پر واضح ہو سکتا ہے، اور اتنا ہی کافی ہے، اگلا فقرہ یعنی لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ بھی اگرچہ فی نفسہٖ اپنے معنی کے اعتبار سے بالکل درست[1] ہے، لیکن تاہم چونکہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے، اس لئے صرف خاتم النبیین پر ہی اکتفا کرنا مقصود کے ادا کرنے کے لئے کافی اور ایہام خلاف سے بچنے کے لئے اولیٰ اور بہتر ہے۔

کیونکہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں، اور یہ معنی نزولِ مسیح کے کسی طرح مخالف نہیں سمجھے جا سکتے، اس لئے کہ اس کے معنیٰ اس کے سوا نہیں کہ عالمِ دنیا میں آپ کے ساتھ عہدۂ نبوت سب انبیاء کے بعد میں متعلق ہوا۔

اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان سے آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو عہدۂ نبوت اُن کو اُس وقت نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کا وصف نبوت جس وقت سے کہ خداوندِ عالم نے اُن کو عطا فرمایا تھا اسی وقت سے ہمیشہ اسی طرح باقی رہا اور رہے گا۔

اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول لفظ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے کسی طرح خلاف نہیں، کلام کے یہ معنی ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرفوع حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۸ جلد ۸ تخریج ابن ابی حاتمؒ حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:۔

أَنَا أَوَّلُ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ۔ (ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان)	"میں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے تھا اور بعثت میں سب سے آخر میں"[2]

---

[1] جس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حدیث "لانبی بعدی" کے تحت حصہ دوم میں آئے گی ۱۲ منہ

[2] اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ عالم ارواح میں سب سے پہلے منصبِ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہو جس کے لحاظ سے آپ جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح اول النبیین بھی ہیں، مگر اس جگہ کلام اس دنیا کی زندگی کے متعلق ہو اس کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے آخر میں منصبِ نبوت پر فائز ہوئے ہیں ۱۲ منہ

جس نے صاف بتلا دیا کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے معنی یہی ہیں کہ آپؐ کا وصفِ نبوت باعتبار بعثت کے سب انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہے، اور اس بناء پر کسی پہلے نبی کا آپؐ کے بعد باقی رہنا یا اس دنیا میں آنا آیت کے ہرگز خلاف نہیں ہوسکتا۔

اسی مضمون کو تفسیر رُوح المعانی صفحہ ۶۰ ج ۷، اور کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲ میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اِنْ شِئْتَ فَارْجِعْ اِلَیْہِ ۔ اس کے علاوہ اگر لُغتِ عرب اور محاورات پر نظر ڈالی جائے تو تھوڑے سے غور کرنے سے ثابت ہو جائے گا کہ آخر النبیین اور اول النبیین اور آخر العلماء اور آخر الطلباء اور آخر القائمین، آخر المؤمنین، آخر الشاہدین، آخر القادمین، آخر الاولاد وغیرہ محاورات میں صرف اسی معنی کے لئے آتے ہیں کہ اولیت اور آخریت باعتبار وصف مضاف الیہ کے لی جاتی ہے، جب تک کہ کوئی قید اس سے پھیرنے کے لئے نہ لگائی جائے جیسے اولُ المؤمنین ہجرۃً مثلاً یعنی اول باعتبار ہجرت کے۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ عربیت علامہ زمخشری نے خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ لَا یُتَنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ (تفسیر کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲) "یعنی آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا"۔

خاتم النبیین کے معنی محاوراتِ عرب اور احادیثِ مرفوعہ اور تفسیرِ محققین پر نظر ڈالتے ہوئے کسی تھوڑی سی عقل رکھنے والے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں شک و شبہ پیدا نہیں کرسکتے، البتہ لانبی بعدی کے ظاہری لفظ سے ایک سطحی نظر والے عامی آدمی کو اس میں کچھ وہم پیدا ہوسکتا ہے، اگرچہ کچھ غور کرنے کے بعد وہ بھی بلاتکلف زائل ہوسکتا ہے، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محل میں عرض کیا جائے گا۔

اسی ظاہری اور سطحی وہم کو دفع کرنے کے لئے حضرت صدیقہؓ اور حضرت مغیرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے الفاظ مت اختیار کرو کہ جن سے عوام کو سطحی نظر میں کوئی شبہ پیدا ہوسکے۔

باقی رہا یہ شبہ لانبی بعدی احادیث صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے پھر اس لفظ کو کیسے چھوڑا جاسکتا ہے، سو ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہؓ اور مغیرہؓ کی غرض اس کلام سے یہ نہیں کہ معاذ اللہ یہ الفاظ غلط ہیں یا ان کا بیان کرنا ناجائز ہے، بلکہ ان کی غرض محض عقیدۂ عوام کی اصلاح اور غیر مقصود کے ایہام سے بچانا ہے،

اور یہ ایک ایسی غرض ہے کہ اس کے لئے بہت سی احادیث مرفوعہ کو عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی اَولیٰ سمجھا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح میں اس پر مستقل باب منعقد کیا ہے،

بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ مَخَافَةَ اَنْ يَّقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ فَيَقَعُوْا فِيْ اَشَدَّ مِنْهُ ـــــــــــ

"یعنی امر مختار کے اظہار میں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ کم فہم لوگ ایسی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے جو امر مختار کے ترک سے زیادہ مضر ہے، تو علماء کو چاہئے کہ اس مختار کو ترک فرما دیں، اور غیر مختار کو قائم رکھیں"

پھر اس ترجمہ کے ذیل میں یہ حدیث بیان فرمائی:۔

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے عائشہ! اگر تیری قوم نومسلم قریب العہد بالکفر نہ ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ کر اس کے دو دروازے کر دیتا، ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے، (جیساکہ اصل بناءِ ابراہیمی میں تھا) چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے (اپنے زمانۂ خلافت میں) ایسا ہی کیا" (رواہ البخاری فی کتاب العلم ص۲۴ ج۱)

مطلب یہ ہے کہ قریش چونکہ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، اگر کعبہ کو توڑا جائے گا تو وہ بدگمان ہو جائیں گے اور یہ نہ سمجھیں گے کہ اس کی غرض درحقیقت کعبہ کو اصل بناء ابراہیمی پر قائم کرنا ہے۔

اس حدیث کو پڑھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا کا برحق رسولؐ بناء کعبہ کی اصلاح کی تمنا اپنے دل میں لے کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اور اس کی اصلاح اس لئے نہیں کرتا کہ مبادا کم فہم لوگ اُلٹی نہ سمجھ جائیں، اور بجائے نفع کے نقصان پہونچ جائے، پس اگر حضرت صدیقہؓ جو خود اس واقعہ کی راوی بھی ہیں، اس قسم کے امور کی زیادہ رعایت کریں، اور ایک کلمۂ حق کے عام طور پر کہنے سے اس لئے منع فرمائیں کہ مبادا لوگ اس سے کسی غلط فہمی میں پڑ جائیں تو کیا بعید ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ | یعنی لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جن کو

اَتُحِبُّوْنَ اَنْ يُّكَذِّبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۔ (رواہ البخاری) | وہ سمجھ سکیں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ خداوند عالم اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟

الغرض حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کے اقوال میں لانبی بعدی کے لفظ سے ممانعت مصلحتِ عوام اور ان کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے ہے، فی نفسہٖ ان الفاظ کی مخالفت نہیں، ورنہ عیاذاً باللہ ان دونوں حضرات کے اقوال ایک متواتر حدیث نبوی کے مخالف اور معارض ہوں گے جس کو کوئی سمجھدار انسان گوارا نہیں کرسکتا، پھر اگر بالفرض ایسا ہو تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت امت کے لئے راہِ عمل اور قابلِ اعتماد وہی فرمان ہوگا جو خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ثابت ہوا نہ کہ دو صحابی کے اقوال جن کی سند کا بھی کچھ پتہ نہیں۔

ناظرینِ کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ آیت مذکورہ کی جو تفسیر عرض کی گئی اس کے شاہد حضرت قتادہ اور عبداللہ بن مسعود اور حضرت حسن اور صدیقہ عائشہ اور مغیرہ بن شعبہ جیسے حضرات ہیں۔ اُن کے علاوہ حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوالطفیل اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس اور حضرت عفان بن مسلم اور حضرت ابو معاویہ، حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، حضرت اُبی بن کعب اور حضرت حذیفہ اور حضرت ثوبان، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عطار بن یسار، حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عرباض بن ساریہ، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ام کرز، حضرت فاروق اعظم، حضرت اُمِ ایمن، وغیرہم، چونسٹھ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہا اجمعین سے بھی ختمِ نبوت کے وہی معنی بالفاظ مختلفہ منقول اور ثابت[1] ہیں، جو مکرر عرض کئے گئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔

اگر قلب میں کوئی احساس اور دماغ میں سمجھنے کا کچھ مادہ ہے، تو کوئی مسلمان بلکہ کوئی منصف مزاج کافر بھی ان چونسٹھ حضراتِ صحابہ کی شہادتوں کے بعد ہمارے

---

[1] ان میں سے ہر صحابی کی مفصل روایت انشاء اللہ تعالیٰ مع حوالجات دوسرے اور تیسرے حصہ میں آئیگی ۱۲ منہ

دعوے کے ثبوت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتا، ورنہ پھر ہدایت و ضلالت کسی بشر کے قبضہ میں نہیں، بَلِ الْاَمْرُ بِیَدِ اللّٰہِ یُصَرِّفُ کَیْفَ یَشَاءُ۔

آیتِ مذکورہ کی تفسیر ائمۂ تفسیر کے اقوال سے

خداوند علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ کتنے متقدمین اور متاخرین بڑے اور چھوٹے علماء و صلحاء نے اس وقت تک تفسیر میں کتابیں لکھی ہیں اور کتنی موجود ہیں۔

لیکن اجمالاً یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اتنی کثیر ہیں کہ سب کا احاطہ کسی بشر سے نہیں ہو سکتا، مجھے تو اپنے اس مضمون میں سب کے استیعاب کی نہ ضرورت ہے، اور نہ یہ میری قدرت میں ہے، بلکہ صرف چند مشہور و معتبر تفاسیر کے حوالے اور مفسرین کے اقوال ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اُن سے یہ اندازہ کر لیں کہ جن بزرگانِ دین نے اپنی تمام عمر کو اسی میدان کی سیاحت میں ختم کر دیا ہے، انہوں نے اس آیتِ کریمہ کی مراد کیا سمجھی ہے اور اس کی تفسیر کیا کی ہے۔

امام المفسرین حضرت ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:-

وَلٰکِنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ الَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ فَطَبَعَ عَلَیْھَا فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَہٗ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ وَبِنَحْوِ الَّذِیْ قُلْنَا قَالَ اَھْلُ التَّاوِیْلِ۔

(ابن جریر، صفحہ ۱۱، جلد ۲۲)

"لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی پس وہ آپ کے بعد کسی کے لئے نہ کھولی جائے گی قیامت کے قائم ہونے تک اور ایسا ہی ائمۂ تفسیر صحابہ و تابعین نے فرمایا ہے۔"

امام المفسرین ابن جریرؒ کی اس عبارت کے بعد بھی کیا کوئی انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ خاتم النبیین سے صرف انبیاء اصحابِ شریعت کا اختتام ثابت ہوتا ہے، مطلقاً ختم النبوّت ثابت نہیں ہوتا جب کہ انہوں نے تاکید در تاکید کے ساتھ یہ بھی صاف صاف فرمایا کہ لَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَہٗ یعنی منصبِ نبوت عطا کرنے کا دروازہ آپؐ کے بعد کسی کے لئے مطلقاً قیامت تک نہ کھولا جائے گا۔

اور پھر صرف یہی نہیں کہ یہ ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد ہے بلکہ جیسا کہ انکی عادت ہے یہ بھی تصریح فرما دی کہ یہی تفسیر صحابہ و تابعین وغیرہم سے مروی ہے، اور جس کو

اس کے بعد متعدد اسانید کے ساتھ متعدد حضرات سے روایت کیا ہے۔

حضرت علی بن حسین رضؓ سے ابن جریرؒ نقل فرماتے ہیں :-

بِكَسْرِ التَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ بِمَعْنَى اَنَّهٗ خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ (الیٰ قولہ) وَقَرَأَ ذٰلِكَ فِيْمَا يُذْكَرُ الْحَسَنُ وَالعَاصِمُ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ بِفَتْحِ التَّاءِ بِمَعْنَى اَنَّهٗ اٰخِرُ النَّبِيِّيْنَ (ابن جریر، ص۱۱ ج۲)	"خاتم النبیین بکسر التاء، اس معنی میں آپؐ نے تمام انبیاء کو ختم کر دیا اور جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے، قرّاء میں سے حسن اور عاصم نے اس لفظ کو خاتم النبیین بفتح التاء پڑھا ہے اس معنی میں کہ آپ آخر النبیین ہیں۔"

حضرت حسین رضؓ نے یہ بھی فیصلہ فرما دیا کہ جمہور کی قرارت بکسر التاء کو اختیار کیا جائے، یا حسن اور عاصم کی قرارت بفتح التاء کو، بہر حال ان کا حاصل ایک ہی، صرف ترجمہ لفظ اور تخریج صیغہ کا فرق ہوگا۔

رئیس المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی مقبول و مستند تفسیر میں آیتِ مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے دعوے کو نہایت وزن دار الفاظ میں روشن فرماتے ہیں:-

فَهٰذِهِ الْاٰيَةُ نَصٌّ فِيْ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَاِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ فَلَا رَسُوْلَ بِالطَّرِيْقِ الْاَوْلٰى وَالْاَحْرٰى لِاَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ اَخَصُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَاِنَّ كُلَّ رَسُوْلٍ نَبِيٌّ وَلَا يَنْعَكِسُ وَبِذٰلِكَ وَرَدَتِ الْاَحَادِيْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيْثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عنهم (ابن کثیر، ص ۸۹، ج ۸)	"پس یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور جب کوئی نبی نہ ہوا تو رسول بدرجۂ اولیٰ نہ ہوگا کیونکہ مرتبہ رسالت کا نسبت مرتبہ نبوت کے خاص ہے، ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں (جیسا کہ ہم نے مقدمۂ رسالہ میں مفصل عرض کیا ہے) اور اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جس کو صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے آپؐ سے نقل کیا ہے۔"

ابن کثیرؒ بھی ساتویں صدی ہجری کے اُن علماء میں سے ہیں جن کو حجۃ الاسلام

کہا جا سکتا ہے، تفسیر میں اُن کی اس کتاب کا مرتبہ سلفاً و خلفاً مسلّم ہے۔

اس جلیل القدر مفسر کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کر لیجئے کہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ کس طرح قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ اور اقوالِ ائمہ کا ٹھیک اُردو ترجمہ ہے، اس میں درحقیقت ہمارا کوئی تصرف نہیں۔

ابن کثیرؒ نے یہ بھی صاف کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت و رسالت کسی کو نہیں مل سکتی، کیونکہ رسول تو صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور نبی عام ہے صاحب شریعت ہو یا غیر صاحبِ شریعت۔ چونکہ آیت میں بجائے ختم المرسلین کے خاتم النبیین فرمایا ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نبوت کا اختتام بتلانا منظور ہے، تشریعی ہو یا بقول مرزا غیر تشریعی، یا بصورت ظلیت و بروزیت یا اور کسی صورت سے۔

نیز اس ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں اور ان کی روایت کرنے والی صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت ہے۔

اس کے بعد ابن کثیرؒ نے بہت سی احادیث ختمِ نبوت پر پیش فرمائی ہیں، جن کو انشاء اللہ تعالیٰ حصہ احادیث میں مستقل طور پر ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔

اخیر میں اس جلیل القدر مفسر نے نتیجہ کے طور پر عقیدہ ختمِ نبوت پر ایک مفصل اور مؤکد تحریر فرمائی ہے جو خصوصیت کے ساتھ قابلِ ملاحظہ ہے، جس کو دیکھ کر یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ علامہ ابن کثیر اب سے سات سو برس پہلے شاید قادیانی مرزا کے حالات سے بطریقِ کشف مطلع ہو کر اُن کی تردید کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے عبارت ذیل:۔

فَمِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْعِبَادِ اِرْسَالُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ ثُمَّ مِنْ تَشْرِيْفِهٖ لَهٗ خَتْمَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ بِهٖ وَ اِكْمَالُ الدِّيْنِ الْحَنِيْفِ لَهٗ وَ اَخْبَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	"پس بندوں پر خدا کی رحمت ہی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجنا، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام کو ختم کیا اور دین حنیف کو آپؐ کے لئے کامل کر دیا اور

فِی السُّنَّۃِ الْمُتَوَاتِرَۃِ عَنْہُ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ، لِیَعْلَمُوْا اَنَّ کُلَّ مَنِ ادَّعٰی ھٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَہٗ فَھُوَ کَذَّابٌ اَفَّاکٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ وَلَوْ تَحَرَّقَ وَ شَعْبَذَ وَاَتٰی بِاَنْوَاعِ السِّحْرِ وَالطَّلَاسِمِ وَالنَّیْرِنْجِیَاتِ فَکُلُّھَا مُحَالٌ وَّ ضَلَالٌ عِنْدَ اُولِی الْاَلْبَابِ کَمَا اَجْرَی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی یَدِ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِیِّ بِالْیَمَنِ وَمُسَیْلِمَۃِ الْکَذَّابِ بِالْیَمَامَۃِ مِنَ الْاَحْوَالِ الْفَاسِدَۃِ وَالْاَقْوَالِ الْبَارِدَۃِ مَا عَلِمَ کُلُّ ذِیْ لُبٍّ وَّفَھْمٍ وَّحِجًی اَنَّھُمَا کَاذِبَانِ ضَالَّانِ لَعَنَھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ کَذٰلِکَ کُلُّ مُدَّعٍ لِذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یَخْتَمُوْا بِالْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ یَخْلُقُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَہٗ مِنَ الْاُمُوْرِ مَا یَشْھَدُ الْعُلَمَاءُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِکِذْبِ مَنْ جَاءَ بِھَا (ابن کثیر ص ۴۹۱ ج ۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں تاکہ اُمت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپؐ کے بعد اس مقامِ (نبوّت) کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افترا پرداز، دجّال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ آگ بھڑکائے اور شعبدہ بازی کرے اور قسم قسم کے جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے، اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی (مدعیٔ نبوت) کے ہاتھ پر یمن میں اور مسیلمہ کذّاب (مدعیٔ نبوت) کے ہاتھ پر یمامہ میں احوالِ فاسدہ اور اقوالِ باردہ ظاہر کئے جن کو دیکھکر ہر عقل و فہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں، خداوند ان پر لعنت کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعیٔ نبوّت پر یہاں تک کہ وہ مسیح دجال پر ختم کر دیئے جائیں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے امور پیدا فرماوے گا کہ علماء اور مسلمانان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے؟

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھئے، کیا ابن کثیر جیسے امام کی اس بلند اور پرجوش آواز نے بھی آپ کو بیدار نہیں کیا، کیا ایسے ایسے صاف بیانات کے بعد بھی یہی کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہو سکتا ہے؟

اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی مفصل تفسیر درمنثور، صفحہ ۲۰۴، جلد۵ میں بھی صحابہ و تابعین اور ائمۂ مفسرین کے اقوال پر اعتماد کرتے ہوئے آیتِ مذکورہ کی تفسیر وہی قرار دی ہے جو مکرر عرض کی گئی۔

نیز اپنی مختصر تفسیر جلالین میں بھی اسی مضمون کو واضح بیان فرمایا ہے۔ اور علامہ زمخشریؒ نے اپنی مشہور و مقبول تفسیر کشاف میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

خَاتَمُ بِفَتْحِ التَّاءِ بِمَعْنَى الطَّابَعِ وَبِكَسْرِهَا بِمَعْنَى الطَّابِعِ وَفَاعِلُ الْخَتْمِ وَتُقَوِّيْهِ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ كَانَ اٰخِرَ الْاَنْبِيَاءِ وَعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قُلْتُ مَعْنٰى كَوْنِهٖ اٰخِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَنَّهٗ لَا يُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَهٗ وَعِيْسٰى مِمَّنْ نُبِّئَ قَبْلَهٗ الخ

(کشاف مصری، صفحہ ۲۱۵ ج ۲)

"خاتم بفتح التاء بمعنی آلۂ مہر اور بکسر تاء، بمعنی مُہر کرنے والا یا ختم کرنے والا اور اسی معنی (یعنی ختم کرنیوالا) کی تقویت کرتی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ، پس اگر آپ کہیں کہ آپؐ آخرالانبیاء کس طرح ہوسکتے ہیں حالانکہ عیسٰی علیہ السلام آخر زمانہ میں آسمان سے اتریں گے، تو ہم کہیں گے کہ آپؐ کے آخرالانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا، تو اب نزولِ عیسٰی علیہ السلام سے کچھ اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ عیسٰیؑ اُن لوگوں میں سے ہیں جو آپؐ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔"

علامہ زمخشری جو علاوہ فنونِ تفسیر کے لغتِ عرب اور فنونِ عربیت کے یکتا امام مسلم ہیں، انہوں نے خاتم النبیین کے معنی یہی سمجھے کہ کوئی کسی قسم کا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہوسکتا، اور اسی لئے اُن کو نزولِ عیسٰی علیہ السلام کے متعلق یہ جواب دینا پڑا کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ "آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا"۔ ولہٰذا نزولِ عیسٰی علیہ السلام اس کے مخالف نہ ہوا، کیونکہ وہ اُس وقت نبی نہ بنیں گے بلکہ وہ اپنی پہلی نبوت پر بدستور باقی ہیں، جیساکہ ہم اُوپر کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کرچکے ہیں۔

نیز امام رازیؒ اپنی تفسیر کبیر، صفحہ ۶۱۷ جلد ۶ مطبوعہ مصر میں بھی اسی مضمون اور

تفسیر کی تائید فرمائی ہے۔

اور سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہود و مستند تفسیر روح المعانی میں آیتِ مذکورہ کی تفسیر نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہوئے فرمایا ہے:۔

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ اَعَمُّ مِنَ الرَّسُوْلِ فَيَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ كَوْنُهٗ خَاتَمَ الْمُرْسَلِيْنَ (ج ۷، ص ۶۰)

"اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے پس آپؐ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا بھی لازم ہوگا"

جیسا کہ اوپر ابن کثیرؒ سے نقل کیا جا چکا ہے، شیخنا سید محمود آلوسیؒ بھی وہی فرماتے ہیں جس میں یہ بات صاف کردی گئی ہے کہ خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام بتلانا منظور ہے، اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں ہے۔

مگر اس سے جو ایک سطحی اور سرسری نظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا خلاف سمجھا جا سکتا تھا اس کے ازالہ کے لئے فرماتے ہیں:۔

وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَاتَمَهُمْ اِنْقِطَاعُ حُدُوْثِ وَصْفِ النُّبُوَّةِ فِيْ اَحَدٍ مِّنَ الثَّقَلَيْنِ بَعْدَ تَحْلِيَتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِهَا فِيْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ وَلَا يَقْدَحُ فِيْ ذٰلِكَ مَا اَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ وَاشْتَهَرَتْ فِيْهِ الْاَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِيِّ وَنَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ عَلٰى قَوْلٍ وَوَجَبَ الْاِيْمَانُ بِهٖ وَاُكْفِرَ مُنْكِرُهٗ كَالْفَلَاسِفَةِ مِنْ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰخِرَ الزَّمَانِ لِاَنَّهٗ كَانَ نَبِيًّا

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے اس عالم میں وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصفِ نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہوگیا جن و انس میں سے کسی میں اب یہ وصف پیدا نہیں ہو سکتا، اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدہ سے ہرگز معارض نہیں، جس پر امت نے اجماع کیا ہے، اور جس میں احادیث شہرت کو پہونچی ہوئی ہیں اور شاید حدِ تواترِ معنوی کو پہونچ جائیں اور جس پر قرآن نے تصریح کی، اور جس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے منکر مثلاً فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے، یعنی نزول

قَبْلَ تَحَلِّی نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنُّبُوَّۃِ فِی ھٰذِہِ النَّشْأَۃِ۔
(روح المعانی ص ۶۰ ج ۷)

عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں نبوت ملنے سے پہلے وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو چکے تھے ؛

عبارت مذکورۃ الصدر میں جس صراحت و وضاحت کے ساتھ ختم نبوت اور اس کے صحیح مفہوم کو بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے میں کسی مسلمان پر یہ گمان نہیں کر سکتا کہ اب بھی اس کو کوئی شک باقی ہے۔

نیز اسی آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ قابلِ ملاحظہ ہے :۔

وَکَوْنُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَ بِہِ الْکِتَابُ وَصَدَعَتْ بِہِ السُّنَّۃُ وَاَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ فَیَکْفُرُ مُدَّعِیْ خِلَافِہٖ وَیُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ
(روح المعانی ص ۶۵ ج ۷)

" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر النبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن بول اٹھا اور جن پر احادیث نے صاف صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا، اس لئے اس کے برخلاف کا دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا، اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے ؛

اور تفسیر کی مشہور و مستند کتاب خازن میں ہے :۔

خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ خَتَمَ اللّٰہُ بِہِ النُّبُوَّۃَ فَلَا نُبُوَّۃَ بَعْدَہٗ اَیْ وَلَا مَعَہٗ (خازن صہ۲۳ ج ۳)

" خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبوت ختم کر دی، پس نہ آپؐ کے بعد کوئی نبوت ہے اور نہ آپؐ کے ساتھ ہے ؛

اور علامہ نسفیؒ نے اپنی مستند و معتبر تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے :۔

خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ بِفَتْحِ التَّاءِ عَاصِمٌ بِمَعْنَی الطَّابَعِ اَیْ اٰخِرُھُمْ یَعْنِیْ لَا یُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ وَعِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ مِمَّنْ نُبِّئَ قَبْلَہٗ وَغَیْرُہٗ

" خاتم النبیین عاصم کی قرارت میں بفتح التاء بمعنی مہر جس سے مراد آخر ہے، یعنی آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ آپؐ سے پہلے نبی بنائے گئے تھے

بِكَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنَى الطَّابِعِ وَ فَاعِلُ الْخَتْمِ وَتُقَوِّيهِ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض۔

(مدارک برحاشیہ خازن، ص ۴۷۰ ج ۳)

اس لئے اُن کے نزول سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور علاوہ عاصم کے سب قرار کے نزدیک بکسر التار بمعنی مہر کرنیوالا اور ختم کرنیوالا اور اسی معنی کی تائید کرتی ہو عبداللہ بن مسعودؓ کی قرارت ۔

اور علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب لدنیہ ص ۲۶۷ ج ۵ میں آیت مذکورہ کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَمِنْهَا (يَعْنِي مِنْ خَصَائِصِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ) أَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ كَمَا قَالَ تَعَالَى وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ أَيْ آخِرَهُمْ الَّذِيْ خَتَمَهُمْ أَوْ خُتِمُوْا بِهِ عَلٰى قِرَاءَةِ عَاصِمٍ بِالْفَتْحِ وَرَوَى أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ قِيْلَ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ يَكُوْنُ أَشْفَقَ عَلٰى أُمَّتِهِ وَهُوَ كَوَالِدٍ لَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ وَلَا يَقْدَحُ نُزُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَهُ لِأَنَّهُ يَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِهِ مَعَ أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ آخِرُ مَنْ نُبِّئَ۔

(زرقانی شرح مواہب ص ۲۶۷ ج ۵)

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپؐ سب انبیار اور رُسُل کے ختم کرنیوالے ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ " یعنی آخرالنبیین جس نے انبیار کو ختم کیا یا وہ جس پرانبیار ختم کئے گئے، اور یہ معنی عاصم کی قرارت یعنی بالفتح پڑھنے کے وقت ہیں اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم نے باسناد صحیح حضرت انسؓ سے روایت کیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رسالت و نبوت منقطع ہوچکی، نہ میرے بعد کوئی رسول ہو اور نہ نبی، کہا جاتاہے کہ جس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو وہ اپنی امت کے لئے زیادہ شفیق ہوگا اور مثل اس باپ کے ہے کہ جس کی اولاد کے لئے اس کے بعد تربیت اور نگرانی کرنے والا نہ ہو، اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے ختمِ نبوت پر کوئی اعتراض

نہیں ہوسکتا ، اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے ، علاوہ بریں ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ آپ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے اور ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی بن چکے ہیں ۔

اور ابو حیانؒ اپنی عظیم الشان تفسیر بحر محیط ص ۲۳۶ ج ۷ میں اسی مضمون کی حرف بحرف تائید فرماتے ہیں ۔

اسی طرح علامہ ابو السعودؒ اپنی تفسیر میں بعینہٖ یہی مضمون بیان فرماتے ہیں ، دیکھو تفسیر ابو السعود برحاشیہ تفسیر کبیر ، ص ۷۸۸ ، ج ۶ ۔

اور علامہ احمد صاحب معروف بملّا جیونؒ دہلوی ، استاذ عالمگیر اپنی تفسیر احمدی میں بھی یہی فرماتے ہیں ۔

اور قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جس قدر وضاحت اور صفائی کے ساتھ ہمارے دعوے کو ثابت فرمایا ہے وہ بھی خصوصیت کے ساتھ قابلِ ملاحظہ ہے ، وہو ہذا :-

وَمَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ لِنَفْسِهٖ اَوْ جَوَّزَ اكْتِسَابَهَا وَالْبُلُوْغَ بِصَفَاءِ الْقَلْبِ اِلٰى مَرْتَبَتِهَا كَالْفَلَاسِفَةِ وَالْغُلَاةِ الْمُتَصَوِّفَةِ وَكَذٰلِكَ مَنِ ادَّعٰى مِنْهُمْ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَدَّعِ النُّبُوَّةَ اَوْ اَنَّهٗ يَصْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَاْكُلُ مِنْ اَثْمَارِهَا وَيُعَانِقُ الْحُوْرَ الْعِيْنَ فَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ مُكَذِّبُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ اَخْبَرَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

" اور جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفائی قلب کے ذریعے نبوت کے مرتبہ تک پہنچنے اور اس کے حاصل کرنے کو جائز سمجھے مثل فلاسفہ اور حدود شریعت سے تجاوز کرنے والے مدعیین تصوف کے ، اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا جو یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور وہاں کے میوے کھاتا ہے اور حوروں سے معانقہ کرتا ہے پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں اس لئے کہ آپ نے

وَاَخْبَرَ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنَّہٗ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَاَنَّہٗ اُرْسِلَ اِلٰی کَافَّۃِ النَّاسِ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی حَمْلِ ھٰذَا الْکَلَامِ عَلٰی ظَاھِرِہٖ وَاَنَّ مَفْھُوْمَہٗ الْمُرَادُ بِہٖ دُوْنَ تَاوِیْلٍ وَّلَا تَخْصِیْصٍ فَلَا شَکَّ فِیْ کُفْرِ ھٰؤُلَآءِ الطَّوَائِفِ کُلِّھَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَّسَمْعًا۔

(شفاء مطبوعہ بریلی، ص ۳۶۲)

خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور خدا کی طرف سے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپؐ تمام عالم کے انسانوں کی طرف رسول ہیں، اور اُمت نے اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر محمل کیا جائے، اور اس پر کہ اس آیت کا نفسِ مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل و تخصیص کے، پس ان تمام فرقوں کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ قطعی طور سے اجماعاً اور نقلاً ثابت ہے۔"

اس ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر مکرر غور کیجئے کہ قادیانی دجل و فریب کو کس طرح مٹا یا گیا ہے، کہ لفظوں سے جو معنی ظاہر ہیں یعنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخر یہی معنی مراد ہیں، اور ان میں نہ ظلی اور بروزی مستثنیٰ ہیں اور نہ کوئی غیر تشریعی۔

اور تفسیر مراح لبید لکشف معنی القرآن المجید، جلد دوم میں بھی آیتِ مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَتَسْمِیَۃُ نَبِیِّنَا خَاتِمَ الْاَنْبِیَاءِ لِاَنَّ الْخَاتِمَ اٰخِرُ الْقَوْمِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ثُمَّ قَالَ وَنَفْیُ الْاَعَمِّ یَسْتَلْزِمُ نَفْیَ الْاَخَصِّ۔

(کلیات ابی البقاء، ص ۳۱۹)

"اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہنا اس لئے ہے کہ خاتم کے معنی آخر القوم کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اور نفی عام کی مستلزم ہے نفیِ خاص کے لئے یعنی آپؐ کے بعد نبوت کی نفی رسالت کی نفی کو مستلزم ہے۔"

اور شرح تعرف میں ابو ابراہیم بخاریؒ نے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر کر کے تصریح فرمایا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا (دیکھو شرح تعرف ص ۱۴ و ۱۵، ج ۱)

اور حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ جو علومِ ظاہرہ و باطنہ کے مسلّم امام ہیں اس آیت کی تفسیر میں ایک ایسا مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہوگیا تھا، اسی کے رد کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

اَنَّ الْاُمَّۃَ قَدْ فَہِمَتْ مِنْ ھٰذَا اللَّفْظِ اَنَّہٗ اَفْہَمَ عَدَمَ نَبِیٍّ بَعْدَہٗ اَبَدًا وَعَدَمَ رَسُوْلٍ بَعْدَہٗ اَبَدًا وَاَنَّہٗ لَیْسَ فِیْہِ تَاْوِیْلٌ وَّلَا تَخْصِیْصٌ فَکَلَامُہٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْھَذَیَانِ لَا یَمْنَعُ الْحُکْمَ بِتَکْفِیْرِہٖ لِاَنَّہٗ مُکَذِّبٌ لِّھٰذَا النَّصِّ الَّذِیْ اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی اَنَّہٗ غَیْرُ مُاَوَّلٍ وَّلَا مَخْصُوْصٍ۔

(کتاب الاقتصاد للامام الغزالیؒ)

”خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہو اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس و ہذیان ہے، اور یہ تاویل اس کے اُوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی، کیونکہ وہ اس نصِ صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق اُمتِ محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل تخصیص نہیں ہے۔“

آیت خاتم النبیین میں تاویل کرنیوالا قتل کیا گیا

امام حدیث علامہ شاطبیؒ جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور و معروف امام ہیں اپنی کتاب اعتصام میں ان لوگوں کی ایک مختصر فہرست شمار کرتے ہیں، جنھوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور باتفاق و باجماعِ اُمّت ان کو کافر و مرتد واجب القتل سمجھا گیا (دیکھو اعتصام، ص ۲۶۳ ج ۲)۔

اسی سلسلہ میں امام موصوف نے فازازی نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور بہت سے ایسے امور دکھلائے جو کرامت و خارق عادت سمجھے جاتے ہیں، عوام ہر زمانہ میں عجائب پرست ہوتے رہے ہیں، اُس وقت بھی ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی، یہ بھی مرزائی قادیانی کی طرح اتباعِ قرآن کا مدعی تھا، اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین میں ایسی تاویلات شروع کیں جن کے ذریعہ کسی نبی کی گنجائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکل آئے، مگر باتفاقِ

علماء وقت اس کا دعویٰ اور تاویلات سب کفر والحاد قرار دی گئی، اور اُس زمانہ کے امام معتدر شیخ المشائخ ابو جعفر ابن زبیر رحمہ اللہ کے فتویٰ پر اس کو قتل کر دیا گیا۔
(کتاب الاعتصام للشاطبی ج ۲ ص ۲۶۲)

اس واقعہ نے بھی اس پر مہر کر دی کہ علماء امت آیتِ مذکور میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص کرنے کو بھی کفر والحاد قرار دیتے ہیں۔

چند اوہام اور ان کا ازالہ آیت خاتم النبیین کی مذکورہ بالا مفصل ومبرہن تفسیر کے بعد اگرچہ کسی مسلمان بلکہ کسی سلیم الطبع منصف انسان کو کسی وہم وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی، لیکن دنیا میں ہمیشہ وہ لوگ بھی ہوتے رہے ہیں، جن کو اپنے اوہام کے مقابلہ میں کوئی روشن دلیل کارگر نہیں، بغض وعناد کی دیوار اُن کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے حجاب بن جاتی ہے۔

اور اس سے زیادہ قابلِ تعجب یہ کہ اپنی شپرہ چشمی کو آفتاب کا عیب قرار دینے لگتے ہیں، اور اپنی کج فہمی کو دلیل کا قصور بتانے لگتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور آیت خاتم النبیین بھی ان حضرات کی دست درازیوں سے نہ بچی، ہر صورت سے آیت کی تحریف پر زور مارے اور قرآن وحدیث اور اقوال صحابہؓ وتابعینؒ اور قواعدِ لغت کے خلاف احتمالات ایجاد کئے۔

چونکہ مرزائی فرقہ کی چرب لسانی اور مکر وفریب کی ملمع سازی نے ان شبہات کو عوام کے سامنے ایک خوبصورت رنگ میں پیش کیا ہے، جس سے ناواقف لوگوں کے اشتباہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے مناسب ہے کہ اس کے ساتھ ہی اُن شبہات کی بھی قلعی کھول دی جائے، وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا یَصِفُوْنَ۔

پہلا شبہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام جو متفق علیہ نبی ہیں کیسے آسکتے ہیں حالانکہ اُن کا آخر زمانہ میں آنا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ اور قرآن وحدیث کا صریح مدلول ہے۔ غرض یا ختم نبوت سے انکار کیجئے اور یا نزول مسیح سے ہاتھ اٹھائیے۔

یہ وہ شبہ ہے جو فرقۂ مرزائیہ کا مایۂ ناز اور کارگذار حربہ سمجھا جاتا ہے، خود مرزا صاحب اور ان کے اذناب نے اس کو لاینحل معمہ اور ناواقف عوام کے راستہ سے ہٹانے

کے لئے ایک خوش نما تدبیر سمجھ کر مختلف مواقع میں پیش بھی کیا ہے۔

جوابِ شبہ ا | اوّل خاتم النبیین اور آخر النبیین کے معنی از روئے لغت و محاورات عرب یہ ہوتے ہیں کہ آپؐ وصفِ نبوت کے ساتھ (اس عالم میں) سب سے آخر میں متصف ہوئے، جس کا حاصل صرف یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہ دی جائے گی، اور اس وصفِ نبوت کے ساتھ آئندہ کوئی شخص متصف نہ ہو سکے گا، نہ یہ کہ آپؐ سے پہلے تمام انبیاء وفات پا گئے ہوں، کلامِ عرب کی صدہا نظائر اس کی شہادت کے لئے موجود ہیں، مثلاً کہا جاتا ہے:۔

آخِرُ الْاَوْلَادِ یا خَاتِمُ الْاَوْلَادِ تو باتفاقِ اہلِ عربیت اور باجماعِ عقلاءِ دنیا اس کے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں کہ یہ بچہ سب سے آخر میں پیدا ہوا، اس کے بعد کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی، نہ یہ کہ اس سے پہلی تمام اولاد اور سب بچوں کا صفایا ہو چکا، اور سب مر چکے، چنانچہ خود مرزا صاحب تریاق القلوب میں اس کو تسلیم کرتے ہیں، جس کی عبارت مع حوالہ عنقریب آتی ہے۔

اسی طرح بولا جاتا ہے خَاتِمُ الْمُهَاجِرِيْنَ تو کسی عقلمند انسان کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ پہلے تمام مہاجرین مر چکے، بلکہ ہر تمیز دار بچہ بھی اس کے یہی معنی سمجھتا ہے کہ اس شخص نے سب سے آخر میں ہجرت کی، اور وصفِ ہجرت اس کے ساتھ سب سے آخر میں لگا، اب کسی پہلے مہاجر کا دنیا میں باقی رہنا یا آنا اس کے کیا مخالف ہو سکتا ہے۔

اسی طرح آخِرُ الْجَالِسِيْنَ، آخِرُ الرَّاحِلِيْنَ، آخِرُ الرَّاكِبِيْنَ، آخِرُ الذَّاهِبِيْنَ، آخِرُ الْقَادِمِيْنَ، آخِرُ الْفَاتِحِيْنَ، آخِرُ الْمَسَاجِدِ وغیرہ کلمات میں کسی کو یہ وہم بھی نہیں گزرتا کہ جو لوگ وصفِ مضاف الیہ کے ساتھ پہلے متصف ہو چکے ہیں وہ اس آخر اور خاتم کے آنے سے لقمۂ موت ہو گئے، بلکہ ان سب کلمات اور ان کی امثال میں ہمیشہ آئندہ کے لئے وصفِ مضاف الیہ کا انقطاع مراد ہوتا ہے اور بس، اور اسی لئے اگر کسی شخص کو آخر الجالسین یا خاتم الجالسین کہا جاتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ شخص سب سے آخر میں بیٹھا، نہ یہ کہ پہلے بیٹھنے والے سب مر گئے، اور آخر الراحلین کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس شخص نے آخر میں سفر کیا، نہ یہ کہ

پہلے سفر کرنے والے سب مر گئے، اور اب اُن کا دنیا میں باقی رہنا یا اپنے وطن میں آنا محال ہے، پھر معلوم نہیں کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین سے یہ کیسے سمجھا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی، اور عیسٰی علیہ السلام کا اب دنیا میں آنا آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف ہے۔

اس لفظ کے تمام نظائر مذکورہ کی طرح اس کے بھی یہی معنی کیوں نہیں لئے جاتے کہ آپؐ سب انبیاء کے بعد متصف بالنبوۃ ہوئے، اور آپؐ کے بعد کسی شخص کو یہ عہدۂ نبوت نہیں دیا جائے گا، اور ظاہر ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کو آپؐ کے بعد عہدۂ نبوت نہیں ملا، بلکہ آپؐ سے پہلے مل چکا ہے، اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں۔

پھر نہیں معلوم کہ آپؐ کے خاتم النبیین اور آخر النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت کے لئے درخواست کی، آپؐ نے فرمایا:۔

يَا عَمِّ أَقِمْ مَكَانَكَ أَنْتَ بِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ كَمَا خَتَمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (رواہ	"اے میرے چچا اپنی جگہ ٹھیرے رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کردی ہے، جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کر دیا۔"

الطبرانی و ابونعیم و ابویعلیٰ و ابن عساکر و ابن النجار)

دیکھئے خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو ختم ہجرت کی تمثیل میں پیش فرما کر بحث کا خاتمہ فرما دیا۔

کسی ادنیٰ سمجھ بوجھ والے آدمی پر بھی یہ بدگمانی نہیں کی جا سکتی کہ وہ حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے کو اُن سے پہلے مہاجرین کے دنیا میں باقی رہنے کا مخالف و معارض سمجھے، یا حضرت عباسؓ پر ختم ہجرت کا یہ مطلب قرار دے کہ اُن سے پہلے مہاجرین سب مر چکے۔

پھر ختم نبوت اور خاتم النبیین ہی میں نہ معلوم کس راز کی بناء پر یہ معنی لئے

جاتے اور خواہ مخواہ اس کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مخالف بتایا جاتا ہے، کیا اس کی وجہ یہی نہیں کہ خاتم النبیین کے صحیح معنی سے مرزا صاحب کی مخترعہ نبوت کو ٹھیس لگتی اور ختم ہجرت کے کچھ معنی ہوں اُن کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۂ کریمہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ کی تفسیر میں فرمایا:

كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ	"میں خلقت میں سب انبیاء سے پہلے
وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ (ذكره	اور بعثت میں سب کے آخر میں ہوں"

ابن کثیر فی تفسیرہ ص ۴۷۰ ج۸ عن ابن حاتم وابن مردویہ وابی نعیم والدیلمی وابن عساکر وابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن سعد)

اس حدیث نے بھی خاتم النبیین کے معنی کو بالکل صاف کر دیا کہ مراد یہ ہے کہ آپؐ کی بعثت دنیا میں سب سے آخر میں ہوئی، نہ یہ کہ آپؐ سے پہلے سارے انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے، لہذا آپؐ کا خاتم النبیین ہونا کسی وجہ سے نزولِ مسیح علیہ السلام کا معارض نہیں ہو سکتا۔

(۴) ابھی عنقریب بروایت ابوہریرہؓ گذر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک محل بالکل تیار ہو صرف ایک اینٹ کی کمی باقی ہو، اور پھر وہ اینٹ لگا دی جائے تو نبوت کا محل پہلے تیار ہو چکا تھا، اس میں ایک اینٹ کی کمی باقی تھی جس کو پورا کرنے کے لئے میں بھیجا گیا" (رواہ البخاری ومسلم وغیرہ من اصحاب السنن)

اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا صرف یہی مطلب ہے کہ آپؐ کی بعثت سب انبیاء کے بعد ہوئی، نہ یہ کہ آپؐ سے پہلے تمام انبیاء کی وفات ہو چکی، جیسا کہ خاتمہ کی اینٹ کے لئے دوسری اینٹوں کا معدوم ہو جانا ضروری نہیں، بلکہ متصور بھی نہیں، اسی طرح خاتم النبیین کے لئے پہلے سب انبیاء کی موت ضروری نہیں۔

(۵) اور ترمذی نے بروایت حضرت انسؓ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (رواہ الترمذی وقال حدیث صحیح)۔

بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی پس میرے بعد کوئی رسول اور نہ کوئی نبی۔

اس حدیث میں نبی و رسول کے بجائے وصفِ نبوّت و رسالت کا انقطاع ذکر کر کے اس بات کو پوری طرح واضح کر دیا گیا کہ ختم نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہونا منقطع ہو گیا پہلے انبیاء کا باقی رہنا یا کہیں دنیا میں آنا کسی طرح ختم نبوّت کے منافی نہیں ہے۔

⑥ اُمّ کرزؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (رواہ ابن ماجہ)

"نبوت چلی گئی اور اچھے خواب باقی رہ گئے"

اس میں بھی وصفِ نبوّت کا خاتمہ بیان کر کے ختم نبوت کے وہی معنی واضح کر دیئے گئے کہ آئندہ کو وصفِ نبوت کا انقطاع ہو گیا مگر یہ کسی پہلے نبی کے باقی رہتے یا آنے کا مخالف نہیں۔

⑦ حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ؟ انھوں نے فرمایا :-

اٰخِرُ وَلَدِكَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ (رواہ ابن عساکر)

"انبیاء میں سے آپ کے آخر اولاد ہیں"

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپؐ انبیاء میں سے آخر اولاد ہیں، اور کسی انسان کے نزدیک آخر الاولاد کا مفہوم پہلی اولاد کے مرجانے کو مقتضی نہیں اور نہ ان میں سے کسی کے باقی رہنے کا معارض، لہذا آپ کا آخر الانبیاء و خاتم الانبیاء ہونا نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے کسی طرح مخالف نہیں ہو سکتا۔

⑧ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتِمُ الْمَسَاجِدِ (رواہ مسلم)

"میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم المساجد"

مراد یہ ہے کہ میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے، جیسا کہ دیلمی اور ابن نجار

اور بزار کی روایتوں میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔

یہ حدیث مسئلۂ زیر بحث میں درحقیقت ایک ناطق فیصلہ ہے، کیونکہ خاتم المساجد الانبیاء کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ آپؐ کے وجود کے بعد کسی پہلے نبی کی مسجد باقی نہ رہے گی، انبیاء سابقین کی متعدد مسجدیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھیں اور آج تک موجود ہیں، پھر خاتم المساجد کے اگر یہ معنی ہوں گے کہ پہلے انبیاء کی سب مسجدیں فنا ہوچکیں تو بتلاؤ کہ آپؐ کا یہ فرمان کیسے درست ہوگا، اور جب خاتم المساجد مساجد سابقہ کے بقاء کی مخالف نہیں تو خاتم الانبیاء کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا نزول کے کیوں معارض ہوں گے، بلکہ جس طرح خاتم المساجد کے معنی اس کے سوا نہیں کہ آپؐ کے بعد کسی نبی جدید کی مسجد تیار نہ ہوگی اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی اس کے سوا نہیں کہ آپؐ کے بعد عالم میں کسی شخص کو عہدۂ نبوت نہ دیا جائے گا۔

(۹) آیت مذکورہ کی تفسیر کے ذیل میں ائمۂ تفسیر کے اقوال ابھی گذر چکے ہیں جن میں خود نزولِ مسیح کا سوال اٹھایا گیا اور پھر وہی جواب دیا گیا ہے جو ہم نے بوجوہِ مذکورۃ الصدر پیش کیا ہے جن میں سے بالخصوص حضراتِ ذیل کی تفسیریں مکرر ملاحظہ فرمائیں:

سید محمد آلوسی، صاحب رُوح المعانی؛ زمخشری، صاحب کشاف؛
علّامہ نسفی، صاحب مدارک۔

(۱۰) اقراری ڈگری؛ جن حضرات کو قرآن و حدیث اور آثار صحابہؓ و تابعین اور اقوالِ سلف میں شفاء نہیں ملتی اور اُن کا قلب اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ مرزا صاحب کی وحی اور اُن کی تصانیف میں اُس کو نہ دیکھ لیں وہ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیں، تریاق القلوب، مصنفہ مرزا صاحب ص۱۵۶[1]

"ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بتمام و کمال دورۂ حقیقت آدمیت ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے"۔

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کاملِ انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہی معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔

---

[1] روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹۔

جس سے دو فائدے حاصل ہوئے ، اول تو یہ کہ ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں، خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، اور مسیح علیہ السلام آپؐ کے پہلے پیدا ہو چکے ہیں۔

دوسرے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے۔

تیسرے یہ بھی متعین ہو گیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ اس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے ، ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا اور اس بنا پر مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے (تلک عشرۃ کاملہ)

دوسرا شبہ | جس کو مرزا صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں اور ان کے اذناب نے اپنی تحریروں تقریروں میں نہایت پُر زور دعوے کے ساتھ پیش کیا ہے یہ کہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنیٰ "مُہر" ہے اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی مہر و تصدیق سے انبیاء بنیں گے۔

جواب شبہ | آزادی کا زمانہ ہے، ہر بددین کے ہاتھ میں قلم اور سامنے لاوارث قرآن ہے ، جس کا جس طرح جی چاہتا ہے اس کے مطلب پر حکومت کرتا ہے اگر خود خداوند عالم نے اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو بعید نہ تھا کہ یہ بے خوف بہادر اس کی لفظی و معنوی تحریف میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے۔

کیا قہر نہیں ہے کہ ایک شخص قرآن کی آیت کے معنی قواعدِ لغت کے خلاف اور خود تصریحاتِ قرآن کے خلاف اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد احادیث نبویہ کے خلاف اور سیکڑوں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کے خلاف صاف صاف علی الاعلان بیان کرتا ہے ، اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ کہاں سے کہتا ہے۔

مسلمان ہیں کہ ہنس ہنس کر سنتے ہیں، کیونکہ جانتے ہیں کہ قرآن کی یہ تفسیر بو یا دوسری بمارا کیا جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمیشہ یہ صورت رہنے والی نہیں بلکہ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ (عنقریب وہ نادم و شرمندہ ہوں گے)۔

مسلمانو ! اگر تم نے خدائے قدوس کے کلام متین کی تحریف کو ٹھنڈے دل سے سُنا اور قرآن کو لاوارث سمجھ کر چھوڑ دیا تو یاد رہے کہ خدائے علیم و خبیر

اس کو اس طرح نہ چھوڑے گا، اس نے کلام پاک کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، جو شخص اس کی حفاظت پر دست درازی کرے اس کو عذاب خداوندی سے بچنے کے لئے کوئی قلعہ بنا لینا چاہیئے، لیکن لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔

اگر مرزا صاحب اور انکی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغتِ عرب اور قواعدِ عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مُہر سے انبیاء بنتے ہیں، لغتِ عرب کے طویل و عریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں، یا کسی ایک لغوی اہلِ عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔

اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابنِ نبی کے اس کی ایک نظیر کلامِ عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔

خود مرزا صاحب نے جو برکات الدعاء صفحہ ۱۴، ۱۵[1] میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیثِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا اقوال صحابہ رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں، تو خدارا خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو احادیث نبویہ کے اتنے وسیع و عریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی، کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ

۵　　نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اُن سے　　؎　　یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

چیلنج | اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہؓ و تابعینؒ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ

---

[1] روحانی خزائن ج ۶ ص ۱۷ تا ص ۲۰۔

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی مُہر سے انبیاء بنتے ہیں، تو ہم سے پانچ سو روپے نقد انعام وصول کر سکتے ہیں ؎

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

اگر واقع میں اُن کی بیان کردہ تفسیر قرآن کی تحریف نہیں، اور مذکورۃ الصدر اصولِ تفسیر میں اُن کا کوئی پتہ ہے تو آئیں، اور پانچسو روپے وصول کریں۔

لیکن میں بحول اللہ و قوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک بھی پیش نہ کر سکیں گے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہؐ کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کے صاف صاف آثار سلف صالحین اور ائمۂ تفسیر کے کُھلے کُھلے بیانات اور لغتِ عرب اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں، اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں بوجوہ ذیل باطل ہیں۔

۱ــــ اوّل اس لئے کہ یہ معنی محاوراتِ عرب کے بالکل خلاف ہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اُس کی مُہر سے قوم بنتی ہے، اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی مُہر سے مہاجرین بنتے ہیں، اسی طرح خاتم الاولاد کا بھی یہ مفہوم ہو کہ اس کی مُہر سے اولاد بنتی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ کوئی سمجھدار انسان بلکہ ادنیٰ تمیز والا بچہ بھی ان کلمات کے یہ معنی نہیں کر سکتا، پھر نہ معلوم کہ خاتم النبیین کے یہ معنی کیسے اور کہاں سے ہو گئے، حالانکہ مرزا صاحب نے خاتم الاولاد کے جو معنی تریاق القلوب میں لکھے ہیں وہ خود اس کے خلاف ہیں۔

۲ــــ قرآن مجید کی تقریباً سو آیتیں اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہیں جن کو انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائے گا، علاوہ بریں خود اس آیت کی دوسری قرات جو حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کی گئی ہے مرزا صاحب کی اس تحریف کی تکذیب کے لئے کافی ہے، کیونکہ ان کی قرات میں بجائے لفظ خاتم النبیین کے ختم النبیین بصیغۂ ماضی واقع ہے،

جس میں مرزا صاحب کی تحریف کا نام و نشان نہیں رہتا۔

۳ــــ یہ تحریف اُن احادیث متواترہ کے بھی خلاف ہے جو اعلیٰ درجہ کی وضاحت و صراحت کے ساتھ اعلان کر رہی ہیں کہ آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

۴ــــ یہ تفسیر اس کے بھی خلاف ہی جو صحابہ کرامؓ سے منقول ہو چکی ہے۔

۵ــــ ائمہ تابعین اور پھر تمام ائمۂ مفسرین سے جو اس آیت کی تفسیر عنقریب نقل کی گئی ہی، یہ تحریف اُن سب کے بھی خلاف ہے۔

جس تفسیر کا یہ حال ہو کہ قواعدِ لغت اور نصوصِ قرآن و حدیث اور تصریحاتِ صحابہؓ و تابعین سب ہی کے خلاف ہو تو اگر وہ بھی قرآن کی تحریف اور افترار علی اللہ نہیں ہے تو پھر کوئی بڑی سے بڑی تحریف بھی تحریف کہلانے کے قابل نہ ہوگی، بلکہ ہر پاگل کی بکواس کو تفسیر قرآن ماننا پڑے گا۔

شبہ | مرزائی اوہام اور مذبوحی حرکات بھی ایک عجیب تماشہ ہیں اور بتلا رہی ہیں کہ "يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا" یعنی اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے بہت سے لوگوں کی گمراہی پختہ کر دیتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔

اپنے خیالات و اوہام کو قائم رکھنے کے لئے اگر ایک طرف آیاتِ قرآنیہ کی تحریف اُن کے نزدیک ایک آسان بات ہے (وَهُوَ عِنْدَ اللهِ الْعَظِيمُ[1]) تو دوسری جانب اُن کو اس کی بھی پروا نہیں کہ اپنے کلام میں تناقض و تعارض ہوا جاتا ہے، کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ، کہیں کچھ تاویل (بلکہ تحریف) ہے، اور کہیں کچھ، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

انہی متفاوت و متہافت اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے[2] کہ النبیین کا الف لام عہدِ خارجی یا ذہنی کے لئے ہو اور معہود و مراد انبیاء تشریعی ہیں، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء تشریعی کے خاتم اور آخر ہیں، نہ مطلقِ انبیاء کے لیکن، ع

آرزوؤں سے بنا کرتی ہیں تدبیریں کہیں

اگر عہد خارجی ہے تو معہود کلامِ سابق میں مذکور ہونا چاہئے، اور کلامِ سابق میں

---

[1] اور وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے ۱۲ [2] جو بہت سے مرزائی مبلغین کی تقریر میں سنا گیا ۱۲ منہ

تو کہیں خاص انبیاء تشریعی کا ذکر نہیں، اگر ہے تو کہاں ہے، اور کون سے قرآن میں ہو؟ ہاں جو نیا قرآن قادیان کے قریب اُترا اور جس کی آیات میں سے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ ہے، اس میں ہو تو ہو، ورنہ نبی عربیؐ نے جو قرآن اُمت کو دیا ہے اس میں کہیں پتہ نہیں، بلکہ اگر ذکر ہے تو مطلق انبیاء کا ذکر ہے، پڑھو آیت اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ الخ " یعنی وہ انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتے ہیں " ظاہر ہے کہ پیغام خداوندی کا پہنچانا نفسِ نبوت کے لئے ضروری ہو اور ہر نبی خدا کا پیغمبر ہے نہ کہ فقط انبیاء تشریعی۔

الحاصل عہد خارجی کی تو کوئی صورت نہیں، اسی طرح عہد ذہنی کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ در حقیقت بحکم نکرہ ہوتا ہے (دیکھو مطول و مختصر وغیرہ) اور اسی لئے عہد ذہنی اس وقت مراد لیا جا سکتا ہے جبکہ استغراق مراد نہ ہو سکے، جیسے اَکَلَهُ الذِّئْبُ (اس کو بھیڑیئے نے کھا لیا) تو ظاہر ہے کہ تمام دنیا بھر کے بھیڑیوں نے اُس کو نہیں کھایا اس لئے استغراق مراد نہیں ہو سکتا، اور کوئی خاص بھیڑیا بھی کلام میں ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے بالآخر عہد ذہنی مراد ٹھیرا، بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں بلا تکلف استغراق درست ہے جیسا کہ آپ اس تحریر میں بارہا معلوم کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | خاتم النبیین کے معنیٰ میں مرزائیوں نے جو جدت طرازیاں اختیار کی ہیں اُن میں یہ بھی کہا گیا ہو کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے، جیسا کہ اس کی دوسری نظائر، خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے، کسی کے نزدیک اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس ابلہ فریب تقدیر پر خوش ہیں، لیکن حقیقت میں یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا کرشمہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین، خاتم المحققین وغیرہ انسان کا کلام ہو جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے

لہ یعنی مرزا صاحب کی وحی ہوتی ہے کہ ہم نے اتارا قرآن کو قریب قادیان کے ۱۲ منہ

اور کتنے مریں گے، اور کتنے عالم ہوں گے اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ پھریں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جاویں تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے، ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔

لیکن کیا خلاقِ عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے۔ پس جب علیم و خبیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری معنی مراد نہ لئے جائیں جو کہ بلا تکلف بنتے ہیں، اور ان کو چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ایک سو آیات نے واضح طور پر بتلا دیئے ہیں جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح کی ہے جس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا، اور پھر اجماعِ صحابہ اور اقوالِ سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر مُہر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو، عجب ہے کہ خود متکلم جل مجدہٗ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے، اور پھر اس کے رسولؐ جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابۂ کرام اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنے کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے، اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق چند جملے یہ ہیں:۔

وَلَیْسَ فِیْہِ تَاوِیْلٌ وَّلَا تَخْصِیْصٌ وَمَنْ اَوَّلَہٗ بِتَخْصِیْصٍ فَکَلَامُہٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْھَذْیَانِ لَا یَمْنَعُ الْحُکْمَ بِتَکْفِیْرِہٖ لِاَنَّہٗ مُکَذِّبٌ لِھٰذَا النَّصِّ الَّذِیْ اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی اَنَّہٗ غَیْرُ مُأَوَّلٍ وَّلَا مَخْصُوْصٍ۔ (کتاب الاقتصاد للامام الغزالیؒ)	"آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص کی تاویل کرے اس کا کلام ہذیان کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر کہنے سے نہیں روک سکتی کیونکہ وہ اس آیت کی تکذیب کر رہا ہے، جس کے متعلق امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ وہ مأوّل یا مخصوص نہیں ہے۔"

لیکن مرزائی ہیں کہ وہ اپنی "مرغے کی ایک ٹانگ" ہانکے چلے جا رہے ہیں ؎

سرِ خدا کہ عارفِ زاہد کسے نگفت　　در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماعِ صحابہ اور اقوالِ سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حق نہیں کہ اس لفظ کو خاتم المحققین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و منقول تفسیر کو بدلے۔

شبہ خاتم النبیین میں خاتم بمعنی نگینۂ انگشتری لے کر زینت مراد لیا جائے، اور کلام کے معنے یہ ہوں کہ آپؐ سب انبیاء کی زینت ہیں، اور اس صورت میں آیت کو ختمِ نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔

جوابِ شبہ لیکن جب ہم اس کو اصولِ تفسیر پر پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض قرآن پر افترا ہے، اس کی ہرگز وہ مراد نہیں۔

۱۔۔۔ اوّل تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنے زینت مراد لینا مجازی معنی ہیں، اور جبکہ اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسبِ تصریحات علماءِ لغت و بلاغت و اصول، معنی مجازی کی طرف جانے کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۔۔۔ آیت مذکورہ کی جو تفسیر ہم نے قرآن مجید کی آیات اور خود اسی آیت کی دوسری قرارت سے پیش کی ہے یہ اس کے خلاف ہے، جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

۳۔۔۔ احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔

۴۔۔۔ یہ تفسیر اجماع اور آثارِ سلف کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ہم نے اُوپر مفصل عرض کیا ہے۔

۵۔۔۔ ائمۂ تفسیر کی شہادتیں بھی اس کے خلاف ہیں۔

پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنے تسلیم کر سکتا ہے جو قواعدِ عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحاتِ قرآن مجید کے بھی، احادیثِ متواترہ اور آثار سلف بھی اس کو رَد کرتے ہوں اور ائمۂ تفسیر بھی۔

اور اگر اسی طرح ہر کس و ناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی معنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں اقیموا الصلوٰۃ وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درود بھیجنا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظِ صلوٰۃ کے لغوی معنیٰ ہیں۔

اسی طرح آیۂ کریمہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وغیرہ جن میں روزہ کی فرضیت ثابت ہے، اس کا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رُک جاؤ، کیونکہ لغتِ عرب میں صوم کے حقیقی معنیٰ صرف رُک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنیٰ اگر احادیث اور آثار سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا صاحب اور اُن کے اذناب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی، بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مِل جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لیکن آیاتِ مذکورہ میں صوم و صلوٰۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے اُن کے اصلی معنیٰ لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ قرآن عزیز کی دوسری آیات اور احادیث متواترہ اور آثارِ سلف سے جو تعبیر ان کی ثابت ہے اس کے خلاف ہے، اور اگر آج کوئی اُن آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرانا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل و عالم یہی جواب دے گا ؎

اسیرت نخواہد رہائی زبند　؎　شکارت نخواہد خلاص از کمند

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہو سکتا ٹھیک اسی طرح اگرچہ خاتم بمعنی زینت مجازاً مراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال نصوص قرآن وحدیث اور تفاسیر سلف کے خلاف ہے اس لئے اسی طرح مردود اور ناقابلِ قبول ہوگا، جس طرح صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ وغیرہ ارکانِ دین کے مشہور لغوی معنی لینا باتفاق مردود ہیں۔

شبہ | خاتم النبیین میں الف لام[1] استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ عرفی کے لئے ہے، اور مراد یہ ہے کہ آپؐ انبیاء تشریعی کے خاتم ہیں نہ مطلقاً انبیاء کے جیسا کہ آیۂ کریمہ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّيْنَ باتفاق بطور استغراق عرفی نبیین سے صرف وہ بعض انبیاء مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے زمانہ میں موجود تھے اور قتل کئے گئے۔

جواب شبہ | ہماری گذشتہ عرضداشت کو تھوڑے سے غور کے ساتھ پڑھنے والا بلا تکلف سمجھ سکتا ہے کہ یہ بھی اُنہی تحریفات میں سے ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

۱ـــــ اول اس وجہ سے کہ باتفاق علماء عربیت واصول استغراق عرفی اس وقت مراد ہوتا ہے جب کہ استغراق حقیقی درست نہ ہو جیسا کہ ہم النبیین کی لغوی تحقیق کے ذیل میں مفصل بیان کر چکے ہیں، اور مسئلہ زیر بحث میں بلا تکلف استغراق حقیقی بن سکتا ہے، یعنی ختم کرنے والے تمام انبیاء کے۔

۲ـــــ دوم اس وجہ سے کہ استغراق عرفی اس وقت مراد ہو سکتا ہے جبکہ عرف وعادت اس کی تخصیص کا قرینہ ہوں، اور عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ ہو سکتے ہوں، جیسے جَمَعَ الْأَمِيْرُ الصَّاغَةَ کیونکہ عرفاً وعادۃً تمام دنیا کے سناروں کا جمع کرنا

---

[1] الف لام استغراق حقیقی اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد بے کم وکاست مراد ہوں مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے، اس سے اس کے تمام افراد مراد ہیں یعنی عالم تمام غائبات کا، اور استغراق عرفی میں تمام افراد مراد نہیں ہوتے جیسے جَمَعَ الْأَمِيْرُ الصَّاغَةَ یعنی بادشاہ نے سناروں کو جمع کیا، پس صاغہ جس پر الف لام داخل ہے اس کے تمام افراد مراد نہیں بلکہ صرف اپنے شہر کے یعنی اپنے شہر یا قلمرو کے سناروں کو جمع کیا، اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے ۱۲ منہ

دشوار ہے۔ نیز عرف میں جب کبھی اس قسم کے کلمات بولے جاتے ہیں، تو اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سُنار مراد ہوتے ہیں، نہ ساری دنیا کے، بخلاف آیت مذکورہ وخاتم النبیین کے کہ اس میں نبیین کی تخصیص کا عرفاً وعادتاً کوئی قرینہ نہیں، خاتم النبیین کے بلاتکلف استغراقِ حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپؐ تمام انبیاء کے ختم کرنیوالے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی چھوڑ کر بلادلیل وقرینہ اور بلاوجہ استغراقِ عرفی کی طرف جائیں اور مطلق نبیین کو صرف انبیاء تشریعی کے ساتھ مقید کر دیں۔

باقی رہا کہ آیۂ کریمہ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ کو اپنے دعوے کی شہادت میں پیش کرنا اگر اس جگہ لام کو استغراقِ عرفی کے لئے تسلیم بھی کرلیا جائے تب بھی ہم عرض کرچکے ہیں کہ جب استغراقِ حقیقی نہیں بن سکتا تو پھر استغراقِ عرفی کی طرف جاتے ہیں، اور اس آیت میں بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ یقتلون النبیین کا الف لام استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہوسکتا، ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے، حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہوسکتی، بلکہ بالکل کذب محض ہوگی، کیونکہ اوّل تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان سے پہلے گذر چکے تھے، اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے، پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء موجودین کو بلا استثناء قتل ہی کرڈالا ہو، بلکہ قرآنِ عزیز ناطق ہے فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ، جس نے صاف طور سے اعلان کردیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین

ع اس جگہ یہ بات بھی قابل یادداشت ہے کہ یہ تحریف اگر خدانخواستہ چل بھی جائے، اور آیت کی مُراد بفرضِ محال یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انبیاء تشریعی کے ختم کرنے والے ہیں تب بھی مرزا صاحب اس آیت کی مخالفت سے باہر نہیں ہوسکتے، کیونکہ انہوں نے اپنی بہت سی تصانیف میں نبوت تشریعی اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یقین کے لئے دیکھو اربعین صفحہ ۴ و ۶[1] جس میں کھلے لفظوں میں صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹[2] کی عبارت اور تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰[3] کی عبارت کا مجموعہ آپ کی تشریعی نبوت کا صاف شاہد ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

---

[1] روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵۔ [2] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۸۵۔ [3] ایضاً ج ۱۵ ص ۴۳۲۔

کو بھی قتل نہیں کیا، اس اعلان کے بعد بھی اگر وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ کے الف لام کو استغراق حقیقی کے لئے رکھا جاوے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اس کی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم اس کو غلط ٹھیرائے گا۔

آیت کریمہ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ میں اگر استغراقِ حقیقی مراد لیا جائے گا تو آیت کا مضمون (معاذ اللہ) بالکل کذب صریح اور غلط فاحش ہو جائے گا جس کو مشاہدہ جھٹلا چکا ہے، پس اس آیت میں جب آفتاب کی طرح یہ بات روشن ہو گئی کہ استغراق حقیقی مراد نہیں ہو سکتا اس وقت استغراقِ عرفی قرار دیا گیا۔

بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس کے معنی استغراق حقیقی لیکر بلا تامل درست ہیں، یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے، اور اگر اسی طرح بے وجہ استغراق عرفی جہاں چاہیں مراد لے سکتے ہیں تو کیا ہمارے مہربان آیۂ کریمہ

وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ (سورۂ بقرہ پ۲)	"لیکن نیک شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر"

میں بھی یہی فرمائیں گے کہ النبیین کا الف لام استغراق عرفی کے لئے ہے، اور تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں، اور کیا آیت ذیل میں بھی اُن کے خیال میں استغراق عرفی ہی ہوگا:

فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ۔ (البقرہ پ۲)	"پس اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا"

اور کیا استغراقِ عرفی کے ساتھ آیت کے یہ معنی صحیح ہو جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا اور بعض کو نہیں۔

اسی طرح آیت ذیل میں:

وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا (آل عمران پ۳)	"اللہ تعالیٰ تم کو اس کا حکم نہیں کرتا کہ ملائکہ اور انبیاء کو رب بنالو"

کیا اس میں بھی استغراقِ عرفی کے ساتھ ہمارے مہربان آیت کا یہی مطلب بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کے رب بنانے کا حکم نہیں کرتا اور بعض انبیاء کے متعلق اس کا حکم فرماتا ہے، اور کیا یہ آیت کریمہ مِنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ میں بھی اُن کے خیال میں استغراقِ عرفی کے ساتھ بعض انبیاء مراد ہیں، اور آیہ کریمہ وَوُضِعَ الْکِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَآءِ میں بھی کہا جائے گا کہ بعض نبیین مراد ہیں، اسی طرح آیہ کریمہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ	"اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا، تا ختم آیت؛

میں بھی کیا ہمارے مجتہد صاحب استغراق عرفی ہی قرار دے کر یہ معنی بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نبیین سے عہد لیا؟ اور کیا ان کے نزدیک وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ میں بھی استغراق عرفی ہو سکتا ہے؟

الحاصل اگر اسی طرح ہر جگہ جہاں چاہیں استغراق عرفی مراد لینا جائز ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ آیت مذکورۃ الصدر میں جائز نہ ہو، علاوہ بریں آیات ذیل کی امثال میں بھی استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا؛

الحمد للہ رب العالمین ، غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، ھدی للمتقین ، واللہ محیط بالکفرین ، اعدت للکافرین ، انھا لکبیرۃ الاعلی الخاشعین ، وموعظۃ للمتقین ، واللہ علیم بالظالمین ، انہ لایفلح الظالمون، وھو ارحم الراحمین ـــــ والیٰ غیر ذلک من الآیات التی ھی غنیۃ عن التعداد۔

اور ان کی دوسری نظائر جن سے قرآن مجید کی ہر ہر سطر بھری ہوئی ہے، سب میں استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا، حالانکہ جس شخص کو عربی عبارت پڑھنے کا تھوڑا سا سلیقہ ہے وہ کسی طرح ان جیسی آیات میں استغراقِ عرفی کو جائز نہیں کہہ سکتا۔

اور اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کے امثال میں استغراق عرفی مراد نہیں لیا جا سکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النبیین میں استغراقِ عرفی مُراد لیا جائے۔

یا للعجب! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النبیین کی نظائر سے بھرا ہوا ہے، ان میں کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر اُن کو قیاس نہ کیا گیا، قیاس کے لئے ملی تو آیت وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ ملی، جس بداہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق

حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے، اور پھر خود قرآن کریم نے اس کا اعلان صاف صاف لفظوں میں کر دیا ہے۔

۳۔ سب سے زیادہ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعدِ عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں، اور آیت میں کسی طرح استغراقِ عرفی مراد لے لیں تو پھر آیت خاتم النبیین کے معنی ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔

لیکن جس شخص کو خداوند عالم نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی، بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے وہلم جرًّا (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپؐ کی مخصوص فضیلت ہے، علاوہ بریں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختمِ نبوت کو اپنے اُن فضائل میں شمار فرمایا ہے جو آپؐ کے ساتھ مخصوص ہیں اور آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، چنانچہ حدیثِ مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گذر چکی ہے جس میں آپؐ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (رواہ مسلم)	اور منجلہ مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں، اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

۴۔ چہارم، اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی ذہن میں اس کا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراقِ عرفی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحابِ شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہوں گے یا غلط، اور بعرضِ محال اس احتمال کو نافذ اور جائز قرار دیں، تب بھی مرزا صاحب اور ان کے اذناب کا مقصد "ہنوز دلّی دور است" کا مصداق ہے، کیونکہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر محض احتمالاتِ عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی، جب تک کہ مذکورۂ سابقہ اصول تفسیر سے اس کی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن کیا مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں

یہ دکھلاسکتے ہیں (اور وہ ہرگز نہ دکھلا سکیں گے ولو کان بعضھم لبعضٍ ظھیرًا) کہ آیت خاتم النبیین میں فقط انبیاء تشریعی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں۔

یا وہ اور ان کی تمام ذریت، احادیث کے اتنے وسیع دفتر میں کسی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خاتم النبیین التشریعین مراد ہے، اور ہم بحول اللہ و قوتہ دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ قیامت تک ایک حدیث میں یہ تفسیر نہ دکھلا سکیں گے۔

یا مرزا صاحب اور ان کے تمام اذناب، آثار صحابہ و تابعین کے وسیع ترمیدان میں سے کوئی ایک اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں!

اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو کم از کم ائمہ تفسیر کی مستند و معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النبیین کی یہ مراد بیان کی گئی ہو کہ ختم کرنے والے تشریعی انبیاء کے۔

مرزا صاحب اور ان کی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر (نہیں بلکہ تحریف) کی شہادت میں پیش نہ کر سکیں گے۔

اور جب یہ سب کچھ نہیں، تو باوجود انقلابِ زمانہ اور کثرتِ جہل، مَیں اب بھی مسلمانوں پر یہ بدگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک ایسی بے معنی آواز کو قرآن مجید کی تفسیر سمجھ بیٹھیں گے جس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ اقوالِ صحابہ میں اس کا کوئی اثر ہے نہ اقوالِ تابعین میں، نہ ائمہ تفسیر اس کی موافقت کرتے ہیں، اور نہ کتب تفسیر، بلکہ یہ سب کے سب ہم آہنگ ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

۵ــــــ پنجم، جب ہم علاوہ تفسیر اور اصول تفسیر کے خود اسی آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیین سے عامۃً تمام انبیاء مراد ہیں جو صاحبِ شریعت جدیدہ ہوں یا شریعت سابقہ اور کتاب سابق کے متبع۔

کیونکہ ہم لفظ نبی کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق کے ذیل میں نقل کر چکے ہیں کہ جمہور علماء عربیت و اصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص، یعنی رسول صرف اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے،

صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی، اس کا کام صرف یہ ہے کہ امت کو شریعت سابقہ پر چلائے، اور اس کے خلاف جہاں کہیں استعمال ہے وہ بطور مجاز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، خاتم الرسل یا خاتم المرسلین نہیں فرمایا، کیونکہ اس سے پہلے آپؐ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے، وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ، لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بہ نسبت النبیین کے زیادہ چسپاں ہے، مگر سبحان اللہ! خدائے علیم و خبیر کا کلام ہے وہ جانتا تھا کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا، چنانچہ امام المفسرین علامہ ابن کثیرؒ نے اس پر متنبہ فرمایا ہے، دیکھو صفحہ ۸۹ ج ۸:-

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ فَهٰذِهِ الْاٰيَةُ نَصٌّ فِيْ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ، فَلَا رَسُوْلَ بِالطَّرِيْقِ الْاَوْلٰى وَالْاُخْرٰى لِاَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ اَخَصُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَاِنَّ كُلَّ رَسُوْلٍ نَبِيٌّ وَلَا يَنْعَكِسُ وَبِذٰلِكَ وَرَدَتِ الْاَحَادِيْثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيْثِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ۔

(تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۸)

"اور فرمان اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما۔ پس یہ آیت اس بارہ میں صاف و صریح ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جبکہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بھی بدرجۂ اولیٰ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقامِ نبوت خاص ہے، کیونکہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں، اور اسی پر وارد ہوئیں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔"

اسی طرح سید محمود آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں بیان فرمایا ہے:-

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ اَعَمُّ مِنَ الرَّسُوْلِ فَيَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهٖ

"اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے عام ہے اور اس لئے آپؐ کے خاتم النبیین

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ خَاتَمَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (روح المعانی، ص ۶۴ ج ۸)

ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب شریعت انبیاء کا خاتم) ہونا بھی لازم آتا ہے۔

اور بحوالہ کلیاتِ ابوالبقاء صفحہ ۳۱۹ پر گذر چکا ہے، کہ آیت میں نفیِ نبوت نفی رسالت کو بھی شامل ہے۔

ایک اور قلا بازی

مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں "حقیقۃ الوحی" صفحہ ۲۷[1]، اور حاشیہ حقیقۃ الوحی[2] صفحہ ۹۷ میں تو آیت خاتم النبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنیٰ یہ بتلائے ہیں:

" آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے" اور یہ کہ "ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے"

ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنیٰ لغت اور عربی زبان کے اعتبار سے ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں۔

اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جس پر آپ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں، حالانکہ ارسال رسل والعباد صرف حق تعالیٰ کا ہی کام ہے، جبھی تو وہ رسول اللہ یا نبی اللہ ہوتے ہیں ورنہ وہ رسول الرسول یا نبی الرسول ہوتے۔

مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رُو سے نبوت ایک اکتسابی چیز بن جاتی ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرلے وہ نبی بن جائے، حالانکہ بتصریحاتِ قرآن کریم، نبوت حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں، وہ خالص حق تعالیٰ کی موہبت ہے، وہ جس کو مناسب سمجھتے ہیں نبی و رسول بنا دیتے ہیں، کسی انسان کے اختیار میں تو کیا بلکہ انسان کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا، قرآن شریف کا ارشاد اس مضمون کے لئے کھلا ہوا ہے:

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔

"یعنی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اپنی رسالت کس کو سپرد کریں"

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۹۔ [2] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۰۰۔

ہاں ہم اس جگہ اسی نو ایجاد تفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آسکے، اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں، تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ رُوحانی بقول مرزا "نبی تراش" ہے اس کی توجہ رُوحانی اپنے ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی، اور پھر اُن کے بعد جن لوگوں کو آپؐ نے خیر القرون فرمایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ کی پیروی کرکے آپؐ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔

تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کرسکی یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا صاحب نے جنم لیا، تو اس توجہ روحانی کا ثمرہ صرف ایک شخص بنا، معاذ اللہ یہ قرآن کی تحریف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توہین ہے، نعوذ باللہ منہ۔

اب نبی بننے کے شوق کی ایک نئی کروٹ ملاحظہ فرمائیے:-

ایک نئی کروٹ

مرزا صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر قرآن پر عنایت اسی انکشاف پر ختم نہیں ہوتی جو "حقیقۃ الوحی" میں لکھا گیا ہے، بلکہ اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اس آیت کی تحریف کا ایک اور رُخ بدلا ہے، اور انھیں یہ حیا بھی مانع نہیں ہوئی کہ صحیح غلط سے قطع نظر کم از کم اپنے دوسرے بیانات کے تو خلاف نہ ہو، سنئے:-

"لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفیِ غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمد ہے، گو ظلّی طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہا[1]

---

[1] روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹۔

یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے"

مرزا صاحب کی اس عجیب وغریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا، پہلے اس پر نظر فرمائیے کہ "حقیقۃ الوحی" کی تفسیر پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں جو آپ کی توجہ روحانی سے نبی بنے ہوں، اُن کے دعوائے نبوت سے خاتم النبیین کی مہر ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی نئی تحقیق پر کسی شخص کا دعوائے نبوت خاتم النبیین کی مہر توڑنے کا مرادف تسلیم کیا گیا ہے، یعنی خاتم النبیین کے یہی معنی لئے گئے جو تمام امت نے لئے ہیں، لیکن نبی بننے کے شوق کو تناسخ وحلول کے ہندوانہ عقیدہ کی پناہ لیکر پورا کیا جارہا ہے، کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظِل یا بُروز بن جائے وہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اس کے آنے سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹتی، کیونکہ اس کا آنا آپؐ کے سوا کسی اور نبی کا آنا نہیں خود آپؐ ہی کا آنا ہے۔

اب، پہلے تو مرزا صاحب اور ان کی امت سے یہ پوچھئے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی صحیح اور کونسی غلط ہے۔ خاتم النبیین کے معنی "حقیقۃ الوحی" کے بیان کے مطابق یہ ہیں کہ آپؐ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں یا غلطی کے ازالہ کی تحریر کے مطابق یہ ہیں کہ آپؐ پر نبوت ختم ہوچکی ہے، مگر خود آپ کا دوبارہ دنیا میں آنا اس کے منافی نہیں۔

ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

اس کے بعد "غلطی کے ازالہ" کی غلطیاں دیکھئے:۔

۱______اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا صاحب کی پیدائش تک کیا کسی اور کو بھی یہ کامل اتباع نصیب ہوا یا نہیں؟ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ جو خیر الخلائق بعد الانبیاء کے مصداق ہیں، اور حدیث میں لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ وغیرہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، کیا یہ حضرات بھی اپنی عمر کی جان نثارانہ خدمات اور انتہائی پیروی کے باوجود ظلی طور پر محمد مصطفیٰ

بن گئے تھے یا نہیں ؟

ان کے علاوہ وہ صحابہ جنھوں نے اپنے جسموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنا کر دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں سے اپنے پورے بدن کو چھلنی بنا لیا، جنھوں نے آپؐ کے ادنیٰ اشارہ پر ساری دنیا کو چھوڑ دیا، جنھوں نے آپؐ کی محبت و پیروی کے لئے اپنے ماں، باپ، بھائی، برادروں سے قتال کیا، اور حضورؐ کی ایک ایک سنت پر جان دی، ان میں سے کوئی اس قابل نہ ہوا کہ ان میں محمدی چہرہ کا انعکاس ہو ؟ اور اگر ان بزرگوں کو بھی یہ درجہ حاصل ہوا ہے تو کیا مرزا صاحب ان میں سے کسی کی تاریخ میں دعوائے نبوت کا کوئی ادنیٰ اشارہ بھی دکھا سکتے ہیں ؟

۲ـــــ مرزا صاحب نے یہ ظل و بروز کی کہانی شاید ہندوؤں کے عقیدۂ تناسخ و حلول سے اخذ کی ہے، لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ انھوں نے اس کو بھی سمجھ کر نہ لیا۔

ع در کفر ہم ثابت نۂ زنار را رسوا مکن

ظل و بروز کے جو لوگ قائل ہیں وہ کبھی اس کے قائل نہیں کہ بذریعہ تناسخ جو شخص، کسی دوسرے جون میں آجائے وہ بعینہٖ پہلا شخص ہوتا ہے، اس کے احکام اور حقوق وہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے، مثلاً فرض کر لو کہ زید مر گیا اور پھر وہ کسی دوسرے جون میں آیا اس کا نام ماں باپ نے عمر رکھا، تو کسی مذہب و عقیدہ میں عمر کے جون میں آنے والے زید کو یہ حق نہیں کہ قدیم حقوق کا مطالبہ کرے۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے، سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے، وارثوں میں تقسیم شدہ جائداد کو اپنی ملک قرار دے دے۔ مرزا صاحب کا فلسفہ سب سے نرالا ہے، کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا، ظل و بروز کے عقیدہ کا بھی ستیاناس مار دیا، کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل و بروز قرار دیا اس کو یہ حق بھی دے دیا کہ وہ اپنے کو رسول و نبی کہے، اور ساری دنیا کو اپنی نبوت ماننے پر مجبور بھی کرے، اور جو نہ مانے اس کو کافر کہے

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

۳ـــــ اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے یہ پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپؐ کے ظل و بروز کے فلسفہ پر کیا کوئی قرآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے ؟ کہیں قرآن کریم نے ظلی اور بروزی نبی کا ذکر کیا ہے ؟ یا کسی حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے ؟

اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعویٰ رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدۂ رسالت میں اس ہندوانہ عقیدہ کو ٹھونسنا کونسی دینی روایات یا عقل و شریعت ہے ؟

۴ ـــــ صرف یہی نہیں کہ بروزی اور نبی بروزی کے پیدا ہونے سے احادیث و قرآن کی نصوص خالی اور ساکت ہیں ، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں ۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو اس آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آخری اوقاتِ حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَاءُ الصَّالِحَةُ الحديث (رواه مسلم و النسائی وغیرہ عن ابن عباس)	"اے لوگو ! مبشراتِ نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا ۔ (روایت کیا اس کو مسلم و نسائی وغیرہ نے ابن عباسؓ سے)"

اور اسی مضمون کی ایک حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (بخاری کتاب التعبیر و مسلم)	"نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہا سوائے اچھے خوابوں کے "

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اُسیدؓ سے طبرانی نے روایت کی ہے، اور نیز امام احمدؒ اور ابوسعیدؒ اور ابن مردویہؒ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوالطفیلؓ سے بھی روایت کی ہے ، اور امام احمدؒ اور خطیبؒ نے بھی یہی مضمون بروایت عائشہ صدیقہؓ نقل کیا ہے، جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں :۔

ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ	"نبوت تو جاتی رہی اور اچھے خواب باقی رہ گئے"

الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصۂ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی ، البتہ اچھے خواب باقی ہیں ، جو کہ نبوت کا چھیالیسواں جُزو ہیں (جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا ، اور نہ جزو کا وہ نام ہوتا ہے جو اُس کے کُل کا ہے ، ورنہ لازم آئے گا کہ صرف

نمک کو پلاؤ کہا جائے، کیونکہ وہ پلاؤ کا جزو ہے، اور یا ناخن کو انسان کہا جائے، کیونکہ وہ انسان کا جزو ہے، اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے، کیونکہ وہ نماز کا جزو ہے، یا کلی کرنے کو غسل کہا جائے کیونکہ وہ غسل کا جزو ہے، اور پانی کو روٹی کہا جائے کیونکہ وہ روٹی کا جزو ہے۔

غرض کوئی اہلِ عقل انسان جزو اور کل کو نام میں بھی برابر نہیں کرسکتا ہے، احکام کا تو کہنا کیا، پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھیالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث میں نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر ہے کہ اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا، بلکہ استثنا کیا گیا تو صرف چھیالیسویں جزو کا کیا گیا ہے جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین ذرا سے غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی جزئی مستقل یا غیر مستقل تشریعی یا غیر تشریعی ظلی یا بروزی عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے چھیالیسویں جزو کا استثناء فرمایا ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثناء فرماتے۔

اور جب کہ آپؐ نے استثناء میں صرف نبوت کے چھیالیسویں جزو کو خاص کیا ہے تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ یہ بروزی نبوت جو مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے)، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہے گی۔

۵ــــ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوْهُمْ

”بنو اسرائیل کی سیاست انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوجاتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور زیادہ ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ خلفاء کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے

آپؐ نے فرمایا یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کا حق ادا کرو۔	خرّجہ الحدیث (بخاری صہ ۴۹۱ ج ۱ و مسلم کتاب الایمان و مسند احمد صہ ۲۹۷ ج ۲ و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن ابی شیبہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اوّل تو نبوت کے بالکلیہ انقطاع اور اختتام کی خبر دی، اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپؐ کے بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرما دیا، جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔ اگر آپؐ کے بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا، اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی، مستقل یا غیر مستقل، تشریعی یا غیر تشریعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا تقاضا تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر فرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلافت کو قرار دیا ہے، تو یہ صاف اس کا اعلان ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

۶ــــ حضرت ابو مالک اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداءً نبوت اور رحمت بنایا اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔"	إِنَّ اللّٰهَ بَدَأَ هٰذَا الْأَمْرَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً وَكَائِنًا خِلَافَةً وَرَحْمَةً (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

اس حدیث میں بھی اختتامِ نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ نبوت رحمت ختم ہو کر خلافت رحمت باقی رہے گی، جس میں صاف اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ باقی نہیں رہے گی، ورنہ ضروری تھا کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

۷ــــ آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس میں تھوڑا سا غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلا تأمل یقین کرے گا کہ آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بروزی، ظلی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں، آپؐ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے، اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج دہ اور باعثِ تکلیف نہیں کہ لوگ آپؐ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔ خداوند سبحانہٗ اپنے رسول کی رحمت و شفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے:۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝	"سخت گراں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تمہاری تکلیف، وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہیں اور مسلمانوں پر شفیق و مہربان"

اور دوسری جگہ آپ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝	"شاید آپ اپنی جان اُن کے پیچھے ہلکان کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں"

پھر اس نبی اُمّی (فداہ ابی و امی) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش، مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی، ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمّل، کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝	"اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر، کیونکہ وہ جانتے نہیں"

فرمانا ایک ناقابلِ انکار مشاہدہ ہے جو آپ کی اُس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپؐ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی وجہ سے آپؐ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف و روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ کا مصداق ہے، یعنی اس کا رات دن برابر ہے۔

آپؐ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر اُن سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں، تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابلِ اتباع در اتباع و تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے، ان میں ایک ایک سے اُمّت کو مطلع فرما کر ان کی اقتداء کا حکم دیا۔

غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تحصیل کے لئے اُمت کو ترغیب نہ کی ہو، اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے امت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔

چنانچہ آپؐ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ کی اقتدار کا حکم کیا اور فرمایا :۔

اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ (بخاری و مسلم)	"ان دو شخصوں کا اقتدار کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ"

نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا :۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔	میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین کی سُنت کو"

اور فرمایا :۔

اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا، کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ۔ (نسائی، ترمذی ص ۲۲۲ ج ۱)	"میں تمہارے لئے ایسی دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک خدا کی کتاب دوسری میری عترت و اہل بیت"

پھر اطلاع دی کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک سُنت پر قائم کرے گا، اور آپؐ کی مُردہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔ (رواہ ابوداؤد والحاکم والبیہقی فی المعرفۃ)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسٰی بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور اس امت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے، یہاں تک کہ اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے :۔

اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَلَوْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ مُجَدَّعُ الْاَطْرَافِ۔ (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسلم)	"میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لنگڑا، لولا حاکم بنا دیا جائے"

اب منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا نبی بروزی یا ظلی وغیرہ پیدا ہونے والا تھا تو ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے، تاکہ یہ امت مرحومہ اُن کے انکار و تکذیب سے کافر نہ ہو جائے، ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز معاملہ ہوگا کہ آپؐ اپنی امت کو ایک حبشی غلام کی اتباع کا تو حکم فرمائیں، اور اس کی نافرمانی سے ڈرائیں، لیکن ایک خدا کا نبی جو دنیا میں آپؐ کے بعد (برنگ بروز) پیدا ہونے والا ہے، اس کا کوئی تذکرہ ہی نہ فرمائیں، حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونا زیادہ سے زیادہ فسق ہو سکتا ہے، بخلاف نبی کے کہ اس کا انکار قطعی کفر ہے۔ ایک شخص اگر تمام قرآن پر عمل کرے اور تمام انبیاء پر ایمان لائے مگر صرف ایک نبی کا انکار کرے تو وہ بنص قرآن اور باجماع امت کافر ہے۔

خدا کے لئے سوچو اور غور کرو کہ وہ نبی جس کو خداوندِ عالم، رؤف رحیم اور رحمۃ للعالمین کا خطاب دیتا ہے مخلوق کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی خبر دیتا ہے اور خلفاء و امراء بلکہ ایک حبشی غلام کے اتباع کی طرف بلاتا ہے، مگر آئندہ پیدا ہونے والے نبی کا کوئی ذکر نہیں کرتا اور کسی ایک حدیث میں اشارہ بھی نہیں کرتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ برنگِ بروز دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمولی گناہوں سے بچنے کی تو ہدایت کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔

اگر معاذ اللہ واقعہ یہی ہے تو وہی مثل صادق آئے گی کہ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَوَقَعَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ "یعنی بارش سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے آپڑے" جس کی دھار بارش سے کہیں زائد ہے۔ اور خاکم بدہن یہ کہنا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت اور امت کی خیر خواہی میں کوتاہی کی کہ اُن کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں لگا کر اہم کاموں سے غافل کر دیا۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی بروزی، ظلی، تشریعی، غیر تشریعی پیدا نہیں ہو سکتا۔

یہاں تک جو کلام کیا گیا وہ صرف آیت خاتم النبیین کے متعلق تھا، اور ہمارے گذشتہ کلام میں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث میں بہت سی آیات ہدیۂ ناظرین

کرنا ہے، لیکن جس تحقیق و تفصیل کے ساتھ آیت مذکورہ کو بیان کیا گیا ہے اگر ہر آیت پر ایسی ہی تفصیلی بحث کی جائے تو یہ مختصر رسالہ ایک طویل دفتر بن جائے گا، لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ باقی آیات کی تفسیر میں زیادہ اختصار سے کام لیا جائے۔

ختمِ نبوّت کے ثبوت میں دوسری آیت ۲

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (سورۂ مائدہ، پارہ ۶)

"آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا ہے"

شانِ نزول: یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں عرفہ کے دن یوم جمعہ میں نازل ہوئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی روز سے زیادہ دنیا میں زندہ نہیں رہے۔ (ابن کثیر، درمنثور)

اور اس عرصہ میں بھی اکثر احادیث و آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم حلت و حرمت وغیرہ کا نازل نہیں ہوا (کما بینہ ابن کثیر وابن جریر بالروایات)

صرف دو تین آیات ہیں جن کا نزول اس آیت کے بعد بیان کیا جاتا ہے، اور بعض حضرات نے اسی آیت کو آخری آیت قرار دیا ہے (دیکھو اتقان للسیوطی وغیرہ)

حاصل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اس امتِ مرحومہ کی ایک بہت بڑی مخصوص فضیلت اور شرافت کا اعلان کررہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک یہودی نے حضرت فاروق اعظمؓ سے ایک مرتبہ کہا کہ اے امیرالمومنین! تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے، جس دن یہ نازل ہوئی، آپؓ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی نے کہا:-

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

فاروق اعظمؓ نے جواب دیا:-

قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (بخاری و مسلم)	"ہم اُس دن اور اُس جگہ کو خوب جانتے ہیں جس میں یہ آیت نازل ہوئی، یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن اُس وقت نازل ہوئی جب کہ آپؐ عرفہ میں کھڑے ہوئے تھے"

مطلب یہ تھا کہ اس دن ہمارے لئے دو عیدیں تھیں، یوم عرفہ اور یوم جمعہ، چنانچہ درمنثور میں بحوالۂ مسند اسحٰق بن راہویہ اور مسند عبد ابن حمید کے اس واقعہ میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَهٗ لَنَا عِيْدًا۔	"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمارے لئے اس دن کو عید بنایا"

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں، جمعہؔ، عرفہؔ، عیدؔ یہود، عیدؔ نصاریٰ، عیدؔ مجوس۔ اور دنیا کی تاریخ میں (نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد) تمام ملل دنیا کی عیدیں کبھی آج تک جمع نہیں ہوئیں۔ (خازن ص۴۳۵ ج ۱)

غرض کہ یہ آیت شریفہ اس امت کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان کر رہی ہے جو باقرار اہل کتاب اس امت سے پہلے کسی کو نہیں ملی، یعنی خداوند عالم نے اپنا دینِ مقبول اس امت کے لئے ایسا کامل فرمادیا کہ قیامت تک اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، شخصی آداب، حرام و حلال، مکروہات و مستحبات کے قوانین اور قیامت تک کے لئے تمام ضروریات معاش و معاد کے اصول اُن کے لئے اس طرح کھول دیئے کہ وہ تا قیامِ قیامت کسی نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہیں، یہاں تک کہ اس خیر الامم کے پیشوا سید الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس عالم ظاہری سے رخصت ہوئے ہیں جبکہ وہ اپنی امت کے لئے ایک ایسی صاف و سیدھی اور روشن شاہراہ تیار فرماچکے ہیں جس پر چلنے والے کو دن اور رات میں کوئی خطرہ مانع نہ ہو، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے:۔

تَرَكْتُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ نَقِيَّةٍ بَيْضَاءَ	"میں نے تمہیں ایک کھلی صاف روشن راہ مستقیم

لَیْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ۔ | پر چھوڑا ہے کہ جس کا رات دن برابر ہے :

یہاں تک کہ یہ امت کسی دوسرے دین اور دوسری نبوت کی محتاج نہیں رہی۔

بہر حال یہ آیت حکم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو بہمہ وجوہ کامل فرمادیا ہے، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کی ضرورت ہے اور نہ کسی نئے دین کی۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت مذکورہ میں اکمالِ دین سے مراد یہ ہے کہ فرائض اور سنن اور حدود اور احکام اور حلال و حرام کو مکمل بیان فرمادیا گیا، اور اس کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا، اور نہ اس کی قیامت تک ضرورت رہی۔

اور بعض حضرات مفسرین[1] نے فرمایا ہے کہ اکمالِ دین سے یہ مراد ہے کہ یہ دین قیامت تک رہنے والا ہے، کبھی منسوخ یا مندرس اور بے نام و نشان نہ ہوگا۔ اور بعض مفسرین[2] نے اس امت کے لئے اکمالِ دین کی یہ مراد قرار دی ہے کہ یہ امت ہر ایک نبی اور ہر آسمانی کتاب پر ایمان لائی، کیونکہ تمام انبیاء اور تمام کتابیں اس امت سے پہلے صفحۂ وجود میں آچکے، بخلاف تمام پہلی امتوں کے کہ ان کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ان کے زمانہ میں تمام انبیاء اور تمام آسمانی کتابیں وجود ہی میں نہیں آئی تھیں۔

بہر حال مذکورۃ الصدر تینوں تفسیروں میں سے اکمالِ دین کی جو تفسیر بھی رکھی جائے یہ آیت ہمارے زیر بحث مسئلہ "ختمِ نبوت" کے لئے ایک روشن دلیل ہے، کیونکہ تینوں تفسیروں کا حاصل یہ ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا، انہی مذکورہ بالا تفاسیر پر ذیل کی احادیث اور آثار اور اقوال مفسرین شاہد ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

---

[1] کذا فی التفسیر المسمّٰی بہ لباب التاویل ص۴۳۵ ج ۱ [2] خازن ص۴۳۵ ج ۱ ۱۲ منہ

[3] ممکن ہے کہ کسی کو اس جگہ شبہ پیدا ہو کہ خود حضرت ابن عباسؓ ہی راوی ہیں کہ آیت ربوٰ اس کے بعد نازل ہوئی ہے لیکن اگر ہم بحیثیت سند اس کو صحیح بھی مان لیں تب بھی آپ کی مراد آیت ربوٰ سے آخر سورۂ بقرہ کی آیت الذین یاکلون الربوٰ لا تقومون الآیہ مراد ہے، اور ظاہر ہے کہ حرمتِ ربوٰ اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی اور یہ آیت مثل اور دوسری آیت کے محض زیادہ توبیخ اور تہدید کے لئے ہے، واللہ اعلم ۱۲ منہ

لَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَلَا شَيْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَالْحُدُوْدِ وَالْاَحْكَامِ (تفسیر مظہری، صفحہ ۸۔ سورۂ مائدہ)	ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کرنیوالا حکم نازل ہوا اور نہ حرام کرنے والا، اور نہ کوئی چیز فرائض و سُنن میں اور نہ حدود اور دوسرے احکام میں سے"۔

اور امام المفسرین ابن جریرؒ نے سدیؒ سے نقل کیا ہے:۔

قَالَ هٰذَا اُنْزِلَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَهَا حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَاتَ (دُرمنثور ص۲۵۹ ج۲)	"یہ دن جو آیت میں مذکور ہے یوم عرفہ ہے پس اس کے بعد نہ کوئی حلال نازل ہوا اور نہ حرام، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس ہوتے ہی وفات پاگئے"۔

الغرض کم از کم یہ آیت آیاتِ احکام میں سے آخری آیت ہے، اور آنحضرت کیلئے انقطاعِ وحی و نبوت کی خبر دے رہی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظمؓ رونے لگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا:۔

اِنَّا كُنَّا فِيْ زِيَادَةٍ مِّنْ دِيْنِنَا فَاَمَّا اِذَا اُكْمِلَ فَاِنَّهٗ لَمْ يُكْمَلْ شَيْءٌ اِلَّا نَقَصَ قَالَ صَدَقْتَ وَكَانَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَعْيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَاشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا وَّثَمَانِيْنَ يَوْمًا۔ (رواہ ابن ابی شیبۃ وابن جریر والبغوی من روایۃ ہارون بن عنترۃ، از درمنثور و تفسیر مظہری)	"تحقیق ہم اپنے دین میں زیادتی اور ترقی میں تھے، لیکن جب وہ کامل ہوگیا، اور (عادت اللہ اسی طرح جاری ہے) کہ جب کوئی شے کامل ہو جاتی ہے تو پھر وہ ناقص ہو جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نے سچ کہا، اور یہی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سمجھی گئی، اور آپؐ اس کے بعد صرف اکیاسی روز اس عالم میں زندہ رہے"۔

فاروق اعظمؓ کا یہ واقعہ مذکورہ سابق تفسیر کی روشن دلیل اور کھلی شہادت ہے، کیونکہ اگر اکمالِ دین اور اتمامِ نعمت سے نزولِ احکامِ دین کا اختتام اور وحی و نبوت کا انقطاع اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ تھی تو فاروق اعظمؓ کا اس موقع پر رونا بے محل اور بے معنی ہو جائے گا۔

اور امام المفسرین علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

هٰذِهٖ اَكْبَرُ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ حَيْثُ اَكْمَلَ تَعَالٰى لَهُمْ دِيْنَهُمْ فَلَا يَحْتَاجُوْنَ اِلٰى دِيْنٍ غَيْرِهٖ وَلَا اِلٰى نَبِيٍّ غَيْرَ نَبِيِّهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَلِهٰذَا جَعَلَهُ اللّٰهُ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ وَبَعَثَهٗ اِلَى الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (ابن کثیر ص ۲۷۹ ج ۳)	"یہ اُمت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اُن کے لئے دین کو کامل فرمایا، ولہٰذا امتِ محمدیہ نہ کسی دین کی محتاج ہے نہ اور کسی نبی کی، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا، اور تمام جن و بشر کی طرف مبعوث فرمایا۔"

ابن کثیرؒ کی اس تفسیر سے جیسا کہ اکمالِ دین کے معنے حسب تحریر سابق معلوم ہوئے، اسی طرح اس کا بھی فیصلہ ہوگیا کہ آپؐ کے بعد نہ کسی شریعت اور صاحب شریعت نبی کی ضرورت ہے اور نہ مطلق نبی کی، صاحبِ شریعت ہو یا نہ ہو۔

اور علامہ فخرالدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے قفال مروزیؒ سے نقل کرتے ہیں، اور خود بھی اسی کو اختیار فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الدِّيْنَ مَا كَانَ نَاقِصًا الْبَتَّةَ بَلْ كَانَ اَبَدًا كَامِلًا كَانَتِ الشَّرَائِعُ النَّازِلَةُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَافِيَةً فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ اِلَّا اَنَّهٗ تَعَالٰى كَانَ عَالِمًا فِيْ اَوَّلِ وَقْتِ الْبَعْثَةِ بِاَنَّ مَا هُوَ كَامِلٌ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ لَيْسَ بِكَامِلٍ فِي الْغَدِ وَلَا بِصَالِحٍ فِيْهِ لَا جَرَمَ كَانَ يُنْسَخُ بَعْدَ الثُّبُوْتِ وَكَانَ يَزِيْلُ بَعْدَ التَّحَتُّمِ وَاَمَّا فِيْ اٰخِرِ زَمَانِ الْبَعْثَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى	"دین الٰہی کبھی ناقص نہیں تھا، بلکہ ہمیشہ سے کامل تھا، اور تمام شرائع الٰہیہ اپنے اپنے وقت کے لحاظ بالکل مکمل اور کافی تھیں مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ شریعت جو آج کامل ہے کل کافی نہ رہے گی، اور اس لئے وقت مقرر پر پہنچکر اس کو منسوخ کر دیا جاتا تھا۔ لیکن آخر زمانِ بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت کاملہ بھیجی جو ہر زمانہ کے اعتبار سے کامل ہے، اور اس کے تا قیامت باقی رہنے کا حکم فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل

شَرِيْعَةٌ كَامِلَةٌ وَحَكَمَ بِبَقَائِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَالشَّرْعُ اَبَدًا كَانَ كَامِلًا اِلَّا اَنَّ الْاَوَّلَ كَمَالٌ اِلٰى يَوْمٍ مَخْصُوْصٍ وَالثَّانِيْ كَمَالٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلِاَجْلِ هٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔

تھیں، مگر ایک وقت مخصوص تک کے لئے۔ اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہے، اور اسی معنیٰ کی بناء پر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ فرمایا گیا۔

امام رازیؒ کی اس تحریر سے بھی یہ امر واضح ہوگیا کہ اکمالِ دین کی مراد وہی ہے جو اُوپر عرض کی گئی، اور اس امت کے لئے اکمالِ دین کی غرض یہ ہے کہ یہ امت آخر الامم ہے، اور اس کا زمانہ آخر زمانِ بعثت ہے، کہ اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔

نیز امام موصوف نے اپنے اس بیان سے مخالفین کا یہ شبہ بھی اٹھا دیا کہ اس آیت سے پہلے تمام ادیان سماویہ اور شرائع سابقہ کا ناقص ہونا لازم آتا ہے جس میں چند خرابیاں ہیں، ایک یہ کہ معاذ اللہ خداوند عالم کی طرف بخل کی نسبت لازم آتی ہے کہ پہلی امتوں کے لئے کامل دین نہ بھیجا۔ دوم جب ان کے لئے دین ہی ناقص بھیجا گیا تو ان پر دارو گیر کیسی۔ سوم اس میں ان انبیاء علیہم السلام کی بھی گونہ تنقیص ہے جن کو دین ناقص دے کر بھیجا گیا۔

امام موصوف نے اس تحریر میں ان تمام شبہات و اوہام کی جڑ قطع کردی، اور فرمادیا کہ آیت کی ہرگز یہ مراد نہیں کہ اب سے پہلی تمام شریعتیں اور ادیان سماویہ ناقص تھے، صرف یہ دین کامل نازل ہوا۔

بلکہ ہر دینِ الٰہی اور شریعت الٰہیہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل تھے اور اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بالکل کافی وشافی تھے، البتہ خداوندعالم کو معلوم تھا کہ آئندہ کسی زمانہ میں بوجہ انقلاب حالات یہ شریعت اور قانون آئندہ نسلوں کے لئے ناکافی ہوگا، اور اس کو منسوخ کرکے دوسرا دین اور شریعت بھیجی جائے گی، لہٰذا پہلی تمام شرائع و ادیانِ سماویہ کا کمال صرف اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تھا، اور یہ دینِ متین جس کو لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے قیامت تک کے لئے ہدایت و رہبری کا وثیقہ ہے، اس کا کمال غیر موقت اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

خلاصہ یہ کہ دین الہٰی کوئی ناقص نہیں سب کامل ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص مدت اور خاص خاص لوگوں کے لئے مبعوث ہوتے تھے ان کی بعثت نہ باعتبار زمانہ کے عام اور باعتبار انسانوں کے طبقات کے عام اور سب پر محیط ہوتی تھی، اسی طرح اُن کی شریعتیں بھی ہمیشہ کے لئے نہ تھیں، لیکن اس سے نہ اُن انبیاء علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے اور نہ پہلے ادیان و شرائع کا ناقص ہونا لازم آتا ہے، اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تمام جن و انس کی طرف قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے، اسی طرح آپؐ کا دین بھی قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہوا، اور یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شرافت اور آخر الامم کی مخصوص فضیلت ہے۔ وذٰلک الفضل من اللہ یؤتیہ من یشاء۔

نیز تفسیر لباب التاویل معروف بخازن صفحہ ۴۳۵ میں بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر منقول ہے:-

وَاَمَّا تَفْسِیْرُ الْاٰیَةِ نَقُوْلُهٗ تَعَالٰی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ یَعْنِیْ بِالْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَالْحُدُوْدِ وَالْاَحْكَامِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَلَمْ یَنْزِلْ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰیَةِ حَلَالٌ وَّلَا حَرَامٌ وَّلَا شَیْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ هٰذَا مَعْنٰی قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

"آیت اکملت لکم دینکم الخ کی تفسیر یہ ہے کہ فرائض اور سنن اور حدود اور احکام اور حلال و حرام کے بیان سے تمہارا دین مکمل کر دیا گیا، چنانچہ اس کے بعد حلال و حرام یا فرائض میں سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ یہی قول ہے حضرت ابن عباسؓ کا۔"

اور امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی كَمَا جَعَلَ النُّبُوَّةَ بِنَبِیِّنَا مُخْتَتِمَةً وَّجَعَلَ شَرَائِعَهُمْ بِشَرِیْعَتِهٖ مِنْ وَّجْهٍ مُنْتَسِخَةً وَّمِنْ وَّجْهٍ مُكَمِّلَةً مُتَمِّمَةً كَمَا قَالَ تَعَالٰی

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا اور پہلی بار شرائع کو آپ کی شریعت کے ذریعہ ایک اعتبار سے مکمل فرمایا، جیسا کہ اللہ پاک فرماتا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ	ہے الیوم اکملت لکم الآیہ :

اور تفسیر مدارک صفحہ ۴۲۵ جلد اول میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے ، اور کتاب الاعتصام صفحہ ۴۷ جلد اول میں اور اسی طرح تفسیر درمنثور صفحہ ۲۵۹ جلد دوم میں بھی اکمالِ دین کی یہی تفسیر کی گئی ہے ۔

تمام تفاسیر معتبرہ و مستندہ اور جملہ صحابہ کا اس آیت کو آپؐ کی خبر وفات سمجھنا صاف اُسی تفسیر کی روشن دلیل ہے جو ہم نے عرض کی ہے ائمۂ مفسرین اکمالِ دین کی اس تفسیر پر متفق ہیں ، وہوالمراد ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ اگرچہ ہم آیت مذکورہ میں اکمالِ دین کی مذکورۃ الصدر تفسیر کو احادیث اور آثار صحابہ اور ائمۂ تفسیر کے مستند اقوال سے ثابت کر چکے ہیں جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ۔

لیکن اگر کوئی معاند اب بھی یہ تاویل کرے کہ اکمالِ دین کے لغوی معنی صرف دین کو کامل کرنے کے ہیں اور دین کو کامل کرنے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام ادیان دنیا پر غلبہ عنایت فرمایا اور اس امت کو تمام دشمنوں سے محفوظ فرمایا ۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اکمال دین کی غرض یہ ہو کہ جس سال میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس سال فتح مکہ کی وجہ سے موسم حج تمام مشرکین کے تسلط سے پاک ہو گیا تھا ، تو ممکن ہے کہ امن و امان کے ساتھ حج کرنے کو اکمالِ دین سے تعبیر کیا گیا ہو ۔

سو اس کے متعلق ہم صرف فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کا واقعہ اور آپؐ کا اُن کے خیال پر تصدیق فرمانا وغیرہ کی یاد دہانی کر دینا کافی سمجھتے ہیں ، کیونکہ ادیان پر اس دین کا غالب ہونا یا موسمِ حج کا کفار سے خالی ہونا کسی عقلمند انسان کے لئے رونے کا باعث نہیں ہو سکتا ، نیز اگر اکمالِ دین کے یہی معنیٰ تھے تو پھر سلف کے اس کلام کے کیا معنیٰ ہوں گے :

وَكَانَ هٰذَا نَعْيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔	" اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سمجھی گئی ."

علاوہ بریں اس وقت تک یہ بھی صحیح نہیں کہ اسلام تمام ادیانِ باقیہ پر غالب ہو گیا تھا، کیونکہ تمام عجم اُس وقت تک کفر و شرک کی ظلمات سے بھرا ہوا تھا، جیسا کہ سیرت کی معتبر کتابیں اور آثار صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

نیز وہ آثار اور اقوالِ ائمہ تفسیر جو اکمالِ دین کی اِسی تفسیر پر متفق ہیں جو ہم نے عرض کی اس تفسیر کے خلاف ہیں، لہٰذا ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے صرف ایک احتمال ذہنی کو بے وجہ تفسیر قرآن بنانا کسی طرح مناسب نہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ۔

ختم نبوت کے ثبوت میں تیسری آیت

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران، پ ۳)

"اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر الیا رسول تمہارے پاس آیا جو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو۔"

اس آیت میں خداوند عزوجل نے اس عہد و میثاق کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا ہے، آیت کی تفسیر اور اس کا پورا واقعہ بڑی تفصیل کا مقتضی ہے، علامہ سبکیؒ نے صرف اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جس کا نام التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ہے، یہ رسالہ مواہب لدنیہ کے مقصد سادس میں باستیعاب نقل کیا ہے۔

خلاصۂ تفسیر آیت کا یہ ہے کہ ازل میں جس وقت حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ارواح پیدا فرما کر ان سے اپنے رب ہونے کا عہد و اقرار لیا، تمام انبیاء علیہم السلام سے اس عہد عام کے علاوہ ایک عہد خاص بھی لیا گیا، جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر تشریف لے آئیں تو آپ اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد کریں۔

جیسا کہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر اور تاریخ ابن عساکر میں، نیز فتح الباری میں کتاب الانبیاء میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالفاظ ذیل منقول ہے:۔

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اَخَذَ عَلَيْهِ الْمِيْثَاقَ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَيَنْصُرَنَّهٗ كذا فی شرح المواہب للزرقانی، ص ۱۶۳ ج ۲۔	"حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے جس کسی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہدان سے ضرور لے لیا کہ اگر ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے تو وہ ان پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد کریں۔"

یہ عہد خالص اگرچہ جملہ شرطیہ کے طور پر تھا، جس کا وقوع ضابطہ سے ضروری نہیں، اور حکمت و فائدہ کے درجہ میں اتنی بات کافی ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالتِ شان سب انبیاء پر واضح ہوگئی، لیکن حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امتیازی شان کو صرف جملہ شرطیہ ہی کے درجہ میں نہیں رکھا۔

بلکہ مختلف صورتوں سے مختلف مواقع میں اس خاص شان کا اظہار بھی فرمایا ہے، ایک لیلۃ المعراج میں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام انبیاء کو بیت المقدس میں جمع فرما کر آپؐ کو سب کا امام بنایا گیا اور پھر آخرت میں سب انبیاء علیہم السّلام کو آپؐ کے جھنڈے کے نیچے جمع کیا جائے گا۔

اور عالم محسوسات ومشاہدات میں شاید اسی کا یہ انتظام کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو اب تک زندہ رکھا گیا، کہ قربِ قیامت میں اُن کو پھر آسمان سے اُتارا جائے گا، کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور اُمت کی مدد فرمائیں گے اور آپؐ کے دشمن دجال کو قتل کریں گے، وغیر ذلک۔

یہ سب مضمون زرقانی شرح مواہب مقصد سادس جلد سادس میں بتفصیل مذکور ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ دوسرے اقوال بھی ہیں، مگر عامۂ مفسرین کے نزدیک یہی تفسیر راجح بلکہ متعین ہے۔

اور اس جگہ ہمارا مطمح نظر ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ کے الفاظ ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء کے بعد تشریف لانے کو لفظ ثُمَّ کے ساتھ ادا کیا گیا ہے جو لغتِ عرب میں تراخی یعنی مہلت کے لئے آتا ہے، جب کہا جاتا ہے جَاءَنِی الْقَوْمُ ثُمَّ عَمْرٌو تو لغتِ عرب میں اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آگئی

اور پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا۔

اس لئے اَلنَّبِیِّیْنَ کے بعد ثُمَّ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ تمام انبیاءؑ کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور جب کہ اخذ میثاق میں سے کوئی نبی و رسول مستثنیٰ نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء علیہم السلام سے آخری نبی ہونا متعین ہوگیا، اور یہ واضح ہوگیا کہ آپؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا، تشریعی و غیر تشریعی یا ظلی و بروزی کی خود ساختہ قسموں میں سے کوئی بھی اب باقی نہیں ہے۔

آیت نمبر۴ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ﹰالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ کہ جس کے لئے ملک ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔"

آیت نمبر۵ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ط

(سورۂ فرقان، پ۱۸)

"یعنی مبارک ہے وہ ذات جس نے قرآن مجید کو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کے لئے نذیر بنے، یعنی تمام عالم والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائے۔"

آیت نمبر۶ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا۔

(سورۃ النساء، پ۵)

"یعنی ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

آیت نمبر۷ وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

"یعنی یہ قرآن تمام جہان والوں کے لئے تذکیر ہے۔"

آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جس میں عرب و عجم اور شرق و غرب کے انسان داخل ہیں خواہ آپؐ کے زمانہ میں موجود ہوں یا آپؐ کے بعد قیامت تک پیدا ہوں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً ارشاد فرمایا ہے:-

اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَكْتُ حَيًّا وَّ مَنْ يُّوْلَدُ بَعْدِيْ (رواہ ابن سعد عن ابی الحسن مرفوعاً، صفحہ ۱۰۱ جلد ۲)	"میں اُن لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔"

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کی طرف عام ہے، خواہ اب موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والی ہوں، بخلاف انبیاء سابقین کے کہ اُن کی بعثت خاص خاص قوموں کی طرف مخصوص شہروں کے اندر ہوتی تھی، اور ان کی وفات کے بعد دنیاوی نظام کے اعتبار سے ختم ہو جاتی تھی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند عالم کے اُن انعامات کو جو صرف آپؐ کے ساتھ مخصوص ہیں بیان کرتے ہوئے منجملہ چھ فضول اس کو بھی شمار فرمایا ہے کہ آپؐ کی رسالت تمام دنیا اور اس کی آئندہ آنے والی نسلوں پر سب پر حاوی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایتوں سے ظاہر ہے۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کوئی قوم، کوئی انسان، کسی زمانہ اور کسی قرن میں پیدا ہونے والا مستثنیٰ اور خارج نہیں، بلکہ قیامت تک دنیا میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپؐ ہی کی امت ہیں، تو ان حالات میں اگر آپؐ کے بعد دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپؐ کی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی، آپؐ کی امت پھر اُس نبی کی امت کہلائے گی، جو بعد میں مبعوث ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام چونکہ ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے، اس لئے ان کا آخر زمانہ میں بحیثیت امام کے آنا اس کے منافی نہیں۔

یہ آیاتِ کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کی روشن دلائل ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۵۲ جلد ۴، جس میں آیت نمبر ۴ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ موصوف نے تحریر فرمایا:-

وَهٰذَا مِنْ شَرَفِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَ اَنَّهٗ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً (الیٰ قولہ) وَالْاٰيَاتُ فِيْ هٰذَا كَثِيْرَةٌ	"اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور شرافت میں سے ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، اور آپؐ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہیں، اور اس بارہ میں بہت سی

كَمَا اِنَّ الْاَحَادِيْثَ فِيْ هٰذَا اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰى وَهُوَ مَعْلُوْمٌ فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ ضُرُوْرَةً اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَسُوْلٌ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ ـ

آیات نازل ہوئی ہیں جیساکہ احادیث اس باب میں احاطہ سے باہر ہیں، اور یہ بات دین اسلام میں بداہۃً وضرورۃً معلوم ہے کہ آپؐ تمام انسانوں کی طرف مرسل ہیں، جس میں سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔

غرض اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عموم بعثت صراحۃً بیان کیا، اور اس کے لئے یہ لازم ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، جو آپ کی امت کو اپنی طرف دعوت دے۔

آیت نمبر۹ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ـ (سورۃ الانعام، پ۷)

"میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو ڈراؤں اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچے"

اس آیت میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ قرآن عزیز کی شریعت صرف اُن لوگوں کے لئے مخصوص نہیں جو اس وقت موجود ہیں، بلکہ قیامت تک جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے اُن سب کے لئے یہی حجت ہے، آئندہ کسی کتاب وشریعت اور نبوّت کی ضرورت نہیں، جیساکہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

آیت نمبر۱۰ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ (سورۃ الاحزاب، پ۱۲)

"تمام انسانوں کی جماعتوں میں سے جو شخص اس کا کفر کرے پس جہنم اس کا ٹھکانہ ہے"

ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ احزاب سے تمام اقوام عالم مراد ہیں، اس لئے یہ آیت بھی عموم بعثت اور آپؐ کے آخرالانبیاء ہونے کی شاہد ہے۔

علاوہ بریں اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپؐ کے بعد نجات صرف آپؐ کے ہی اتباع میں منحصر ہے اور کسی نبی کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

آیت نمبر۱۱ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ الآیۃ (سورۃ نساء، پ۶)

"اے لوگو! بیشک لایا ہے تمہارے پاس پیغمبر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دین حق پس ایمان لاؤ اس پر، بہتر ہے تمہارے لئے"

اس آیت میں بھی الناس سے تمام انسان مراد ہیں، اور عموم بعثت کے ذریعہ

ختمِ نبوت کا ثبوت ہے جس کی تفصیل اُوپر گذر چکی ہے۔

آیت نمبر ۱۱ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الانبیاء، پ۱۷)	"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر"

یہ آیت دو وجہ سے ختمِ نبوت کا قوی ثبوت ہے۔ اوّل یہ کہ آیاتِ سابقہ کی طرح یہ بھی عمومِ بعثت کو ثابت کر رہی ہے، اور عمومِ بعثت کے لئے ختمِ نبوت لازم ہے، جیسا کہ اوپر مفصّل گذرا۔

دوّم یہ کہ آیت حکم کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہلِ عالم کے لئے رحمت ہیں، اور آپؐ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے، پس اگر آپؐ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہو تو آپؐ کی امت کے لئے آپؐ پر ایمان لانا اور آپؐ کی پیروی کرنا نجات کے لئے کافی نہ ہوگا جب تک اس نبی پر ایمان نہ لائے، اور اس کے فرمان پر چلنے کا عہد نہ کرے، کیونکہ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ (سورۂ آل عمران، پ۳)	"آپ فرمائیے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ پر نازل کی گئی اور اُن کتابوں پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور تمام انبیاء کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں اور ہم اس کی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ	"جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض کا اور ارادہ کرتے ہیں کہ جدائی ڈالیں اللہ اور اس کے رسولوں میں، اور چاہتے ہیں کہ پکڑیں

حَقًّا الآیۃ (سورۂ نساء، پ۶) | اس کے بیچ میں کوئی راستہ، وہ کافر ہیں بلا شبہ۔

جس کا کھلا ہوا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک خدائے تعالیٰ کے تمام انبیاء پر بلا فرق کے ایمان نہ لائے، اور اسی وجہ سے امتِ محمدیہ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انبیاء پر ایمان لائے اور اپنے نبی کی کامل پیروی کرے مگر کسی ایک نبی پر (خواہ کسی درجہ کا ہو) ایمان نہ لائے تو اس کی ساری نیکیاں حبط اور ایمان مردود ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہے، اور اسی وجہ سے انبیاء سابقین اپنی امتوں کو اپنے بعد آنے والے نبی کی اطاعت کا سبق دیتے رہے ہیں پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہو، خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی، بہرحال جب کہ وہ نبی ہے تو تمام امتِ محمدیہ کی نجات اس وقت اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے میں منحصر ہوگی، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنے صدق دل سے ایمان لائیں، اور آپؐ کی کتنی ہی پیروی کریں اس وقت تک ہرگز جنت کی صورت نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ اس جدید نبی کی چوکھٹ پر سر نہ رکھ دیں، اور اُس وقت اگر آپؐ کا کوئی امتی یہ چاہے کہ قرآن مجید کے تیس پاروں پر حرفاً حرفاً عمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث کا کامل اتباع اور آپؐ کی سُنّت کی انتہائی پیروی کرکے اپنے آپ کو دوزخ سے بچالے تو یہ اُس کے لئے غیر ممکن ہوگا، جب تک کہ اس نبی کے سایہ میں پناہ نہ لے، جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس نبی کے پیدا ہونے کے بعد اہلِ عالم کی رشد و ہدایت اور ان کی فلاح و بہبود (خاکم بدہن) آپؐ کے دامنِ شفقت میں نہیں اور آج اُن کی نجات اُخروی آپؐ کے سایۂ عاطفت میں نہیں ملتی، اور آج گنہگاروں اور گمراہوں کی دارِ شفاء سے رحمۃ للعالمین کا دربار خالی ہے (نعوذ باللہ)

کیا ایسی حالت میں بھی رحمۃ للعالمین کو رحمۃ للعالمین کہا جا سکتا ہے جب کہ وہ اور ان کی شریعت کا اتباع کسی ایک انسان کی نجات کا کفیل نہ بن سکے۔

ولہٰذا ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں تجویز کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی تکذیب کر رہا ہے اور وہ آپؐ کو رحمۃ للعالمین نہیں مانتا۔

فائدہ :- مرزائیوں کا مشہور سوال ہے کہ دجّال اکبر کے قتل کے لئے جب کہ ایک نبی کی ضرورت تھی تو بہت ممکن تھا کہ خداوندِ عالم اسی امت میں کوئی نبی پیدا فرمادیتا کیا ضرورت تھی کہ ایک اسرائیلی نبی کو اس کام کے لئے آسمان پر اُٹھا رکھا جائے اور ضرورت کے وقت اس کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمایا جائے۔

لیکن اگر کوئی شخص ہماری گذشتہ تقریر کو ذرا انصاف سے ملاحظہ کرے، تو یقین ہے کہ فوراً کہہ اٹھے گا کہ حکومت کا اقتضاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست کا کامل اظہار اس میں تھا کہ بجائے اس امت میں نبی پیدا کرنے کے کسی ایسے نبی کو دوبارہ اس کام کے لئے بھیجا جائے، جس پر امتِ محمدیہ پہلے سے ایمان لاچکی ہو، کیونکہ آپ معلوم کرچکے ہیں کہ اگر کوئی نبی جدید آپؐ کے بعد دنیا میں مبعوث ہو تو لازم ہوگا کہ اب صرف آپؐ کا اتباع اور آپؐ پر ایمان لانا امتِ محمدیّہ کے لئے کافی نہ رہے گا، بلکہ اس نبی کی اطاعت پر منحصر ہو جائے گا جو قطعاً سیدالانبیاء کی شان کے خلاف ہے، بخلاف عیسٰی علیہ السّلام کے کہ آپؐ کی امت اُن پر پہلے ہی ایمان لاچکی ہے، اور قرآن کریم اُن کی نبوت و رسالت کا اعلان کرچکا ہے تو اب ان کے نزول کے بعد امت محمدیّہ کی نجات کے لئے کسی جدید شرط کا اضافہ نہ ہوگا۔

آیت نمبر ۱۲ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (آخر سورۃ النساء، پ۵)	"جو کوئی برخلاف کرے رسول کے ساتھ بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس کے لئے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں، اور بُرا ٹھکانا ہے (دوزخ)۔"

منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ بمقتضائے آیت مذکورہ طریق مؤمنین کا اتباع کرے گا، اور یا بمقتضائے نبوت لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے گا۔

پہلی صورت میں تو قلبِ موضوع لازم آتا ہے، اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے، کیونکہ خدا کے نبی دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے اتباع کی طرف بلائیں، نہ یہ کہ

لوگوں کا اتباع کرنے لگیں، دیکھو قرآن مجید کا ارشاد ہے:۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ، الآية (نساء)	"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر صرف اسی لئے کہ اس کا اتباع کیا جائے۔"

نیز ارشاد ہوتا ہے:۔

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ ط (سورۂ حجرات، پ۲۶)	"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے کاموں میں تمہارا اتباع کرتے تو تم تکلیف میں پڑ جاتے۔"

علاوہ بریں اگر خدا کا پیغمبر بھی دنیا میں آکر طریق مؤمنین کا اتباع کرنے لگے تو پھر دو صورتیں ہیں، یا تو یہ سبیلِ مؤمنین معاذ اللہ گمراہی اور طریق معصیت ہے، اور یا خدا کا سیدھا راستہ اور اس کا مقبول طریق ہے۔ پہلی صورت تو ایک ایسی بدیہی البطلان صورت ہے کہ کوئی ادنیٰ مسلمان بلکہ ادنیٰ عقلمند بھی اس کا قائل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں اول تو یہ لازم آتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم لوگوں کو اس طریق مؤمنین کی طرف بلاتا ہے جو گمراہی کا راستہ ہے۔ دوسرے یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ خدا کے نبی ہدایت کرنے کے لئے بھیجے جائیں اور دنیا میں آکر خود بھی ایک گمراہی کے راستہ پر چلنے لگیں۔

اور دوسری صورت میں نبی کا وجود محض بے فائدہ اور اس کی بعثت محض بیکار رہ جاتی ہے، کیونکہ بعثت نبی کی ضرورت جب ہوتی ہے کہ خدا کے بندے اس کی صراطِ مستقیم کو چھوڑ دیں تاکہ یہ نبی اُن کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرے۔

اور جب سبیلِ مؤمنین ایک ایسی مستقیم سبیل ہے کہ خداوندِ عالم تمام اہلِ عالم کو قیامت تک اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں، اور اس سے ہٹنے پر سخت ترین وعید کرتے ہیں، تو پھر فرمائیے کہ اب کسی نبی جدید کے پیدا ہونے کی اور مرزا صاحب کے طرز پر اس کی نئی نئی قسمیں بنانے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا سو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگرچہ وہ بعد نزول بھی ویسے ہی خدا کے اولوالعزم نبی ہوں گے جیسے قبل رفع اور قبل نزول تھے، لیکن چونکہ اُن کی بعثت اپنے زمانہ میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف

تھی نہ کہ تمام عالم کی طرف جیساکہ آیۂ کریمہ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ سے معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ بعد نزول بھی اس امت کی طرف بحیثیت نبوت مبعوث ہوکر نہ آئیں گے، بلکہ بحیثیت امامت[1] تشریف لائیں گے، جیساکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اور جب آپ کی تشریف آوری اس امت میں صرف بحیثیت امامت ہوگی، تو اب اس آیت سے آپ کے نزول پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

آیت نمبر ۱۳ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ، (سورۂ واقعہ پ۲۷)	"خدا کے مقرب بڑی جماعت ہیں پہلوں میں سے اور تھوڑی پچھلوں میں سے۔"

اس میں اس امت مرحومہ کو آخرین کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امت آخری امت ہے، آئندہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی جدید امت۔

امام المفسرین ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:۔

یَقُوْلُ تَعَالٰی ذِکْرُہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الْاُمَمِ الْمَاضِیَۃِ وَقَلِیْلٌ مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَقِیْلَ لَھُمُ الْاٰخِرُوْنَ لِاَنَّھُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (ابن جریر، ص۹۹، ج۲۷)	"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک جماعت ہوگی پہلی امتوں میں سے اور تھوڑے سے ہوں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو آخرین اس لئے کہا گیا کہ وہ آخر الامم ہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ آخرین سے امت محمدیہ مراد ہے۔

آیت نمبر ۱۴ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (سورۃ الواقعہ، پ۲۷)	"اصحاب الیمین (یعنی جنتی) جماعت کثیر ہیں پہلوں میں سے اور جماعت کثیر ہیں پچھلوں میں سے۔"

اس آیت میں آخرین سے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے، جو

---

[1] لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ العیاذ باللہ آپ اس وقت نبوت سے معزول ہوجائیں گے، بلکہ آپ کا اُس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہوگا جیسے صوبہ پنجاب کا گورنر صوبہ بہار میں کسی ذاتی ضرورت سے چلا جائے تو اگرچہ وہ اُس وقت بحیثیت گورنر نہیں ہوتا، لیکن یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ گورنری سے معزول ہوگیا ۱۲ منہ

صریح ختم نبوت کا اعلان ہے۔ ہم اس کی شہادت میں وہ حدیث پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں، جو اس کے شانِ نزول میں روایت کی گئی ہے، جس کا مضمون یہ ہے :۔

کہ جس وقت پہلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جنت میں امم سابقہ کی بڑی جماعت ہوگی، اور اس امت کی تھوڑی، تو صحابۂ کرام پر یہ بات شاق ہوئی، چنانچہ ان کی تسلی کے لئے دوسری آیت نازل ہوئی، اور ارشاد ہوا کہ ایک جماعت پہلی امتوں کی اور ایک جماعت اس امت کی جس میں امم سابقہ اور اس امت کو مساوات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔" (ابن کثیر کو دیکھا جائے)

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے :۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنُوا الشَّطْرَ (یَعْنِیْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ) فَکَبَّرْنَا ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ، والحدیث منہ (ابن جریر، ص ۹۸ ج ۲۷)	"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت میں سے آدھے تم (یعنی آپؐ کی امت) ہوں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو بہت زیادہ سمجھا، پھر آپ نے یہی آیت پڑھی: ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین۔"

اور اسی قسم کی ایک روایت حضرت قتادہؓ سے بھی منقول ہے۔

اور حضرت حسنؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :۔

ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ (من الامم) وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) (ابن جریر ۱۰۹ ج ۲۷)	"ایک جماعت اولین میں سے یعنی تمام پہلی امتوں میں سے اور ایک جماعت آخرین یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے۔"

اور امام المفسرین ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَضَوْا قَبْلَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثُلَّۃٌ	"ایک جماعت اولین سے یعنی ان لوگوں کی جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں، اور ایک جماعت آخرین سے

مِنَ الْاٰخِرِیْنَ یَقُوْلُ جَمَاعَۃٌ مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ بِہٖ اَھْلُ التَّاوِیْلِ۔ (تفسیر ابن جریر ص۹۵ ج ۲۷)	یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک جماعت امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے، ایسا ہی اہلِ تفسیر صحابہ و تابعین نے فرمایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان دونوں آیتوں میں امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو آخرین کے لقب کے ساتھ ذکر فرماکر اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپؐ کی امت آخری امت ہے۔

آیت نمبر ۱۵ اَلَمْ نُھْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ۔ ثُمَّ نُتْبِعُھُمُ الْاٰخِرِیْنَ۔ (مرسلٰت، پ۲۹)	"کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا پھر ان کے پیچھے چلاتے ہیں پچھلوں کو۔"

اس آیت میں اوّلین سے پہلی اُمتوں کے کفار مراد ہیں، اور آخرین سے اس امت کے، پس ثابت ہوا کہ یہ امت آخری امت ہے۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۹۲ ج ۸)

اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ جَمِیْعُ الْکُفَّارِ الَّذِیْنَ کَانُوْا قَبْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُہٗ ثُمَّ نُتْبِعُھُمُ الْاٰخِرِیْنَ عَلَی الْاِسْتِئْنَافِ عَلٰی مَعْنٰی سَنَفْعَلُ ذٰلِكَ وَنُتْبِعُ الْاَوَّلَ الْاٰخِرَ۔	"اوّلین سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں، اور ثُمَّ نُتْبِعُھُمُ الْاٰخِرِیْنَ بطور استئناف اس معنی میں ہے کہ ہم ایسا کریں گے، اور پہلے کے پیچھے پچھلے کو چلائیں گے۔"

تفسیر جامع البیان میں بھی یہی مضمون بصراحت موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں آخرین سے امتِ محمدیہ کے کفار مراد ہیں جس سے اس امت کا آخری امت ہونا ظاہر ہے۔

آیت نمبر ۱۶ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ۔ (سورۂ مائدہ، پ۷)	"اور اگر تم ان اشیاء کا سوال کروگے (جن کے سوال سے منع کیا گیا ہے) نزولِ قرآن کے زمانہ میں ان اشیاء کا ذکر کر دیا جائے گا۔"

اس آیت میں بیان اشیاء کے لئے حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ کی قید بڑھا کر بتلا دیا گیا کہ نزولِ قرآن کے بعد کوئی ذریعہ وحی کی صورت سے بیانِ احکام کا باقی نہ رہے گا۔

چنانچہ علامہ محمود آلوسی مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :۔

تُبْدَ لَكُمْ أَيْ بِالْوَحْيِ كَمَا يُفِيدُهُ تَقْيِيدُ بِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ ۔ (روح ص ج ۷) (طبع جدید)	"یعنی بیان کرنے سے آیات میں مراد یہ ہے کہ بذریعہ وحی بیان کردیا جائے گا جیسا کہ حین ینزل القرآن کی قید سے معلوم ہوا (کیونکہ نزولِ قرآن کے بعد وحی منقطع ہوجائے گی بذریعہ وحی بیان کا)"

معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ نزولِ قرآن کے زمانہ کے بعد انقطاعِ وحی کا اعلان کرتی ہے، اور وہ انقطاعِ نبوت کو مستلزم ہے۔

آیت نمبر ۱۷ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (سورۂ توبہ، پ ۱۰)	"وہ ہے جس نے بھیجا اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو تمام دینوں پر"
آیت نمبر ۱۸ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ (سورۂ فتح، پ ۲۶)	"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان و ملل پر غالب کردے، اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے"
آیت نمبر ۱۹ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؕ (سورۂ صف، پ ۲۸)	"وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ اس کو تمام ادیان و ملل پر غالب کردے اگرچہ مشرکین برا مانیں"

یہ تین آیات قرآن مجید کی تین سورتوں میں تقریباً متحد الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، جن میں حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت عامہ و دینِ حق کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام ادیان و ملل اور تمام مذاہب پر اس کو غالب کردیا جائے۔

ظاہر ہے کہ تمام مذاہب پر کسی کا غلبہ جب ہی ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ شخص

تمام ادیان کے عالم میں آجانے کے بعد پیدا ہوا ہو، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیان اور تمام مِلَلِ انبیار کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا آسمانی دین اس دنیا میں نہ آئے گا۔

آیت نمبر۲۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (نسار، پ۵)	"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول (محمدؐ) کی اور اُن لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے اولی الامر ہیں"

عامۂ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد سلاطینِ اسلام اور اربابِ حکومتِ اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین نے ائمۂ مجتہدین اور علمائے امت کو بھی اولوالامر میں داخل کیا ہے۔

بہرحال یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس کے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے اسلام اور اربابِ حکومتِ اسلامیہ اور علمار کی اطاعت کریں، جس میں دو وجہ سے ختم نبوت کا کھلا ہوا ثبوت ملتا ہے۔

اوّل اس وجہ سے کہ خداوندِ عالم نے آپؐ کی اُمت کی نجات کے لئے انبیار میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت[1] کو کافی قرار دیا ہے، اور اسی پر جنت و مغفرت کا وعدہ ہے، حالانکہ اگر کوئی نبی اس امت میں پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ اس پر ایمان لانے، اور اس کی اطاعت کو بھی نجات کی شرط بنائی جاتی، کیونکہ ہم اُوپر تفصیلاً بیان کرچکے ہیں کہ کسی شخص کی نجات اس وقت تک ہرگز نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ خدا کے انبیار میں سے کسی کم سے کم درجہ کے نبی کا بھی انکار کرے یا اس کی اطاعت سے علیحدہ رہے۔

الغرض انبیار میں سے صرف آپؐ کی اطاعت کو مدارِ نجات قرار دینا اور مغفرت

---

[1] یہ یاد رہے کہ تمام انبیارِ سابقین پر ایمان لانا بھی آپ کی اطاعت میں داخل ہے، کیونکہ آپؐ نے ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے، اور آئندہ کسی نبی کے پیدا ہونے کی خبر تک نہیں دی، لہٰذا اس کی اطاعت آپؐ کی اطاعت میں درج نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ

کے لئے کافی تبلانا اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا کوئی نبی دُنیا میں بھیجا جائے اور لوگ اس کی اطاعت کے لئے مکلّف نہ کئے جائیں، حالانکہ خود قرآن کریم اعلان کرچکا ہے :-

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ،	"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے"

پس جب امت کی اطاعت کو انبیاء میں سے صرف آپؐ پر منحصر اور مختتم کردیا گیا تو ضروری ہوا کہ نبوّت بھی آپؐ پر مختتم ہو۔

دوم اس وجہ سے کہ اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت آپؐ کے بعد اُولوالامر یعنی خلفائے اسلام اور ائمۂ اُمت کی اطاعت کرے۔ جن لوگوں کو خدا نے عقل و فہم کا کوئی حصہ دیا ہے وہ ذرا غور کریں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی یا بقول مرزا جی غیر تشریعی ظلّی یا بروزی نبی پیدا ہونے والا تھا تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپؐ کے بعد بجائے اولوالامر کی اطاعت کے اس نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا، کیونکہ غالبًا اس بات میں مسلمان تو مسلمان کسی مرزائی صاحب کو بھی خلاف نہ ہوگا، کہ اولی الامر کی اطاعت سے نکلنا کفر نہیں، مگر نبی کی اطاعت سے خارج ہونا قطعی کفر اور ابدالاباد کے لئے جہنم کا مستحق بنادینے والا ہے، اگرچہ وہ ادنٰی[1] سے ادنیٰ اور بقول مرزا صاحب ظلّی یا بروزی ہی نبی ہو، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہونے والا تھا تو عجب تماشہ ہوگا کہ قرآن عزیز لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے، اور بعد میں آنے والے نبی کا ذکر تک بھی نہیں کرتا۔

اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ ایک اندھا کنویں کی طرف بڑھا چلا جارہا ہے اور قریب ہے کہ اس کا اگلا قدم اس کی حیات کا آخری قدم ہو، اور ساتھ ہی اس کے

---

[1] یاد رکھو خدا کا کوئی نبی فی نفسہٖ ادنیٰ نہیں بلکہ سب کے سب اعلیٰ وارفع ہیں، مگر انبیاء کے درجات آپس میں کم و بیش اور ادنیٰ و اعلیٰ ہونا خود نصِ قرآن میں مذکور ہے۔ "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ" پس اس جگہ اس اعتبار سے ادنیٰ کا لفظ بولا گیا ہے ۱۲ منہ

بدن پر ایک چیونٹی بھی لگی ہوئی ہو، جس کے کاٹنے کا خیال ہے، ایک مہربان اٹھے، اور اس چند گھڑی کے مہمان کو چیونٹی سے بچنے کی تاکید پر تاکید کرے، مگر سامنے کھڑی ہوئی موت کا ذکر تک نہیں کرتا، کیا اس دوست نما دشمن کو دنیا کا کوئی انسان عقلمند یا اندھے کا مہربان دوست تسلیم کر سکتا ہے؟

جو لوگ ان جیسے کھلے ہوئے ارشادات کے بعد بھی کسی نبی کا اس امت میں پیدا ہونا جائز سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کو ظلی یا بروزی نبی کہا کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی بدترین تحریف کر رہے ہیں، اور مسلمانوں کے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

مسلمانو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ آج دنیا کی غیر قومیں تمہارے قرآن کا یہ مضحکہ اڑائیں کہ وہ کتاب جو تمام عالم کی ہدایت کی دعوے دار اور نجات کی کفیل ہونے کی مدعی ہے، وہ (معاذ اللہ) ایسی مہمل کتاب ہے کہ اہم ترین مسائل کو چھوڑ کر لوگوں کے خیالات کو معمولی باتوں میں لگا دینا چاہتی ہے، اُن کو چھوٹے چھوٹے عذاب سے بچاتی ہے مگر کفر و ضلالت اور ابدی جہنم سے بچنے کی تدبیر بتلانا تو درکنار ان کو اس سامنے رکھی ہوئی جہنم کی اطلاع بھی نہیں دیتی، بلکہ معمولی چیزوں میں اُلجھا کر اس سے غافل کرنا چاہتی ہے۔

یہ آیت جس طرح تشریعی نبوت کے انقطاع کی بیّن دلیل ہے اسی طرح اس امر کا بھی قطعی اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بروزی یا کسی اور قسم کا نبی ہرگز ہرگز اس امت میں پیدا نہیں ہوگا، جن کے آنکھیں ہیں دیکھیں، اور جن کے کان ہیں سُنیں۔

آیت نمبر ۲۱ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۠
(سورۂ فتح، پ ۲۶)

"جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جو شخص اعراض کرے گا اس کو سخت دردناک عذاب دیں گے۔"

یہ آیت کریمہ ایک ایسی آیت ہے کہ اگر پورے قرآن مجید کا تتبع کیا جائے تو اس مضمون کی صدہا آیتیں نکلیں گی جن کا حاصل یہ ہے کہ اس امت میں قیامت تک پیدا ہونیوالی

نسلوں کی نجاتِ آخرت اور دخولِ جنت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپؐ کے فرمان کی اطاعت کرنا کافی ہے، سوائے انبیائے سابقین کے کہ جن پر ایمان لانے کی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں، اور یہ ختمِ نبوت کا نہایت واضح اعلان اور اعلیٰ درجہ کا قوی ثبوت ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات میں خداوندِ عالم کا وعدہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپؐ کی پیروی کرنے والے کو بلا کسی دوسری شرط کے درجاتِ جنت عطا کئے جائیں گے۔

قرآن عزیز اگر کبھی منسوخ ہونے والا نہیں، اور شریعتِ قرآنیہ اگر قیامت تک رہنے والی ہے (جیساکہ تمام امتِ محمدیہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے نزدیک بھی مسلّم ہے[1])، تو لازمی بات ہے کہ یہ وعدہ بھی تمام عالم میں قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے عام اور شامل ہوگا۔

تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا اور فرض کرلو کہ بقول مرزا صاحب بروزی ہی رنگ میں پیدا ہوا، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور آپؐ کی اطاعت کرنے والوں کو بلا کسی شرط جدید کے جنت میں داخل کرے، اور اُن کی نجات کا ذمہ اٹھائے، اور یا ان لوگوں سے جنھوں نے اس کو مدتوں کے بجائے اپنے سینوں اور جنھوں نے اُس کے ایک ایک حرف پر اپنی جانیں قربان کیں، آج یہ کہہ کر الگ ہوجائے کہ میں اب اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکتا، آج تمہاری نجات میرے بس میں نہیں، جاؤ اس جدید نبی کے پاؤں پکڑو، اس میں اور صرف اسی میں تمہاری نجات ہے۔

لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ پہلی صورت بداہۃً باطل ہے، کیونکہ اگر نبی جدید کے پیدا ہونے کے بعد قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس جدید نبی کی اطاعت

---

[1] مرزا صاحب اور ان کی امت کا طرزِ عمل اور بہت سے اقوال بھی اگرچہ صفائی کے ساتھ قرآن کے بہت سے احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں، لیکن کم از کم زبان سے وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ قرآن مجید کا کوئی نقطہ یا کوئی حرف بھی منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ۱۲ منہ

اُمتِ محمدیہ کے ذمہ نہ لگائے اور ان کو اس پر ایمان لانے اور اس کی پیروی کیلئے مجبور نہ کرے، تو اوّل تو یہ بتلاؤ کہ اس نبی کے دنیا میں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ قوم اُس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے پر مجبور نہیں، بلکہ معاذ اللہ یہ تو اس نبی کے لئے اچھی خاصی سزا اور اعلیٰ درجہ کی توہین ہوگی کہ اس کو دنیا میں اس لئے بھیجا جائے کہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلائے اور ان لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ تمھیں اس کی اطاعت کی ضرورت نہیں، اس کے بغیر بھی جنّت تمھاری میراث ہے۔

اس کے بعد یہ معاملہ خود نصوصِ قرآنیہ اور اجماعِ امت کے سراسر خلاف ہے، جیساکہ ہم اُوپر مفصل لکھ چکے ہیں کہ قرآن کریم ان لوگوں کے بارہ میں جو کسی ایک نبی پر بھی ایمان نہ رکھیں، اگرچہ باقی سب انبیاء پر کامل ایمان رکھتے ہیں،

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ | "وہ لوگ یقیناً کافر ہی ہیں"

فرما چکا ہے۔ بہرحال شریعتِ قرآنیہ میں یہ نہیں ہوسکتا کہ دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی بھیجا جائے اور لوگوں کے ذمہ اس پر ایمان لانا، اس کی اطاعت کرنا اہم ترین فرض اور مدارِ نجات نہ قرار دیا جائے۔

اور جب پہلی صورت یوں باطل ہوئی تو لامحالہ دوسری صورت متعین ہوگئی یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، اگرچہ بقول مرزا صاحب بروزی رنگ میں ہو تو قرآن مجید اس کے پیدا ہونے کے بعد اپنا یہ دعویٰ ہرگز پورا نہ کرسکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو مطلقاً (بغیر کسی شرط کے) جنت میں داخل کیا جائے گا، بلکہ ضروری ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کو شرطِ نجات بنایا جائے گا، جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اس وقت قرآن کی ان سب آیتوں کو منسوخ کہنا پڑے گا جو تمام امتِ محمدیہ کے اجماعی عقیدہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے مسلّمات کے بھی خلاف ہونے کے علاوہ اہل علم کے نزدیک ایک نرالا اعجوبہ ہوگا، کیونکہ باتفاقِ علماء وعدہ میں نسخ جاری نہیں ہوتا، ورنہ پھر وعدہ خلافی اور نسخ وعدہ میں کیا فرق ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ جو آسمانی کتابیں آج منسوخ ہوچکی ہیں ان میں بھی کوئی وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہوا۔

ایک لطیفہ یاد آیا کہ جب مرزا صاحب نے ایک مرتبہ بعض معاملات کے

متعلق پیشگوئی کی اور دعویٰ کیا کہ خداوند عالم نے بذریعہ وحی مجھ سے پختہ وعدہ کرلیا ہے کہ یہ کام ضرور پورا ہوگا، پھر جب خداوندِ عالم نے مرزا صاحب کا جھوٹ اور افترار علی اللہ عالم پر آشکارا کرنے کے لئے یہ کام نہ ہونے دیا، باوجودیکہ مرزا صاحب نے اس کو سچ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا، تو اُس وقت لوگوں نے ان سے کہا کہ میاں وہ تمہاری وحی اور وعدۂ الٰہی کیا ہوا تو فرمایا کہ نادانو! تمھیں معلوم نہیں کہ وعدہ میں کبھی کچھ مخفی شرطیں بھی ہوتی ہیں جن کے نہ ہونے کی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کیا جاتا عام لوگ سمجھتے ہیں کہ خلاف وعدہ ہوا۔

یہ بات جس قدر مضحکہ خیز اور بدیہی البطلان ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں، مگر جب مرزا صاحب کی اساسِ نبوت اس جیسی لچر باتوں پر قائم ہوسکتی ہے تو عجب نہیں کہ اس قسم کی آیات میں بھی وہ یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے جنت میں ضرور داخل کیا جائے گا، بشرطیکہ مرزا غلام احمد کی بھی اطاعت کرے، اس وعدہ میں یہ شرط مخفی ہے، لیکن باوجود ہر قسم کے انحطاط اور تنزل کے دنیا ایسی اندھی نہیں ہوئی، اور لوگ اتنے عقل سے خالی نہیں ہوئے جو اس قسم کی رکیک اور باطل تحریفات پر کان لگا سکیں۔

کون نہیں جانتا کہ اگر اس طرح وعدوں کے اندر مخفی شرائط کو جائز قرار دیا جائے گا تو یہ صریح وعدہ خلافی اور خالص جھوٹ بولنے کی تعلیم ہوگی کیونکہ ہر وعدہ خلاف اور ہر جھوٹے سے جھوٹا آدمی یہی عذر پیش کردے گا کہ میرے وعدہ میں یا میرے کلام میں مخفی شرطیں تھیں جن کا ذکر نہیں ہوا، اس لئے میں ایفائے وعدہ کے لئے مجبور نہیں۔

ایک شخص آج کسی سے وعدہ کرتا ہے کہ کل تمھیں دو ہزار روپے دیں گے، لیکن کل جب وہ ایفائے وعدہ کا سوال کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ایفائے وعدہ میں یہ شرط تھی کہ اگر تم اپنا گھر مجھے دوگے تو ہم دو ہزار روپیہ دیں گے۔ کیا کوئی انسان اس شخص کی یہ لچر بات سُن کر اس کو سچا کہہ سکتا ہے؟

یا ایک شخص دن کے بارہ بجے یہ کہتا ہے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا، اور جب لوگ اس کے سفید جھوٹ پر نفرین کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے کلام میں ایک شرط مخفی ہے یعنی آفتاب طلوع ہوا دس بجے شب کے وقت۔ تو کیا یہ شخص اُن خرافات

کی وجہ سے سچا کہلایا جا سکتا ہے ؟

اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس قسم کی مخفی شرطوں کی بنیاد پر دعوے اور کلام سچے ہوا کریں تو دنیا میں کسی دعوے اور کسی کلام کو جھوٹ نہیں کہا جا سکتا بلکہ لفظ کذب ایک بے مصداق اور بے معنی آواز رہ جائے گی ، ہر دعدہ خلاف اور اعلیٰ درجہ کا کذاب مرزاجی کی بدولت سچائی کی سرخروئی حاصل کرسکتا ہے ۔

مگر یہ کوئی عجب نہیں ، کیونکہ جس طرح سچے لوگوں کا فیض سچے لوگوں کو پہنچتا ہے اسی طرح اگر مرزا صاحب کے فیض سے جھوٹے لوگ آباد ہو جائیں تو کیا بعید ہے ، آخران غریبوں کا بھی تو کوئی ٹھکانا ہونا چاہئیے ۔

سلسلۂ کلام طویل ہوگیا ، اس کے بعد ہم پھر اصل کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جس آیت کے متعلق اس قدر تفصیلی گذارش کی گئی ہے اسی کی اور چند نظائر ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ، ناظرین کرام اس آیت کو پڑھتے وقت بھی مذکورۃ الصدر گذارش کو یاد رکھیں تاکہ ہمیں ہر آیت کے ساتھ کلام کو دُہرانا نہ پڑے ۔

آیت نمبر ۲۲ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ (سورۂ نساء ، پ۵)

" اور جس نے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے پُشت پھیری (بلا سے) ہم نے آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا "

اس آیت میں بھی اُمّتِ محمدیہؐ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مطلقاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے ، اور اگر کوئی نبی آپؐ کے بعد آنے والا ہوتا تو اس کے آنے کے بعد کوئی شخص اس وقت تک خدا کا مطیع کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ وہ اس نبی کی بھی اطاعت نہ کرے جیسا کہ اوپر مفصل گذرا ۔

آیت نمبر ۲۳ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ (سورۂ نساء پ۵)

" اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی نبیین اور صدیقین اور شہداء و صالحین

——— | کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت میں بھی درجاتِ جنت اور معتربین خداوندی کے ساتھ ہونے کا وعدہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کیا گیا ہے، جو اس کا صاف اعلان ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ورنہ معتربین خداوندی کے ساتھ ہونے کے لئے اس کی اطاعت بھی لازمی ہوتی۔

ایک نرالی منطق | آیت مذکورہ جو صفائی کے ساتھ ختم نبوت کا اعلان ہے عجائب میں سے ہے کہ مرزا صاحب نے اس کو اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کیا ہے۔

صورت استدلال بھی ایک عجب مضحکہ خیز صورت ہے کہ مسلمان پنجگانہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اُن کا بیان آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ نبیین اور صدیقین اور شہداء ہیں، پس دونوں آیتوں کے ملانے سے اس دعاء کا حاصل یہ ہوا کہ ہمیں نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی یہ دعاء غالباً قبول فرماتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلاتا ہے، اور اس سے یہ لازم آیا کہ مسلمان نبیین اور صدیقین اور شہداء بن جاتے ہیں، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی ہونا ممنوع نہیں۔

کیا خوب استدلال ہے۔ اس کا حاصل تو ہوا کہ جو شخص جس کے راستہ پر چلتا ہے وہ وہی بن جاتا ہے۔ نبیین کے راستہ پر چلنے والا نبی، اور صدیقین کے راستہ پر چلنے والا صدیق اور شہداء کے راستہ پر چلنے والا شہید بن جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ پھر تو یہ ترقی کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ کلکٹر کے راستہ پر چلنے والا کلکٹر اور وائسرائے کے راستہ پر چلنے والا وائسرائے اور بادشاہ کے راستہ پر چلنے والا بادشاہ ہو جایا کرے گا، بلکہ اس زینۂ ترقی سے تو شاید خدائی کا مرتبہ بھی حاصل ہوسکے، کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: صِرَاطِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الآیہ تو مرزا صاحب کے تجویز کردہ قانون کے مطابق جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ پر

چلے گا وہ معاذ اللہ خدا بن جاوے گا، نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

آیت نمبر ۲۴ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(آخر سورۂ حدید، پ ۲۷)

"اے پہلے (انبیاء پر) ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے مرحمت فرمائے گا اور تمہارے لئے ایک روشنی کر دے گا جس کے ذریعہ سے تم چلوگے اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

اس آیت شریفہ میں بھی انبیاء سابقین کے بعد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مدار نجات قرار دیا گیا ہے اور قیامت تک اسی پر مغفرت کا وعدہ ہے، اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی تشریعی یا غیر تشریعی اور یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی پیدا ہونے والا ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر ایمان لانے کو بھی شرط نجات کی بنائی جاتی۔ اس طرح بلا شرط کے وعدۂ مغفرت اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

آیت نمبر ۲۵ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ؕ

(آخر سورۂ نساء، پ ۵)

"اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جس کو نازل کیا اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے۔"

یہ آیت بھی اسی مدعا کو زیادہ وضاحت سے ثابت کر رہی ہے جو اوپر مکرر عرض کیا گیا، کیونکہ اس میں بھی اول تو صرف آنے والے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم ہے، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی تلقین نہیں اور اگر کوئی اور نبی آتا تو ضرور تھا کہ وہ قرآن کریم جو خدا کی غیر منسوخ کتاب اور نجاتِ عالم کا دائمی متکفل ہے اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا، پھر آسمانی کتابوں اور وحیِ الٰہی میں جس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ صرف سابق کتب سماویہ اور وہ وحی ہے جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ، اور کسی نبی ظلی وغیرہ کی وحی کو واجب العمل نہیں بتلایا گیا۔

آیت نمبر ۲۶	
اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ الآیۃ (آخر سورۂ بقرہ، پ)	"ایمان لائے رسول اس پر جو کچھ اترا اس کی طرف اُس کے رب کی طرف سے اور مسلمان سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے ملائکہ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے رسولوں میں سے"

اس آیت میں دو وجہ سے ختم نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔

اوّل اس وجہ سے کہ یہ آیت مسلمانوں کو صرف اُس وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلاتی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی اور آپؐ کے بعد بھی سلسلۂ وحی جاری ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر بھی ایمان لانا واجب ہوتا۔

دوم اس آیت نے یہ بھی ثابت کیا کہ خدا کے رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی ایمان سے جُدا نہیں کیا جا سکتا، بلکہ سب پر ایمان واجب ہے، پس اگر کوئی نبی آپؐ کے بعد (اگرچہ بقول مرزا بروزی رنگ میں) پیدا ہونے والا تھا تو یقیناً قرآن کریم اس کی اطلاع دے کر اپنے پیروؤں کو اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا

آیت نمبر ۲۷	
وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔ (سورۂ بقرہ، پ)	"ایمان لاؤ اس وحی پر جو ہم نے نازل کی ہے تصدیق کرنے والی اس وحی کی جو تمہارے پاس ہے"

اس آیت میں اہلِ کتاب کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ یہ وحی یعنی قرآن کریم جو تمہاری پہلی کتابوں تورات و انجیل کی تصدیق کرتی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس میں بھی قرآن کریم کے بعد کسی اور وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں۔

آیت نمبر ۲۸	
قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَ	"(اے محمدؐ) تم کہدو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی پر جو اتری ہم پر اور جو وحی اتری ابراہیمؑ پر اور اسمٰعیلؑ پر اور اسحٰقؑ پر اور یعقوبؑ

يَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (سورۂ آل عمران پ۳)	اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو ۔ اور سب نبیوں کو اپنے رب کی طرف سے ، ہم جدا نہیں کرتے ان میں سے کسی کو ۔"

اس آیت کریمہ نے ایک طرف تو یہ اعلان کیا کہ تمام انبیاء کی وحی پر ایمان لانا فرض اور ضروری ہے جس پر لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ فرماکر آخر میں مکرر توجہ دلائی گئی ہے، اور دوسری جانب یہ بھی صاف طور سے بیان کردیا کہ ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری اور فرض ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین علیہم السلام پر نازل ہوچکی ہے ، کسی جدید وحی کو ایمان میں درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، جو قطعاً اس کا اعلان ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی وحی نازل نہ کی جائے گی ورنہ ضرور تھا کہ لانفرق بین احد منہم کے قاعدہ سے اس پر بھی ایمان لانا فرض ہوتا ۔

اس آیت میں دو لفظ خصوصیت کے ساتھ قابلِ غور ہیں، اوّل وَمَا أُوتِيَ، جو بصیغہ ماضی ادا کیا گیا ہے اور دوم النَّبِيُّونَ ، جو لام استغراق کے ساتھ مزیّن کیا گیا ہے ۔ جن دونوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ آسمانی کتابیں اور وحی دینی تھیں وہ دی جاچکی ہیں ، اور آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ کسی کو وحی نبوت دی جائے گی ۔

آیت نمبر۲۹ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ الآیہ (سورۂ نساء ، پ۵ ، ع۶)	" کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپؐ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپؐ سے پہلے نازل کی گئی ۔"

اس آیت میں بھی دعویٰ ایمان میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کی وحی کو درج کیا گیا ہے ، اس کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں کیا گیا ، بلکہ مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے اشارہ ہے کہ بعد میں وحی نازل ہونے والی نہیں ۔

آیت نمبر۳۰ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ	" اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور وہ اس سب وحی پر

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ (ابتدا سورہ محمد، پ۲۶)	ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی، اور وہ اُن کے رب کے پاس سے امر واقعی ہے اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ اُن پر سے اتار دے گا، اور ان کی حالت اچھی رکھے گا۔

اس آیت کریمہ میں بھی صاف طور پر وعدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی وحی پر ایمان لائے گا اس کی مغفرت کی جائے گی، اور اس وعدہ میں کسی دوسرے نبی پر ایمان لانا شرط نہیں، جس سے واضح ہوگیا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ لازم ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہو، اور محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپؐ کا اتباع کرنا انسان کو نجات نہ دلا سکے، اور جو وعدہ آیت میں مسلمانوں کے لئے کیا گیا ہے اس کا مستحق نہ بنا سکے، جس کی تحقیق مکرر گذر چکی ہے۔

آیت نمبر ۳۱ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ (سورۂ نساء، پ۶، ع۲۳)	"اے لوگو! تمہارے پاس رسول آچکا حق بات لیکر، تم ایمان لاؤ، تمہارے لئے بہتر ہوگا۔"

اس آیت کریمہ میں بھی اوّل تو يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ کے عام خطاب سے عمومِ بعثت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ختم نبوت کا ثبوت پیش کیا گیا، اور پھر صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مدارِ نجات قرار دے کر بتلا دیا گیا کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں جس پر ایمان لانا واجب ہو۔

آیت نمبر ۳۲ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ، (آخر سورۂ نساء، پ۶)	"اے لوگو! تم کو پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُتاری ہم نے تم پر روشنی واضح (یعنی قرآن مجید) جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی مہر اور فضل میں۔"

یہ آیت بھی دو وجہ سے ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔

اوّل اس لئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومِ بعثت کو ثابت کرتی ہے اور

قیامت تک تمام دنیا میں پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کو فرض کرتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب قیامت تک اسی طرح چمکتا رہے گا، جس کے سامنے کسی کوکبِ نبوت کے چمکنے کی نہ ضرورت ہے، نہ یہ عادۃً ممکن ہے۔

دوم یہ آیت بھی آیت مذکورۂ بالا کی طرح صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے والے کے لئے جنت اور اس کے نعیم مقیم کا وعدہ کرتی ہے، جس سے لازم آتا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی اور نبی (جس پر پہلے سے ایمان نہ رکھتے ہوں) پیدا نہ ہوگا بلکہ امر مفصلاً۔

آیت نمبر ۳۳	
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ (مائدہ، پ ۶، ع ۳)	"تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب مبین (یعنی قرآن مجید) جن سے اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے سلامتی کے راستہ کی ان کو جو تابع ہوئے اس کی رضامندی کے۔"

یہ آیت بھی آیات مذکورۂ سابقہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے سوا کسی اور نئے نبی یا نئی وحی پر ایمان لانے کے بغیر ہدایت اور دخولِ جنت کا وعدہ کرتی ہے جو ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کا کھلا ہوا اعلان ہے۔

آیت نمبر ۳۴	
فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۙ (اعراف، پ ۹، ع ۱۹)	"سو میں لکھ دوں گا (اپنی رحمت) اُن لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں، اور دیتے ہیں زکوٰۃ جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں، اور جو تابع ہیں اس رسول کے جو نبی ہے اُمّی جس کو پاتے ہیں (اہل کتاب) لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔"

یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لائے بغیر جنت و مغفرت کا وعدہ کرتی ہے، اور اگر کوئی اور نبی (اگرچہ بقول مرزا صاحب) بروزی رنگ میں ہی دنیا میں پیدا ہوتا تو یہ قرآن کا وعدہ ہرگز پورا نہیں

ہو سکتا، جیسا کہ مکرر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

آیت نمبر ۳۵ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اعراف، پ ۹ آیت ۱۵۷)	"پس جو لوگ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ کی رفاقت اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور (قرآن) کے جو اس کے ساتھ اترا ہے، وہی مراد کو پہنچے"

یہ آیت بھی مطلق نبوت کے انقطاع پر آیاتِ مذکورہ کی طرح روشن دلیل ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے کے بغیر ہر فلاح و بہبود کا وعدہ کرتی ہے۔

آیت نمبر ۳۶ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (اعراف، پ ۹ ۱۵۸)	"ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر، جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر، اور اس کے تابع ہو جاؤ تو شاید تم ہدایت پاؤ"

یہ آیت کریمہ بھی آیاتِ مذکورہ کے ہم معنیٰ اور مطلقاً ختمِ نبوت کی دلیل ہے، فتذکر۔

آیت نمبر ۳۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآية (انفال، پ ۹ ۲۰)	"اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے"

اس آیت کریمہ سے بھی ختمِ نبوت کا ثبوت اسی طرح سمجھئے جس طرح آیاتِ سابقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۳۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (انفال، پ ۹ ۲۴)	"اے ایمان والو! مانو حکم اللہ کا اور رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا جبکہ بلائے تم کو ایک کام پر جس میں تمہاری زندگی ہے"

یہ کلامِ الٰہی بھی پہلی آیات کی طرح مطلقاً ختمِ نبوت کو ثابت کرتا ہے۔

آیت نمبر ۳۹ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (انفال، پ ۱۰، ۴۶)	"اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور آپس میں نہ جھگڑو کہ نامرد ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے"

اس آیت کا مطلقِ نبوت کے انقطاع کی واضح دلیل ہونا ہمارے گزشتہ کلام

اور بوضاحت ثابت ہو چکا ہے۔

آیت نمبر ۴۰ | يَآ اَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (انفال، پ۱۰)

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافی ہے اللہ آپ کو اور اُن مسلمانوں کو جو آپ کا اتباع کریں۔"

اس آیت کریمہ میں بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو نجات کے لئے کافی قرار دے کر ختم نبوت کا روشن ثبوت دیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۱ | وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (توبہ، پ۱۰)

"مسلمان حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، اُن پر اللہ رحم کرے گا، بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔"

یہ بھی گذشتہ آیات کی نظیر ہے اور مضمون مذکور کو ادا کرتی ہے۔

آیت نمبر ۴۲ | فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِىْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (تغابن، پ۲۸)

"ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمدؐ) پر اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔"

اس آیت شریفہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے کو شرط نجات نہیں بنایا گیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کو کافی بتلایا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۳ | يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (صف، پ۲۸)

"اے ایمان والو! میں بتاؤں تم کو ایک سوداگری کہ بچاوے تم کو دُکھ کی مار سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے، یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔"

اس آیت کریمہ نے جو نافع تجارت مسلمانوں کو سکھلائی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسی ایمان کو عذاب آخرت سے بچانے کا کفیل بتلایا ہے، اس میں کہیں شرط نہیں کہ ایک شبروزی ظلی یا لغوی نبی آئے گا اور اس پر ایمان لانا بھی شرطِ نجات ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر سلسلۂ نبوت جاری مانا جائے تو اس آیت کا وعدہ بغیر نئے نبی پر ایمان لائے پورا نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۴۴ | اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ (حدید، پ ۲۷)

"تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تمہیں پہلوں کا قائم مقام بنایا ہے، پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔"

یہ آیت اپنے مضمون اور ختمِ نبوت کے ثبوت میں پہلی آیات کی نظیر ہے، کیونکہ اس میں اجر کبیر کے وعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ کسی بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانے کو شرط نہیں کیا گیا، خواہ وہ تشریعی ہو، یا بقول مرزا غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی یا لغوی۔

آیت نمبر ۴۵ | هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (جمعہ، پ ۲۸)

"وہی ہے جس نے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا، پڑھتا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور اُن کو سنوارتا اور سکھاتا ہے عقلمندی، اور اس سے پہلے پڑے تھے صریح گمراہی میں، اور ایک اوروں کے واسطے انہی میں سے جو ابھی اُن میں نہیں ملے، اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔"

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کرو، جن میں صفائی کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے نبی اور رسول نہیں تھے، بلکہ آپ کی نبوت تمام ان نسلوں کے لئے بھی محیط اور شامل ہے جو

آپؐ کے عہد مبارک میں پیدا نہ ہوئے تھے، اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

امام التفسیر ابن کثیرؒ آیت مذکورہ کی تفسیر میں صحیح بخاری کی حدیث بروایت ابوہریرہؓ نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ مَدَنِيَّةٌ وَعَلٰى عُمُوْمِ بِعْثَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ لِاَنَّهٗ فَسَّرَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ بِفَارِسَ وَلِهٰذَا كَتَبَ كُتُبَهٗ اِلٰى فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْاُمَمِ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلٰى اِتِّبَاعِ مَا جَاءَ بِهٖ وَلِهٰذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ) قَالَ هُوَ الْاَعَاجِمُ كُلُّ مَنْ صَدَّقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ الْعَرَبِ۔

"اس حدیث میں دلیل ہے کہ یہ سورت (جمعہ) مدنیہ ہے، اور اس پر بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت (تمام عالم) اور تمام لوگوں کے لئے عام ہے، کیونکہ آیت مذکورہ میں وآخرین منہم کی تفسیر حدیث بخاری میں فارس سے کی گئی ہے، اور اسی وجہ سے آپؐ نے فارس و روم وغیرہ کی طرف دعوت نامے ارسال فرمائے، اور اسی لئے امام تفسیر حضرت مجاہد اور دوسرے بہت سے علماء تفسیر نے آخرین منہم کے متعلق فرمایا ہے کہ اس سے مراد عجمی لوگ ہیں غیر عرب میں سے جن لوگوں نے آپؐ کی تصدیق کی ہے۔"

(ابن کثیر)

نیز امام ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم اسی آیت کی تفسیر میں سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ فِيْ اَصْلَابِ اَصْلَابِ اَصْلَابِ رِجَالٍ وَّنِسَاءٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ قَرَاَ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ يَعْنِيْ بَقِيَّةَ مَنْ بَقِيَ مِنْ اُمَّةِ

"بیشک میری امت کے مردوں اور عورتوں کی پشت در پشت ایسے لوگ ہوں گے جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے، اور آپؐ نے اس کی شہادت میں یہ آیت پڑھی وآخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ مراد

مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ابن کثیر، ص ۲۴۹ ج ۹) | یہ تھی کہ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو امّتِ محمدیہ میں (قیامت تک) آنیوالے ہیں؟

آیتِ مذکورہ سے واضح طور پر حسب تقریرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرۂ نبوت و بعثت قیامت تک آنے والی تمام نسلوں پر محیط اور شامل ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب تمام آنے والی نسلیں آپؐ کی نبوّت کے احاطہ میں داخل ہیں تو آپؐ کے بعد نہ کسی اور نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۴۶ | قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ قف عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (آخر سورۂ یوسف، پ ۱۳) | "آپؐ کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں، میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی؟"

اس آیت کریمہ میں اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ کے الفاظ قابلِ غور ہیں، جن میں ارشاد کیا گیا ہے کہ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ دعوتِ حق دینے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور وہ صحابۂ کرام اور علمائے امّت جو آپؐ کے اسوۂ حسنہ کے متبع اور پیرو ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے مَنِ اتَّبَعَنِیْ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

یَعْنِیْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ کَانُوْا عَلٰی اَحْسَنِ طَرِیْقَۃٍ وَاَقْصَدَ ھِدَایَۃً (معالم التنزیل) | "یعنی صحابۂ کرام جو بہترین طریقہ اور ہدایت پر تھے؟"

اگر آپؐ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہونے والا تھا تو لازمی نتیجہ تھا کہ وہ بھی بصیرت کے ساتھ دعوتِ حق دینے والے افراد میں شمار کیا جاتا، بلکہ مناسب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے ان انبیاء کا ذکر ہوتا جو آپؐ کے بعد دعوتِ حق کے لئے آنے والے تھے، پھر اُن کے بعد صحابۂ کرام اور علماء کا تذکرہ درجہ بدرجہ ہوتا، لیکن جب کہ تنزیلِ عزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انبیاء کے نام لینے کے صحابۂ کرامؓ اور علمائے اُمّت کا ذکر فرمایا تو ثابت ہوا کہ آپؐ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں۔

آیت نمبر ۴۷ | لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ | "لیکن اُن میں جو لوگ علم پر ثابت ہیں

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (نساء، پ)

اور ایمان والے ہیں، وہ ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپؐ پر نازل ہوئی اور جو آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔"

آیت نمبر ۴۸ | إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوْا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (نور، پ ۱۸)

"ایمان والوں کی بات یہ تھی کہ جب بلائے ان کو اللہ اور رسول کی طرف ان میں فیصلہ کرنے کے لئے تو کہیں ہم نے سُنا اور مانا اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

آیت نمبر ۴۹ | وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (نور، پ۱۸)

"اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (محمدؐ) کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور بچیں اس کے محرمات سے وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔"

آیت نمبر ۵۰ | قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ الآية (نور، پ۱۸)

"کہدیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔"

آیت نمبر ۵۱ | وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (نور، پ۱۸)

"اگر تم آپؐ کی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی) اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔"

آیت نمبر ۵۲ | وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (نور، پ۱۸)

"اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی، شاید تم پر رحم ہو۔"

آیت نمبر ۵۳ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور، پ۱۸)

"ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسول (محمدؐ) پر۔"

آیت نمبر ۵۴ | إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّأَجْرٍ كَرِيْمٍ (یٰس، پ۲۲)

"بس آپ تو صرف ایسے ہی شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے، اور خدا سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت

آیت نمبر ۵۵ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (نور، پ۱۸)

اور عمدہ عوض کی خوشخبری سُنا دیجئے :

"ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائیں اللہ پر اور اس کے رسول (محمدؐ) پر :"

آیت نمبر ۵۶ | وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (احزاب پ۲۲)

"اور جو کوئی پیروی کرے اللہ کی اور اس کے رسول (محمدؐ) کی اُس نے پائی بڑی مراد :"

ان تمام آیاتِ کریمہ میں بھی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپؐ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلاکر قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور آپؐ کے اتباع کو مدارِ نجات قرار فرمایا ہے، اور اسی پر جنّت و مغفرت وغیرہ کے وعدے ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا یہ وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہوسکتا، بلکہ تا قیامت جاری ہے، اگر دنیا میں وحیِ نبوّت کا سلسلہ جاری ہو تو کیا اس وحی پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان جنت اور اس کے درجات کا مستحق بن سکتا ہے؟ اور اگر نہیں بن سکتا تو پھر قرآن کے یہ وعدے کیسے پورے ہوسکتے ہیں؟

آیت نمبر ۵۷ | وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (احزاب، پ۲۲)

"اور یاد کر جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا، اور آپ سے (اے محمدؐ) اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم سے :"

اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی تمام انبیاء سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے، اس کی وجہ خود زبانِ رسالت نے بیان فرمائی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الاٰيَة قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ اٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ نَبِیًّا اٰتِیْ

" حضرت ابوہریرہؓ آیت کریمہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے تھا، اور اس عالم بعثت میں سب کے آخر میں اسی لئے

قَبْلَهُمْ (ابن کثیر، ص۳، ج۸) سب سے پہلے میرا نام لیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے اور سب سے آخر نبی ہونے کی دلیل ہے۔

آیت نمبر ۵۸ اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ (اعراف، پ۸)

"اس وحی کا اتباع کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل ہو چکی ہے، اور نہ چلو اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے۔"

یہ آیت کریمہ اگر ایک طرف اس وحی کا اتباع اہلِ عالم کے لئے فرض کرتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو دوسری جانب صاف طور سے اس کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اس وحی کے علاوہ اور کسی وحی کا اتباع جائز نہیں۔

اب انصاف کیجئے کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی آسمانی وحی خدا کی طرف سے آنے والی تھی، تو اس کے اتباع سے کیوں روکا جاتا ہے، اور پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ جب دنیا اس کے اتباع سے ممنوع ہے تو پھر اس وحی کے نازل کرنے اور نبی کے دنیا میں بھیجنے سے کیا فائدہ ہے۔

آیت نمبر ۵۹ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ (یونس، پ۱۱)

"اور ہم ہلاک کر چکے سب امتوں کو تم سے پہلے، جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور لائے تھے ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے وہ ایمان لانے والے، یونہی سزا دیتے ہیں ہم گنہگار قوم کو، پھر ہم نے تم کو نائب کیا زمین میں ان (سب) امتوں کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو۔"

اس آیتِ کریمہ میں اول تو یہ بتلایا گیا کہ پہلی اُمتیں سب شرک کی وجہ سے ہلاک ہو چکیں، اور پھر بیان کیا گیا کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام امتوں کی خلیفہ اور زمین میں سب کی قائم مقام ہے، جس کا حاصل صاف یہ ہے کہ یہ اُمت آخر الامم ہے، اس کے بعد نہ کوئی جدید نبی آئے گا اور نہ اس کی نئی امت پیدا ہوگی۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ خداوندِ عالم نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا:۔

وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ۔	"اور یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر انبیاء پیدا کئے۔"

لیکن خیر الامم کے متعلق کہیں ایسے الفاظ مذکورہ نہیں، بلکہ اس موقع پر جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ[1] کئی آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدائے قدوس کی حکمتِ غامضہ اور خیر الامم کی شانِ امتیاز کا اقتضاء یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتابِ نبوت کے طلوع ہونے کے بعد کسی جدید ستارے کی روشنی کی ضرورت نہ سمجھی جائے۔

لیکن یاد رہے کہ اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ یہ امت امم سابقہ سے کسی درجہ میں کم ہے، کیونکہ منصبِ نبوت کے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالاتِ نبوت بھی مفقود ہوں۔ چنانچہ ارشاداتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس کا اعلان کرتی ہیں کہ یہ امت کمالاتِ نبوت کے ساتھ متصف ہے، مگر منصبِ نبوت آپ کے بعد کسی کو اس لئے نہیں دیا جاتا کہ اس میں آپ کی شانِ عظمت کی تنقیص ہے۔

مسند ابو داؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم ختم النبوۃ فی الحدیث میں مفصل نقل کی جاوے گی، اس کے چند جملے یہ ہیں:۔

وَتَقُوْلُ الْاُمَمُ كَادَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اَنْ تَكُوْنَ اَنْبِيَآءُ كُلُّهَا۔ (مسند ابو داؤد طیالسی، ص ۳۵۴)	"قیامت کے روز تمام امتیں کہیں گی کہ قریب ہے کہ یہ امت سب کی سب انبیاء ہوں۔"

نیز خداوندِ عالم نے پہلی امتوں کے متعلق جب یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے سے پہلی امتوں کے قائم مقام اور خلیفہ ہیں تو ساتھ ہی اس قوم کا بھی ذکر فرمایا جس کا خلیفہ اس امت کو کیا گیا تھا، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ۔	"یاد کرو جب ہم نے قوم نوح کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا۔"

---

[1] ہم نے تمہیں خلیفہ بنایا ۱۲ منہ

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ ۔	" یاد کرو جب ہم نے تمہیں عاد کے بعد قائم مقام بنادیا "

جس میں کسی امت کو قوم نوح کا اور کسی کو قوم عاد کا خلیفہ اور قائم مقام بتلایا گیا ہے ، بخلاف خیر الامم کے کہ اس کی خلافت و نیابت کو کسی خاص قوم کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ خلائف کے ساتھ فی الارض کی قید کا اضافہ کرکے اس کا صاف اعلان کردیا کہ یہ امت محمدیہ علی الاطلاق تمام امم دنیا کی خلیفہ ہے ، اس کے بعد کوئی اور امت عالم دنیا میں آنے والی نہیں ۔

آیت نمبر ۶۰ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ ۔ (آخر الانعام ، پ)	" وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے درجات دوسروں پر بلند کئے "
آیت نمبر ۶۱ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ الآیۃ (فاطر ، پ۲۲)	" وہ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا "

یہ آیات بھی آیتِ مذکورہ کی طرح اس امت کو تمام امم کا خلیفہ اور آخر الامم ثابت کرتی ہے جس کی تفصیل ابھی گذر چکی ہے ، مزید اطمینان کے لئے دیکھو تفسیر خازن صفحہ ۷۱ جلد ۲ :-

یَعْنِیْ وَاللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ یَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ الْخَالِیَةِ وَاسْتَخْلَفَكُمْ فَجَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ مِنْهُمْ تَخْلُفُوْنَهُمْ فِیْهَا وَتَعْمُرُوْنَهَا بَعْدَهُمْ وَذٰلِكَ لِاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	" اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں اے امت محمدیہ تمام زمین کا خلیفہ بنایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی تمام امم سابقہ کو ہلاک کردیا اور تمہیں اُن کا خلیفہ بنادیا کہ تم زمین پر اُن کی نیابت کرو اور ان کے بعد زمین کو آباد کرو، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء اور

خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَاٰخِرُهُمْ وَ اُمَّتُهٗ اٰخِرُ الْاُمَمِ ۔

آپ کی امت کو آخر الامم بنایا ہے "

تفسیر خازن کی مذکورہ بالا عبارت میں خط کشیدہ عبارت کو غور سے دیکھئے جس میں ہماری گذارش کی پوری تصدیق ہے ۔

نیز علامہ نسفیؒ تفسیر مدارک میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

لِاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ فَاُمَّتُهٗ قَدْ خَلَفَتْ سَائِرَ الْاُمَمِ (مدارک)

" اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اسی لئے آپ کی امت ساری امتوں کی خلیفہ بنی "

آیت نمبر ۶۲ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ (پارہ اقتربت ۲۷)

" قریب آپہنچی قیامت اور شق ہوگیا چاند (جو کہ قرب قیامت کی علامت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے) "

آیت میں قیامت کے قریب ہونے سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہ پیدا ہوگا، چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تصریح فرمائی ہے، دیکھو ابو حازم سلمۃ بن دینار رضی اللہ عنہ کی حدیث ذیل:۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى (بخاری و مسلم)

" ابو حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے ہیں اور آپ نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا "

اور اسی مضمون کی تین حدیثیں امام احمدؒ نے اپنے مسند میں حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت انسؓ اور حضرت وہب سلوائیؓ سے بھی روایت فرمائی ہیں جن کو ابن کثیرؒ نے آیت مذکورۃ الصدر کی تفسیر میں پیش کیا ہے، دیکھو ابن کثیر صفحہ ۲۴۰، جلد ۹ ۔

اور حضرت ابن زملؓ کی ایک طویل حدیث میں یہی مضمون اور بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس میں یہ بھی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت دونوں کے قریب ہونے سے یہی مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی

اور نبی پیدا نہ ہوگا۔

اسی حدیث میں ابو زملؓ نے اپنا ایک طویل خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا اور آپؐ کا اس کی تعبیر بیان فرمانا ذکر کیا ہے۔ تمام خواب اور اس کی تعبیر اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، صرف وہ جملے نقل کر دینا کافی ہے جن سے اس وقت ہمارا مقصد متعلق ہے، یعنی ابو زملؓ نے اس خواب میں منجملہ بہت سے واقعات کے یہ بھی دیکھا تھا کہ ایک ناقہ ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں، آپؐ نے اس کی تعبیر میں ارشاد فرمایا:۔

وَاَمَّا النَّاقَةُ الَّتِیْ رَاَیْتَهَا وَ رَاَیْتَنِیْ اَبْعَثُهَا فَهِیَ السَّاعَةُ عَلَیْنَا تَقُوْمُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَ لَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِیْ الحدیث،	"وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔"

(اخرجہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ذکرہ ابن کثیر، ص ۳۶۹، ج ۹)

آیت نمبر ۶۳ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ (انبیاء، پ ۱۷)	"لوگوں کے لئے اُن کا حساب (قیامت کا دن) قریب آگیا اور وہ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔"
آیت نمبر ۶۴ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (سورہ نحل، پ ۱۴)	"آپہنچا خدا تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ۔"

ائمۂ مفسرین نے عامۃً بیان فرمایا ہے کہ آیت میں امر اللہ سے قیامت مراد ہے اور ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ قرآن میں قرب قیامت سے اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی نہیں۔

آیت نمبر ۶۵ كَذٰلِكَ یُوْحِیْۤ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۚ (ابتداء شوریٰ پ ۲۵)	"اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی بھیجتا ہے آپؐ کی طرف اور ان انبیاء کی طرف جو آپ سے پہلے ہیں، وہ اللہ جو زبردست حکمت والا ہے۔"

قرآن کریم نے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان فرما کر مسئلہ زیر بحث کا واضح فیصلہ فرما دیا ہے، جس کا بیان آیات نمبر ۳ لغایت نمبر ۷ میں گذر چکا ہے، اسی لئے

ہم ناظرینِ کرام کی توجہ اس طرف منعطف کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ پہلے اس پر غور فرمائیں کہ اس میں تو کسی کو شک نہیں ہو سکتا کہ خدائے قدوس کے تمام انبیاء و رُسل واجب الاحترام ہیں، اُن کا ذکر باعثِ برکات اور اُن کے ہر ہر قدم پر آنے والی نسلوں کے لئے عبرتیں اور حکمت کے سبق ہیں، اور اسی لئے اُن کے حالات و واقعات اور گراں قدر کارناموں کو جس قدر روشن کر کے بیان کیا جائے اسی قدر مفید اور نہایت مفید ہے جیسا کہ خود قرآن کریم کا طرزِ عمل بتلا رہا ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوّت و رسالت باقی اور وحیِ نبوّت کا سلسلہ جاری ہے تو پہلی امتوں کی طرح اس امت کے لئے بھی انبیاء علیہم السلام کی دو جماعتیں ہو جائیں گی، ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکی ہے، اور دوسری وہ جو آپؐ کے بعد آنے والی ہیں، اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ قرآن عزیز دونوں قسم کی جماعتوں کا تذکرہ کرتا، دونوں کے حالات کو بیان کرتا، جیسا کہ کتبِ سابقہ تورات و انجیل وغیرہ اسی طرزِ عمل سے معمور ہیں، اُن میں اگر ایک طرف انبیاء سابقین کے کارنامے دکھلا کر اس امت کے لئے درسِ عبرت پیش کیا گیا ہے، تو دوسری جانب بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے حالات و علامات، اخلاق، عادات، تمدّن، معاشرت، وطن، ہجرت گاہ وغیرہ اور ان کی شریعت کا طغریٰ امتیاز اس طرح بتلایا گیا ہے کہ جس کے معلوم کرنے کے بعد کسی شخص کو ان کے پہچاننے میں غلط فہمی نہیں ہو سکتی، بلکہ بنصِ قرآن وہ آنے والے نبی کو اس طرح پہچانتے تھے جیسے کوئی شخص اپنی اولاد کو پہچانتا ہے[1]۔ پھر آنے والے انبیاء کی صرف خبر ہی نہیں دی بلکہ ان پر ایمان لانے اور ان کے اتباع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بعثتِ انبیاء اور سلسلۂ وحی جاری تھا تو مناسب بلکہ ضروری تھا کہ قرآن عزیز انبیاء سابقین کی طرح آنے والے انبیاء کا بھی مسلسل و مکمل تذکرہ کرتا اُن کے نام، اُن کا مولد، حُلیہ، اخلاق و عادات اور ایسے

---

[1] قال تعالیٰ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۱۲ منہ

حالات بیان کر دیا کہ جن کے معلوم کرنے کے بعد امتِ مرحومہ کو آنے والے انبیاء کے پہچانتے میں کوئی شبہ باقی نہ رہتا۔

بلکہ اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء کا تذکرہ بہ نسبت انبیائے سابقین کے زیادہ اہم اور ضروری تھا، کیونکہ انبیائے سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے، یہ ضروری نہیں کہ اس میں سے ہر شخص کا نام اور تشخص معلوم ہو، اس کی ہدایتیں یاد ہوں، اس کے تمام احکام کی اطاعت کی جائے، اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ،

جس نے بتلا دیا کہ بہت سے انبیائے سابقین کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتلائے گئے، امت کا تو ذکر ہی کیا۔

الغرض انبیائے سابقین کے متعلق صرف اس قدر اجمالی ایمان کافی ہے کہ خداوند عالم نے جتنے انبیاء بھیجے ہیں وہ سب حق و صداقت پر ہیں اُن کے شخصی حالات ایمان کا جُزو نہیں۔ بخلاف بعد میں آنیوالے انبیاء کے کہ اُن کے دعوے کی تصدیق، ان پر ایمان لانا، اُن کے تمام احکام کا اتباع امتِ مرحومہ کا اوّلین فرض ہے اور ان کی نجات کا مدار ہوگا۔ وہ جب تک آنے والے انبیاء کو نہ پہچانیں اور ان پر ایمان نہ لائیں، اگرچہ پہلے سب انبیاء پر کامل ایمان رکھیں ہرگز نجات نہیں پا سکتے۔

ایسی حالت میں انصاف کیجئے کہ انبیائے سابقین کے حالات کا دُہرانا، اُن کے شخصی حالات کا تذکرہ زیادہ اہم اور ضروری ہے، یا بعد میں آنے والے انبیاء کا؟

اس کے بعد قرآن کریم کی آیات بینات پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اس مجسم ہدایت نے بعد میں آنے والے انبیاء کے ذکر اور اُن کے حالات کا کہاں تک اہتمام کیا ہے اور انبیائے سابقین کا کہاں تک؟

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے تیس پاروں میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں دکھائی جا سکتی جس میں کسی بعد میں پیدا ہونے والے نبی کا نام یا اس کا حُلیہ یا اس کا وطن یا اور کوئی تشخص بتلایا گیا ہو، بلکہ بلا تعیینِ اجمالی طور پر کہیں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ آپؐ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوگا۔

بخلاف اس کے کہ انبیائے سابقین کے نامِ نامی، ان کے وطن اور جائے قیام

کا اکثر بلکہ مکرر ذکر فرمایا گیا ہے، ان کے تبلیغی کارناموں اور قصصِ عبرت کو ایک مرتبہ اور ایک جگہ نہیں، بلکہ قرآن کے مختلف مواضع میں مکرر سکرر لوٹایا گیا، ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو دیکھئے کہ شاید کوئی پارہ ایسا نکلے جس میں اس قصہ کا تفصیلاً یا اجمالاً ذکر نہ ہو۔

تنزیلِ عزیز کے اس طرزِ عمل اور طریقِ ہدایت میں کیا چشمِ بصیرت کے لئے یہ سبق نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، ورنہ کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ جس آنے والے نبی کا شخصی طور پر پہچاننا، اس کے حالات معلوم کرنا، اس کے احکام کی پیروی کرنا امت کے لئے جزوِ ایمان اور مدارِ نجات ہے، اس کا تو کہیں نام بھی نہ لیا جائے، کوئی ذکر بھی نہ کیا جائے، اس کے بعد میں آنے کی طرف اشارہ بھی نہ فرمایا جائے، اور جن انبیائے سابقین پر اجمالی ایمان لانا کافی تھا اُن کے ناموں کا معلوم ہونا، ان کے حالات و تشخصات کا جاننا، ان کے قصص کا پڑھنا جزوِ ایمان نہیں تھا، اس کو بار بار مختلف عنوانات سے سارے قرآن میں دہرایا جارہا ہے۔

پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ قرآن مجید میں اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور وحی کے تذکرہ کے ساتھ مِنْ قَبْلُ، مِنْ قَبْلِكَ وغیرہ کی قید لگا کر اس کا اعلان کیا جارہا ہے کہ نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلے صرف زمانۂ قبل ہی تک محدود ہیں، بعد میں نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ سلسلۂ وحی جاری رہے گا۔

اسی کی ایک نظیر وہ آیت کریمہ ہے جو اُوپر تلاوت کی گئی ہے یعنی كَذٰلِكَ يُوحِيْ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ جس میں بتلایا گیا ہے کہ وحیِ الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی، اور آپؐ سے پہلے انبیاء کی طرف۔

غور کا مقام ہے کہ اگر بعد میں بھی یہ سلسلۂ وحی جاری تھا تو اوّل تو لازمی تھا کہ اس کو نہایت روشن کر کے ذکر کیا جاتا اور امت کو اس کے اتباع کی تاکید اور ہدایت کی جاتی، اور اگر یہ نہیں تھا تو کم از کم من قبلک کی تخصیص کا تو کوئی موقع ہی نہیں تھا۔

اس لئے بہ یقین کہا جاسکتا ہے کہ قرآن عزیز میں وحیِ الٰہی کے ساتھ من قبلک اور من قبل وغیرہ کی تخصیصات اس بات کا کھلا ہوا اعلان ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا جدید نبی پیدا نہ ہوگا۔

نیز یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ قرآن مجید ایک غیر منسوخ و ابدی قانون ہے، قیامت تک پیدا ہونے والی تمام نسلیں اسی کے زیر حکومت ہیں، یہاں تک کہ فرقۂ مرزائیہ کی دونوں پارٹیوں کی بھی ظاہراً[1] اس میں خلاف نہیں، اس کے باوجود اس میں آئندہ پیدا ہونے والے انبیاء کا تذکرہ نہ ہونا، اُن کے حالات کی تفصیل بلکہ اجمال کا بھی مذکور نہ ہونا قطعاً یہ حکم کر رہا ہے کہ آئندہ کسی طرح سے سلسلۂ نبوت باقی نہیں۔

اگر کتب قدیمہ تورات وانجیل وغیرہ اس طرزِ عمل کو اختیار کرتی ہوئی صرف اپنے سے پہلے انبیاء کے تذکرہ پر اکتفاء کرتیں، اور انبیاء کے ذکر کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگاتیں، تو ایک درجہ میں غیر مناسب نہ تھا، کیونکہ وہ کتابیں ایک محدود زمانہ اور محدود اقوام کے لئے نازل کی گئی تھیں وہ اس کی کفیل نہ تھیں کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کا مکمل سامان پیش کریں، اور ان انبیاء کا مفصل ذکر کریں جو اُن کے بعد میں آنے والے ہیں۔

لیکن قرآن عزیز جو تا قیامت تمام انسانوں کے لئے نجات وہدایت کا کفیل ہو کر دنیا میں آیا ہے، اگر سلسلۂ نبوّت ووحی جاری رکھنے کے باوجود وہ بعد میں آنے والے انبیاء کے مفصّل حالات بیان نہیں کرتا تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ (معاذ اللہ) اس کی تعلیم اور ہدایت میں سخت نقصان ہے۔

جب ہم کتب سابقہ کو انبیاءِ مابعد کے مفصل اور مکمل حالات اور ان کے تذکروں سے بھرا ہوا دیکھتے ہیں، اور اس کے خلاف قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کا نام تک نہیں پاتے۔ مفصّل حالات کو چھوڑ کر اجمال اور اشارہ بھی اس کی طرف نہیں دیکھتے، بلکہ صراحتہً اور قطعاً انقطاعِ نبوّت کے مکرر اعلان اس کی آیات میں تلاوت کرتے ہیں تو ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی تشریعی یا غیر تشریعی اور بقول مرزاجی ظلّی یا بروزی نبی کو تجویز کرنا یقیناً

---

[1] اگرچہ حقیقت میں وہ صرف مرزا صاحب کی پوجا کرتے ہیں اور انہی کے اتباع میں بہت سے احکام قرآنیہ کو صفائی سے رد کرتے ہیں ۱۲ منہ

اسلام اور شریعتِ اسلامیہ سے رُوگردانی اس کی نصوص کو ٹھکرانا اور کھلا ہوا الحاد ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اس کے بعد ناظرینِ کرام وہ آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں خداوندِ عالم نے انبیاء کے تذکرہ کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگائی ہیں۔

تنبیہ:۔ ان آیات سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر بقول مرزا صاحب نبی کی کوئی قسم غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی وغیرہ بھی شریعت میں معتبر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ بھی منقطع ہے، کیونکہ نبی خواہ کسی نوع کا ہو اس پر ایمان لانا فرض اور اور اس سے اعراض کفر ہے۔

ایسی حالت میں قرآن کریم کا آنے والے غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی نبی کا کوئی تذکرہ نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف انقطاعِ نبوت کا اعلان کرنا اس کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان اقسام میں سے بھی کسی قسم کا کوئی نبی بھیجنا حق تعالیٰ کو منظور نہیں۔

اس جگہ ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر جو انتہائی شفقت تھی اس کے پیشِ نظر آپؐ نے قیامت تک امت کے سامنے پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو ایک ایک کر کے نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جس کا بیان احادیثِ نبویہ میں اہتمام کے ساتھ آتا ہے ایک طرف آئندہ آنے والے فتنوں اور اُن کے بڑے قائدوں کے پورے نشانات اور پتے بتلا کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں تلقین فرمائیں، تو دوسری طرف ایسے بزرگوں کے پورے نام و نشان بتلائے جو ملت کی رہنمائی کریں گے۔ مثلاً دجالوں کے آنے کی خبر اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی تدبیریں، آنے والے فتنوں کی نشانیاں، اُن کے وجوہ و اسباب، اُن کے شر سے بچنے کی صورتیں، احادیث صحیحہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، اسی طرح امت کی رہنمائی کرنے والے بزرگوں کے نام لے لے کر کہیں فرمایا اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ (ترمذی، ابن ماجہ)

کہیں ارشاد فرمایا یَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کُلُّ اُمَّۃٍ عِطَاشًا اِلَّا مَنْ اَحَبَّ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیًّا (واصفی از کبیر)

کہیں خلفائے راشدین کی سنت وطریق کو مضبوط پکڑنے کی ہدایت فرمائی تو کہیں تَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (ترمذی) ارشاد ہوا۔

اور حَوَارِيِّ الزُّبَيْرُ (بخاری) اور اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (بخاری ومسلم) اور سَنَامُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَمِّيَ الْعَبَّاسُ وَسِبْطُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ (کنز، ص۳، ج۶) اور خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ (خطاب کنز) اور اَعْلَمُهَا بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ (کنز) فرما کر امت کے رہنماؤں اور مقتداؤں کے نام وپتے بتلادیئے۔

یمن سے اویس قرنی کے آنے کا پتہ دیا (مسلم) ملکِ شام میں ابدال پیدا ہونے کا ذکر کیا (مسند احمد) ہر صدی کے شروع میں مجدد پیدا ہونے کا اظہار فرمایا (ابوداؤد) آخر زمانہ میں امام مہدی کے پیدا ہونے کا تفصیلی تذکرہ اور ان کی علامات اور پوری نشانیاں بتلائیں (العرف الوردی فی اخبار المہدی)

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخر زمانہ میں آسمان سے اترنا بیان فرمایا اور ان کی اتنی علامات ونشانات واضح طور پر بتلائے کہ اس سے زیادہ کسی شخص کے نشانات متعین کرنا عادۃً ممکن نہیں (التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

رحمۃ للعالمین نے امت کی حفاظت وہدایت کے لئے یہ سب کچھ کیا لیکن کسی ایک حدیث میں اس کا اشارہ تک نہ فرمایا کہ ہمارے بعد فلاں نبی تشریعی یا غیر تشریعی ظلی یا بروزی فلاں ملک، فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا، یہ اس کی علامات ہوں گی، اس کی اطاعت امت پر فرض ہوگی، اطاعت نہ کی گئی تو امت کافر، گمراہ اور ابدی عذاب میں مبتلا ہو جائے گی۔

ہاں ذکر فرمایا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کا ذکر فرمایا، جن کو نبوت اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اور قرآن اُن کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔

پھر یہ بھی واضح فرمادیا کہ آخر زمانہ میں اس امت میں ان تشریف لانا با وجود منصب نبوت پر قائم ہونے کے بحیثیت نبی نہیں، بلکہ ایک امام اور خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں ہوگا، جیسے ایک صوبہ کا گورنر یا وزیر اعظم کسی دوسرے صوبہ میں چلا

جائے تو وہ اپنے عہدۂ گورنری یا وزارت سے معزول نہیں ہوتا، مگر اس دوسرے صوبہ میں اس کا وجود اس حیثیت سے نہیں ہوتا

پھر آخر زمانہ میں آنے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ایک سو سے زیادہ احادیث نبویہؐ میں اتنی تفصیل و توضیح کے ساتھ کیا گیا اور اُن کے نشانات اور پتے دیئے گئے کہ کسی شخص کے اس سے زیادہ پتے دینا عادۃً ناممکن ہے تاکہ آنے والے مسیح کے بارہ میں امت کو کوئی التباس و اشتباہ نہ رہے (آنے والے مسیح کی علامات اور نشانیاں جو نصوصِ قرآن اور احادیث نبویہؐ میں مذکور ہیں ان کو ہم نے ایک مستقل رسالہ "مسیح موعود کی پہچان" میں درج کیا ہے۔ یہ رسالہ شائع شدہ ہے ملاحظہ فرمایا جائے)۔[1]

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سوا اس امت میں کسی نبی یا رسول کے پیدا ہونے کا قطعاً کوئی تذکرہ بلکہ اشارہ تک کسی حدیث میں نہیں، بلکہ اس کے خلاف اس کی بے شمار تصریحات موجود ہیں کہ آپؐ کے بعد کسی قسم کا منصبِ نبوت کسی کو عطا نہیں ہوگا۔

قرآن کریم نے بھی جہاں ایمان کے بنیادی اصول بتلائے (جیسے آیت مذکورۃ الصدر میں)، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے ساتھ صرف انبیائے سابقین کی وحی کو شامل فرمایا، کسی بعد میں پیدا ہونے والے تشریعی یا غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی نبی اور اس کی وحی کا مطلقاً کوئی ذکر نہ کیا۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتامِ نبوت اور انقطاعِ وحیِ نبوت پر پورے قرآن اور ذخیرۂ احادیث میں اور کوئی بھی ثبوت نہ ہوتا تو ایک سمجھدار آدمی کے لئے اتنا ہی کافی تھا جس سے وہ یقین کرلیتا کہ آپؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی یا رسول پیدا ہونے والا نہیں، اور نہ آپؐ کے بعد وحی و نبوّت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

بقول قادیانیہ اگر نبوّت کی کچھ اقسام تشریعی یا غیر تشریعی یا ظلی بروزی ہوتیں، اور ان میں سے کوئی قسم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی رہنے والی ہوتی، تو کیا اس موقع پر لازم نہ تھا کہ اس کا تذکرہ کیا جاتا، کہ فلاں قسم کا نبی فلاں فلاں علامات کے ساتھ آئے گا اس پر بھی ایمان لانا فرض ہوگا، اور جو کچھ اس پر نازل ہوگا اس کو

---

[1] یہ رسالہ اس زیر نظر کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے ۱۲ نجیب

بھی تسلیم کرنا، اور اس کی اطاعت کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہوگا۔

آیات	ترجمہ
آیت نمبر ۶۶ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ (انعام، پ)	"اور ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے تھے، بہت امتوں کی طرف۔"
آیت نمبر ۶۷ قُلْ جَآءَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ الآیہ (آل عمران، پ)	"اے محمد! آپ کہدیجئے کہ مجھ سے پہلے کس قدر پیغمبر آئے معجزے لیکر۔"
آیت نمبر ۶۸ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ (آل عمران، پ۴)	"آپ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے۔"
آیت نمبر ۶۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ (انعام، پ)	"اور مذاق اڑایا گیا ہے ان رسولوں کا جو آپ سے پہلے گذرے۔"
آیت نمبر ۷۰ وَلَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ (انعام، پ)	"اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے رسول تم سے پہلے۔"
آیت نمبر ۷۱ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی (یوسف، پ۱۳)	"اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا)۔"
آیت نمبر ۷۲ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ (رعد، پ۱۳)	"اور ٹھٹھا کیا گیا ہے بہت سے رسولوں کے ساتھ آپ سے پہلے۔"
آیت نمبر ۷۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ (رعد، پ۱۳)	"اور ہم نے بھیجے ہیں بہت سے رسول آپ سے پہلے۔"
آیت نمبر ۷۴ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ (نحل، پ۱۴)	"اے محمد! آپ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ ہم حکم بھیجتے تھے ان کی طرف۔"
آیت نمبر ۷۵ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ (نحل، پ۱۴)	"اللہ کی قسم ہم نے بہت سے رسول بھیجے بہت سے فرقوں میں آپ سے پہلے۔"
آیت نمبر ۷۶ وَالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ (فاطر، پ۲۲)	"اور جو کتاب ہم نے آپ کی طرف بطور وحی بھیجی وہی حق ہے، تصدیق کرنے والی اپنے سے پہلی وحی کی۔"

آیت نمبر۷۷ | سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا (بنی اسرائیل، پ۱۵، ع ۸)

"دستور پڑا ہوا اُن رسولوں کا جو آپؐ سے پہلے بھیجے ہم نے"

آیت نمبر۷۸ | وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء، پ۱۷ ع۲)

"ہم نے آپؐ سے پہلے جو کوئی رسول بھیجا اس کو بھی وحی کی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں میرے سوا سو میری ہی بندگی کرو"

ظاہر ہے کہ یہ توحید کی تعلیم لازمۂ نبوت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی رسول بھیجا جاتا تو اس کے لئے بھی یقیناً یہی وحی ہوتی، اس کے لئے انبیاء قبل کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، اس وحی میں مِنْ قَبْلِكَ کی قید یقیناً اس امر کا ثبوت ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا۔

آیت نمبر۷۹ | وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ، الآیۃ (حج پ۱۷)

"ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول اور نبی بھیجا ہے الخ"

آیت نمبر۸۰ | وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (فرقان، پ۱۸)

"اور جتنے بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول سب کھانا کھاتے تھے"

یہ الفاظ بھی قابلِ لحاظ ہیں، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا تو یقیناً وہ بھی کھانے پینے سے بری نہ ہوتا، پھر اس میں انبیاء ماقبل کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ آپؐ کے بعد نبوت کے انقطاع کا اعلان کرنا منظور ہے۔

آیت نمبر۸۱ | فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (فاطر، پ۲۲)

"آپؐ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے"

آیت نمبر۸۲ | وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (زمر، پ۲۴)

"آپؐ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اگر (بالفرض) تم بھی شرک کرو تو تمہارے بھی سارے عمل حبط (بیکار) ہو جائیں، اور تم خسارہ والوں میں داخل ہو جاؤ"

اس میں بھی یہ بات غور طلب ہے کہ شرک اگر حبط عمل اور خسارہ کا باعث ہے تو وہ صرف انبیار سابقین ہی کے لئے نہیں بلکہ اگر بعد میں بھی کوئی نبی ہوتا تو وہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے کیا اس کی طرف صاف اشارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ یہ احکام اس پر جاری ہوں گے، ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ شریعتِ خداوندی کسی بعد میں آنے والے نبی کے لئے شرک کو جائز نہیں رکھے گی۔

آیت نمبر ۸۳ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝ (حم السجدہ، پ۲۴)	"آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو سب رسولوں سے آپ سے پہلے کہا گیا کہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا۔"

اس میں بھی ظاہر ہے کہ انبیار ماقبل کی تخصیص نہیں، اگر آپ کے بعد بھی انبیار ہوتے تو یقیناً ان سے بھی یہی کہا جاتا، پھر من قبلک کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ انقطاعِ نبوت بتلانا منظور ہو کہ نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ یہ وحی اس کی طرف بھیجی جائے گی۔

آیت نمبر ۸۴ كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (شوریٰ، پ۲۵)	"ایسے ہی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف جو زبردست اور حکمت والا ہے۔"

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیار کی طرف وحی بھیجنے میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیار کی تخصیص کیا یہ نہیں بتلاتی کہ انبیار ماقبل کے علاوہ اور کسی پر وحی نہ بھیجی جائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس کے مخالف نہیں، کیونکہ وہ انبیار سابقین میں داخل ہیں۔

آیت نمبر ۸۵ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا ... الآیۃ (زخرف، پ۲۵)	"اور اسی طرح جو رسول بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں الخ۔"

آیت نمبر۸۶ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا ۝ زخرف، پ۲۵)	" اور ان رسولوں سے دریافت کرلیجئے جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے تھے ؟

ان کثیر التعداد آیاتِ کریمہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبوّت و رسالت اور وحی وغیرہ کے سلسلہ کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے اس کو اکثر ماقبل کے ساتھ مخصوص بتلایا گیا ہے ، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی انبیاء علیہم السلام پیدا ہونے والے تھے تو قرآن کریم کا یہ اسلوب قطعاً حکمت کے خلاف ہو جائے گا (والعیاذ باللہ) کیونکہ اس صورت میں اوّل تو یہ مناسب تھا کہ بعد میں آنے والے انبیاء کا مفصّل تذکرہ اُن کے اسماءِ گرامی ، اُن کے مواطن وغیرہ بیان کئے جاتے، اور بہ نسبت انبیاءِ سابقین کے اُن کا زیادہ تذکرہ کیا جاتا ۔

اور اگر یہ بھی نہیں تھا تو کم از کم نبوّت و رسالت اور وحی کے سلسلہ کے ساتھ مِنْ قَبْلُ وغیرہ کی تخصیصات اور قیود بڑھا کر اُمّت کو اس شبہ میں تو نہ ڈالا جاتا کہ بعد میں کوئی نبی اور وحی آنے والی نہیں ۔

قرآن عزیز کے اس اسلوبِ حکیم پر ایک نظر ڈالنے والا اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کتاب مجید کو اس طرزِ تحریر کے ذریعہ سے یہی بتلانا منظور ہے کہ کسی قسم کی نبوّت اور کسی قسم سے وحیِ نبوت کا سلسلہ آپؐ کے بعد جاری نہ رہے گا ۔ ان صاف و صریح شواہد کو بھی اگر کوئی نظر انداز کرے تو اس کی قسمت ۔

غیر تشریعی یا ظلی بروزی نبوت کا انقطاع بلکہ ابطال

اس سلسلۂ آیات سے قادیانی دجل و تحریف کا بھی بالکلیہ ازالہ ہو جاتا ہے جو قسم نبی غیر تشریعی یا ظلّی یا بروزی وغیرہ کے عنوانات سے بیان کی جاتی ہے ، اور کہا جاتا ہے کہ آیات ختمِ نبوت صرف نبی تشریعی کے آنے سے مانع ہیں ، غیر تشریعی یا ظلّی و بروزی آسکتے ہیں ۔

کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر غیر تشریعی یا ظلی و بروزی کوئی قسم نبی کی عنداللہ معتبر ہوتی اور وہ بعد میں جاری ہونے والی ہوتی تو ضروری تھا کہ قرآن حکیم جو باتفاق قیامت تک آنے والی نسلوں کی ہدایت کا کفیل ہو کر آیا ہے وہ بہ نسبت انبیاء سابقین کے ان آنے والے انبیاء کے حالات و مقامات کو نہایت اہتمام سے روشن کر کے بیان کرتا ۔

مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بجائے آنے والے انبیاء کی خبر دینے اور ان کے حالات بیان کرنے کے قرآن حکیم اپنی غیر محصور آیات میں انقطاعِ سلسلۂ نبوت کی خبر دیتا ہے اور جہاں کہیں انبیاء اور نبوت و رسالت کا تذکرہ آتا ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ ماقبل کے ساتھ مقید کرتا ہے تو ہمارے نزدیک کسی شب پرہ چشم کو بھی اس حقیقت سے آنکھ چرانے کی مجال نہیں رہتی، کہ اگر بالفرض غیر تشریعی یا ظلی و بروزی کوئی قسم نبوت کی عنداللہ معتبر بھی ہوتی تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔

کیا مرزا غلام احمد کا دم بھرنے والوں میں کوئی اللہ کا بندہ ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرے، اور اس بداہت کا اعتراف کرے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ کے عذاب سے بچائے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

آیت نمبر ۸۷ | وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ (سورۂ زخرف، پ ۲۵)

"اور بہت رسول بھیجے ہم نے پہلی امتوں میں۔"

یہ آیت کریمہ اور اسی طرح تمام مذکورۃ الصدر آیات جن میں بعثت انبیاء اور نزول وحی کا ذکر ہے سب کی سب اُمَمِ اوّلین اور زمان ماقبل میں نبوت اور وحیِ نبوت کو ثابت کرتی ہیں، مگر مابعد کے زمانہ کے لئے کوئی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا حالانکہ اس کا بیان اس سے زیادہ اہم تھا جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے۔

لہٰذا آیاتِ قرآنیہ کے اس عظیم الشان ذخیرہ کو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے کیلئے یقیناً مجبور ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا سلسلۂ نبوت و وحی باقی نہیں۔

آیت نمبر ۸۸ | ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (فاطر، پ ۲۲، ع ۴)

"پھر ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں کو بنادیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں انتخاب کیا، پھر ان میں (تین قسم کے لوگ ہیں) بعض اپنے نفس پر ظلم کرنیوالے (گنہگار) اور بعض بیچ کی چال پر چلنے والے اور بعض نیکیوں میں بڑھنے والے اللہ کے حکم سے، یہی ہے بڑی بزرگی۔"

اس آیتِ کریمہ نے وارثین قرآن یعنی امتِ مرحومہ کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا ہے، جن کی تعیین میں صحابۂ کرامؓ سے چند قول مروی ہیں۔

حضرت عقبہ ابن صہبانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا:۔

یَا بُنَیَّ هٰٓؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ اَمَّا السَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ فَمَنْ مَّضٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَاَمَّا الْمُقْتَصِدُ فَمَنِ اتَّبَعَ اَثَرَهٗ مِنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى لَحِقَ بِهِمْ وَاَمَّا الظَّالِمُ لِنَفْسِهٖ فَمِثْلِيْ وَمِثْلُكُمْ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم ص۱۹۶ ج ۸)	"پیارے! یہ تینوں جماعتیں جنتی ہیں، ان میں سے سابق بالخیرات تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گزر گئے، آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی۔ اور مقتصد وہ لوگ ہیں جو آپؐ کے اصحاب میں سے اُن کے نشان قدم پر چلے اور ظالم لنفسہ ہم جیسے لوگ ہیں۔"

راوی کہتے ہیں کہ یہ صدیقہ عائشہؓ کی تواضع اور کسرِ نفسی ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو ظالم لنفسہ میں شمار کیا ورنہ وہ تو سابقین بالخیرات میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ سے ان تینوں جماعتوں کی تعیین میں یہ روایت کیا جاتا ہے کہ:۔

"ظالم لنفسہ گاؤں والے ہیں (جو اہل علم سے دور رہتے ہیں) اور مقتصد شہر والے ہیں، اور سابق بالخیرات اہل جہاد ہیں۔" (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، صفحہ ۱۹۶، جلد ۸)

ان تینوں جماعتوں کی تعیین خواہ صدیقہ عائشہؓ کے قول کے مطابق کی جائے، یا حضرت عثمان غنیؓ کے، لیکن اتنی بات بالاجمال دونوں میں متفق علیہ ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت انبیاء کی جماعت نہیں، بلکہ وہ سب صحابۂ کرام ہیں، یا بعد میں آنے والے عام اُمتی۔

بالخصوص صدیقہ عائشہؓ کا قول تو اس میں بالکل صاف ہے، کیونکہ ان کی تفسیر پر سابق بالخیرات سے وہ صحابہ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں وفات پا چکے، اور آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی، اور ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی نبی نہیں تھا، خود مرزاجی اور اُن کی امت بھی صحابۂ کرام میں سے

کسی کو نبی نہیں مانتے۔

اور جب امت کے افضل ترین طبقہ یعنی سابقین بالخیرات میں انبیاء نہیں تو مقتصد اور ظالم لنفسہٖ میں اظہر ہے کہ انبیاء نہیں ہو سکتے، اور نہ مقتصد اور ظالم لنفسہٖ کے القاب شانِ نبوت کے کسی طرح مناسب ہیں۔

الحاصل جو لوگ کتاب مبین یعنی قرآن مجید کی وراثت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں، اُن کی تین جماعتیں ہیں اور ان تینوں جماعتوں میں کسی نبی کا ذکر نہیں بلکہ ایک طرح سے نفی موجود ہے، تو کیا یہ اس امر کا واضح ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی فرد نبوت کا باقی نہیں ہے، حتیٰ کہ قرآن عزیز کا وارث اور اس کی شریعت کا پابند ہو کر بھی کوئی نبی اس امت میں پیدا نہیں ہو سکتا، اس سے اس غیر تشریعی اور ظلی نبوت کی بھی نفی ہو گئی جو مرزا جی نے مسلمانوں کو بہلانے کے لئے ایجاد کی ہے۔

آیت نمبر ۸۹	
یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ (احزاب، پ ۲۲)	"جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے انکے منہ آگ میں کہیں گے کاش ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ کی اور اطاعت کی ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی"۔

آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہے کہ الرسولا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، اس لئے پہلے یسئلك اور ما یدریك وغیرہ کے الفاظ دیکھو۔ ولہٰذا آیت کا حاصل یہ ہے کہ اس امت کے کفار کو جہنم میں اسی پر عذاب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیوں نہ کی، اور اسی پر ان کو حسرت ہوگی۔

اور اگر آپ کے بعد اور انبیاء بھی پیدا ہونے والے تھے، اور ان کی اطاعت بھی اُمت کے لئے ضروری تھی تو اس اطاعت کے ترک پر بھی عذاب ہونا چاہئے تھا، اور اظہار حسرت کے وقت کفار کا یہ قول ہونا چاہئے تھا اَطَعْنَا الرُّسُلَ یعنی کاش ہم اُن سب رسولوں کی اطاعت کرتے جو ہماری طرف بھیجے گئے۔

اور اسی طرح آیتِ ذیل بھی اسی معنٰی کی شاہد ہے:۔

آیت نمبر ۹۰	
وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ	"اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا، اور کہے گا کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا۔ (پ ۱۹ ع ۲)
کے ساتھ راستہ اختیار کرتا۔"

آیت نمبر ۹۱ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (سورۂ سبا، پ ۲۲)
"اور ہم نے آپ کو تمام ہی انسانوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔"

اس مضمون کی چند آیات پہلے گزر چکی ہیں اور اُن کے ذیل میں صورتِ استدلال بھی بیان کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیتِ کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عمومِ بعثت ثابت کرتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قیامت تک تمام پیدا ہونے والی نسلوں کی ہدایت کے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفیل بنا دیئے گئے ہیں، آپؐ کی نبوت کے بعد کسی اور نبوت کی (خواہ وہ کسی صورت سے ہو) ہرگز ضرورت نہیں۔

آیت نمبر ۹۲ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ۔ سورۂ سبا، (پ ۲۲)
"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ڈرانے والے ہیں ایک آنے والے عذابِ شدید سے پہلے۔"

اس آیت کریمہ میں عذابِ شدید سے قیامت مراد ہے، جیسا کہ ابن کثیرؒ وغیرہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہے (دیکھو تفسیر ابن کثیر، ص ۱۷۶، ج ۸)۔
اور اس لئے اس آیت کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر چند آیتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان میں کوئی اور نبی پیدا ہونے والا نہیں، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی تفسیر حدیث ذیل سے کی ہے:۔

عَنْ بُرَیْدَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ جَمِیْعًا اِنْ كَادَتْ لَتَسْبِقُنِیْ۔ رواہ احمد فی مسندہٖ (ابن کثیر)
"حضرت بریدہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں (گویا) وہ تو مجھ سے بھی آگے ہوئی جاتی تھی۔"

اس حدیث شریف کا مضمون آیت مذکورہ کی تفسیر اور اس کا واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں، اور قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ہونے سے یہی اور صرف یہی مراد ہو سکتا ہے، ورنہ معاذ اللہ یہ کلام نبویؐ واقع کے خلاف ہوگا، بالخصوص آج جب کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بھی تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس گذر چکے ہیں اور قیامت آج تک بھی نہیں آئی۔ پس اتنی طویل اور عریض مدت کے ہوتے ہوئے اگر قیامت کو قریب کہا جا سکتا ہے تو صرف اس اعتبار سے کہ آپؐ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

آیت نمبر ۱۲ | يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ

سورۂ ابراہیم، پ ۱۳

"مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں"

یہ آیت کریمہ عذابِ قبر کے بارہ میں نازل ہوئی ہے، جس کی تفسیر احادیث میں اس طرح فرمائی گئی ہے، صحیح بخاری میں بروایت براء ابن عاذب مذکور ہے کہ:-

إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰيَة

(بخاری، پ ۵، ص ۱۸۳)

"جب مومن اپنی قبر میں بٹھایا جائے گا تو اس کے پاس فرشتے آئیں گے پھر وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد، رسول اللہ ہیں، پس یہی قول ثابت ہے جو آیت یثبت اللہ میں مذکور ہے"

اور صحیح مسلم اور نسائی اور ابوداؤد، ابن ماجہ، اسمٰعیلی، ابوعوانہ وغیرہ میں بھی یہ روایت کسی قدر تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کے بعض الفاظ میں ہے کہ مومن قبر میں شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے گا، پس یہی قول ثابت ہے۔

اور صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ پس وہ کہے گا، رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ (میرا پروردگار اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔ (دیکھو فتح الباری، ص ۲۰۳، ج)

الغرض ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ آیت میں قول ثابت سے وہ کلام مراد ہے جو مسلمان سوالِ قبر کے جواب میں کہے گا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں جب نبوّت پر کلام آئے گا تو وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بتلاکر امتحان میں کامیاب ہوگا۔

بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ جواب میں یوں کہے گا:-

"میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ خاتم النبیین ہیں" (دیکھو در منثور ص ۱۶۵ ج ۶ کی روایت مذکورہ)

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی خواہ کسی قسم کے ہوں دنیا میں مبعوث ہوتے اور مسلمان ان پر ایمان لاتے تو ضرور تھا کہ جب قبر میں نبوت کا سوال ہوتا تو وہ اس نبی کا نام لیتے۔

لیکن ہم معاملہ برعکس دیکھتے ہیں تمام مسلمان مرکر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی محمدؐ ہیں، اور اس کے ساتھ ہی مرزائی اوہام کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ آپؐ آخر النبیین ہیں، اور جب آیت مذکورہ میں قول ثابت سے یہی مراد ہے یہ آیتِ کریمہ مطلقاً ختم نبوت کے لئے ایک قوی دلیل ہے۔

آیت نمبر ۹۴ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورۂ آل عمران، پ ۳، ع ۴)

"اے محمدؐ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اگر تم میرا اتباع کروگے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔"

اس آیت کریمہ میں اس امت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر محبتِ خداوندی کا وعدہ ہے اور کسی نبی کے اتباع یا اس پر ایمان لانے پر موقوف نہیں، جس سے ثابت ہوا کہ آپؐ ہی آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی پیدا ہوگا اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریعی یا ظلی بروزی، کیونکہ اگر کوئی نبی پیدا ہو تو لازمی ہے کہ اس پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کے بغیر کوئی شخص محبوبِ خدا نہ بن سکے، جیسا کہ اس سے پہلے بہت تفصیل کر گذر چکا ہے۔

آیت نمبر ۹۵ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا (سورۂ محمدؐ، پ ۲۶)

"وہ لوگ اب کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں بجز اس کے کہ ان پر قیامت اچانک پہنچ جائے اس لئے اب قیامت کی علامات آپہنچی ہیں۔"

تفسیر جامع البیان صفحہ ۲۲۵، اور تفسیر کبیر صفحہ ۵۲۱ ج ۷، وغیرہ میں اس آیت

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

وَمِنْ اَشْرَاطِهَا مَبْعَثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .	" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت خود علاماتِ قیامت میں سے ہے "

بعثت نبویؐ کو اس آیت نے علاماتِ قیامت قرار دیا جس کی وجہ یہی ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، جیساکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوزرغ کی حدیث میں مفصل بیان فرمایا ہے، جس کی شرح آیت نمبر ۶۲ کے تحت میں گذر چکی ہے فلیراجع

آیت نمبر ۹۶	اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝ (سورۂ ص، پ ۲۳)	" یہ تو ایک نصیحت ہے جہان والوں کو اور تم معلوم کرلو گے اس کا حال تھوڑی دیر پیچھے "

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بعثت بتلاکر ختم نبوت کا اعلان کیا گیا ہے، جس کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے۔

آیت نمبر ۹۷	فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ . (بقرہ، پ۱)	" سو جبرئیلؑ نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اس کی یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اس وحی کی جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی ہے "
آیت نمبر ۹۸	وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ . (بقرہ، پ۱)	" اور جب آیا اُن کے پاس رسول (محمدؐ) اللہ کی طرف سے جو اس وحی کی تصدیق کرتا ہے جو اہل کتاب کے ساتھ تھی۔ (یعنی تورات و انجیل وغیرہ) "
آیت نمبر ۹۹	وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ . (بقرہ، پ۱)	" قرآن مجید حق ہے اس وحی کی تصدیق کرنے والا جو اہل کتاب کے ساتھ تھی (یعنی تورات و انجیل وغیرہ) "

ان تینوں آیاتِ قرآنیہ کا حاصل یہ ہے کہ جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ اس وحی کی تصدیق کرنے والی ہے جو آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل ہو چکی ہے۔ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں کثرت سے موجود ہیں، اور اوپر لکھی جا چکی ہیں،

اگر ذرا تدبر سے کام لیا جائے تو ان سب آیات میں انقطاع وحی و نبوت کا واضح اعلان ہے، کیونکہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء اور آپ سے پہلی کتب سماویہ کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اگر ایک طرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی طرف نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری طرف آئندہ آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی خوشخبری بھی امت کو سناتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت عیسٰی علیہ السلام جب اپنی امت کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں تو فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ. (سورۂ صف، پ۲۸)	"میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا اس وحی کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی یعنی تورات اور خوشخبری دینے والا ایک اور رسول کی جو آئیں گے میرے بعد جن کا نام نامی احمد ہے۔"

جس میں ایک طرف وحیِ ماسبق کی تصدیق ہے، تو دوسری طرف بعد میں آنے والے رسولؐ کی بشارت بھی موجود ہے۔ لیکن قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بعینہٖ اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں تو اس اسلوب کو چھوڑ کر صرف اپنے سے پہلی وحی کی تصدیق پر اکتفا کرتے ہیں، زمانۂ مابعد کے متعلق کسی نبی یا کسی وحی کا کوئی تذکرہ نہیں فرماتے، حالانکہ اگر بعد میں بھی سلسلۂ وحی جاری مانا جائے تو اس کی بشارت اور تصدیق بہ نسبت ماقبل کے زیادہ اہم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے۔

کیونکہ کتبِ سابقہ کی تصدیق اگر اہل کتاب کی توجہ دینِ محمدی کی طرف کھینچنے والی ہے تو بعد میں آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی بشارت اور اس کی تصدیق تمام امتِ محمدیہ کی آئندہ نسلوں کے لئے مدارِ نجات ہے۔

بایں ہمہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن عزیز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی وحی کی تصدیق پر اکتفاء فرماتے ہیں، اور مابعد کے متعلق باوجود اشد ضرورت کوئی اشارہ بھی نہیں فرماتے، بلکہ صاف طور سے انقطاعِ نبوت کا اعلان فرماتے ہیں تو بلاشبہ اس پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی نبی پیدا ہونا تقضائے خداوندی میں مقدور نہیں۔

یہ ننانوے آیات قرآنیہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا اختتام بوضاحت ثابت کرتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ بقول مرزاجی غیر تشریعی یا ظلی بروزی۔

مسئلہ ختم نبوت کا ہر پہلو قرآن مجید کی روشنی میں واضح ہو چکا اس کی ننانوے آیتوں نے ہر سوتے ہوئے کو بیدار اور بیدار کو ہوشیار کرکے خدا کی حجت اہل عالم پر تمام کردی، اس کے بعد بھی اگر کوئی ختم نبوت پر ایمان نہ لائے تو اس کی قسمت، فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ "اس کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائیں گے"۔

ایک ضروری تنبیہ

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مذکورۃ الصدر ننانوے آیتیں جو ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں، ان میں سے بعض اس مقصد میں بالکل صریح اور عبارۃ النص[1] ہیں، اور بعض اشارۃ النص یا دلالۃ النص اور اقتضاء النص کے طور پر ہیں، اور یہ چاروں طریق باتفاق علماء اصول استدلال کے قطعی اور یقینی طریق ہیں۔ (دیکھو حسامی، نورالانوار وغیرہ) اور بعض وہ آیات بھی ہیں جن سے بطریق استنباط یا نکات کے طور پر ختم نبوت کا ثبوت نکلتا ہے، جو اصل مسئلہ کی تائید کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔



---

[1] قرآن کریم سے کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے چار طریق ہیں، عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص۔ جن کی تعریفیں اصول کی کتابوں میں مفصل ہیں، اور یہ چاروں طریق باجماع اہل اصول قطعی اور یقینی ہیں ۱۲ منہ

ضمیمہ ختمِ نبوّت حصّہ اوّل؛

ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ

خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو جدّت طرازیاں اختیار کی ہیں ان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے جیسا کہ اس کی دوسری نظائر خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں، کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے کسی کے نزدیک اس امر سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس ابلہ فریب تقریر پر خوش ہیں، لیکن درحقیقت یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا حصہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین، خاتم المحققین وغیرہ انسان کا کلام ہے، جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے اور کتنے مریں گے، اور کتنے عالم ہوں گے، اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ پھریں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے گئے تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔

لیکن کیا خلّاقِ عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے؟

پس جب علیم و خبیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری اور حقیقی معنی کو جو بلا تکلف بنتے ہیں چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلام کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں یہاں اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلّمہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنیٰ خود قرآن مجید کی ننانوے[99] آیات نے واضح طور پر بتلا دیئے جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح فرمائی ہے کہ جس میں کوئی خفا باقی نہ رہا، اور پھر اجماع صحابہؓ اور اقوالِ سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنیٰ مراد لینے پر مہر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنیٰ مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو۔

عجب ہے کہ خود متکلم جل مجدہٗ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنیٰ بیان فرماتا ہے، اور پھر اس کے رسولؐ جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابۂ کرامؓ اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالۂ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالۂ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں۔

لیکن مرزا صاحب اور ان کی اندھا دھند اتباع کرنے والے یہ نیا انکشاف کر رہے ہیں کہ یہ لفظ مجازی معنیٰ پر محمول ہے ؎

سرِ خدا کہ عارف و زاہد کسے نہ گفت ✤ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہؐ اور اجماعِ صحابہؓ اور اقوالِ سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حق نہیں کہ اس لفظ کو خاتم المحققین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و منقول تفسیر کو بدلے ✤

ختمِ نبوت حصۂ اوّل تمام شد

خَتمُ النُّبُوَّۃ

فی الحدیث

حصہ دوم

ختم النبوۃ فی الحدیث

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ؎ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

احادیث نبویہ کا غیر محصور دفتر جو مسئلہ ختم نبوت میں منقول ہے، اس کا استیعاب تو نہایت دشوار بلکہ اس وقت تو عادۃً غیر ممکن ہے۔ لیکن اس میں سے جس قدر حصہ اس تھوڑے سے وقت میں اور محدود ذخیرۂ حدیث میں ناقص تتبع کے ساتھ سامنے آیا ہے، اس کو حوالۂ قلم کیا جاتا ہے۔ ہاں احادیث کے موجودہ ذخیرہ کو دیکھ کر بھی بلا تامل یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ:-

ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں

جس کی تفصیل سے پہلے ہم مختصر طور پر متواتر کے معنی اور اس کا حکم بتلاتے ہیں:-

خبر متواتر وہ خبر ہے جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد اس کثرت سے پائی جائے کہ اُن کی کثرت وحیثیت کو دیکھ کر عقل کو یہ گنجائش نہ ہو کہ اُن سب کا جھوٹ پر متفق ہو جانا تسلیم کر لے۔

مثلاً بغداد کو ہم نے دیکھا نہیں مگر اس کے شاندار شہر ہونے کا آفتاب کی طرح یقین رکھتے ہیں، کیونکہ اس کے وجود کی خبر دینے والے اس کثرت سے ہیں کہ عقل ان سب کو کسی جھوٹ بات پر متفق ہو جانے والے قرار نہیں دے سکتی۔

خبر متواتر کا حکم یہ ہے کہ اس سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قطعی اور یقینی اور ایسا ہی بدیہی ہوتا ہے جیسا مشاہدات کا علم جس طرح دہلی کو دیکھ کر ہمیں اس کے عظیم الشان شہر

ہونے کا یقین ہے ٹھیک اسی طرح بغداد کے شاندار شہر ہونے کا یقین اس کی خبر متواتر کی بنا پر ہے، یا جس طرح اپنے والدین کو دیکھ کر ہمیں اُن کے وجود کا یقین ہے اسی طرح سکندر اور دارا کے وجود کا یقین ہے، حالانکہ نہ ہم نے ان کا زمانہ پایا نہ ان کو دیکھا، بلکہ یہ فیض صرف خبر متواتر کا ہے۔

اسی طرح حدیثِ متواتر کو سمجھنا چاہئے کہ جس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے آپؐ کے عہدِ مبارک سے لیکر آج تک اس کثرت سے ہوں کہ ان کا کسی خلافِ واقعہ بات پر اتفاق کر کے جھوٹ بولنا محال ہو وہ حدیث متواتر ہے، اس کے کلامِ نبویؐ ہونے کا یقین بالکل ایسا بدیہی ہوتا ہے جیسا دوپہر کے وقت آفتاب کے وجود کا۔

اور اسی لئے تمام اُمت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اس پر ایمان لانا قرآن کی طرح فرض اور اس کا انکار کفرِ صریح ہے، کیونکہ وہ درحقیقت ایک حدیث کا انکار نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار[1] اور عیاذاً باللہ آپؐ کے صدق و دیانت پر حملہ ہے۔

اس کے بعد معلوم کر لینا دشوار نہ رہا کہ احادیثِ ختمِ نبوت متواتر المعنیٰ ہیں کیونکہ متواتر کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ روشن مثال محدثین نے حدیث ذیل کو قرار دیا ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ فِي النَّارِ۔	"جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر افترا کرے کہا کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھ لینا چاہئے"

اور حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کے تواتر کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سَتّر اسنادوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے جن میں سے تیس اسنادیں حسبِ قواعدِ محدثین صحیح ہیں۔

اور جب تواتر کی اعلیٰ حد یہ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ احادیثِ ختمِ نبوت کے متواتر ہونے

---

[1] کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ آپؐ کے حلیہ شریف اور آپ کی جسمانی کیفیات پر ایمان لائے، بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ ان کے ہر قول پر بغیر کسی شک کے یقین کرے ۱۲ منہ

میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ ختم نبوت کی احادیث صریحہ سو سے بھی زائد ہیں، جن میں سے تقریباً چالیس حدیثیں بتصریحات محدثین صحیح ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ حدیث مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً کے الفاظ بھی متواتر ہیں، اور احادیثِ ختم نبوت متواتر المعنیٰ ہیں، یعنی بالفاظ مختلفہ سو سے زائد احادیث میں مضمونِ ختم نبوت بیان فرمایا گیا ہے۔ بلکہ اگر کتبِ حدیث کے تتبع میں پوری کوشش کی جائے تو عجب نہیں کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے الفاظ بھی درجۂ تواتر کو پہنچ جائیں، کیونکہ انہی الفاظ کے ساتھ چھتیس ۳۶ احادیث آپ انشاء اللہ اسی رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حالانکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ کتبِ حدیث کا جو ذخیرہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ بہت مختصر ہے، اور اس پر مزید یہ کہ ہجوم مشاغل کے وقت نہایت بے اطمینانی کی حالت میں اس رسالہ کی ترتیب ہو رہی ہے۔ اور امام الحدیث حافظ ابن حزم اندلسی کا بیان ہمارے اس گمان کی تصدیق کے لئے بھی کافی ہے۔

ملاحظہ ہو مِلل ونِحَل ابن حزم صفحہ ۷۷، جلد اوّل:۔

وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوتہ واعلامہ وکتابہ انہ اخبر انہ لا نبی بعدہ۔	"جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، اُن میں کثیر التعداد حضرات کی نقل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

مِلل کی اس عبارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ متواتر ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تواتر بھی اُسی درجہ کا تواتر ہے جس درجہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپؐ کے معجزات اور قرآن مجید کا تواتر ہے اور امام التفسیر والحدیث حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

وبذٰلک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹، ج ۸)

"احادیث متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم نبوت پر وارد ہوئی ہیں، جن کو

صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے۔"

اور سید محمود آلوسیؒ روح المعانی میں فرماتے ہیں :۔

وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔ (روح المعانی، ص۶۵، ج۷)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن مجید نے تصریح فرمائی اور احادیثِ نبویہ نے صاف طور سے اُن کو بیان فرمایا اور اس پر تمام امتِ محمدیہ کا اجماع ہے، اس لئے اس کا منکر کافر سمجھا جائے اور اگر اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے۔"

اس کے بعد احادیث ختم نبوت مع ترجمہ اردو ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہیں، ترتیب میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ بخاری و مسلم کی روایات کو پہلے اور دوسری حدیث کی روایات کو بعد میں لکھا گیا ہے۔

صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی احادیث

حدیث نمبر ۱

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِّنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء ومسلم ص۲۴۸ ج۲ فی

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی تاکہ مکان

الفضائل واحمد فی مسندہ ص۳۹۸ ج۲، والنسائی والترمذی) وَفِی بَعْضِ الفاظہٖ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَۃِ وَخُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ هکذا فی الکنز عن ابی عساکر،

کی تعمیر مکمل ہو جاتی، چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصرِ نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، (یا) مجھ پر تمام رسُل ختم کر دیئے گئے "

جو لوگ کیمیاوی تحلیلات کے ذریعہ ختم نبوت کے عموم میں سے مخترعہ نبوت بروزیت وظلیت کی آڑ لے کر تاویلات باطلہ سے مسئلہ ختم نبوت کو صرف نبوت تشریعیہ کے ساتھ مخصوص کر دینا چاہتے ہیں وہ ذرا اس صحیح حدیث کے مضمون پر غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بلیغ تمثیل کے ساتھ اُن کے اوہام کا استیصال فرما دیا ہے۔ کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوّت ایک عالی شان محل کی طرح ہے جس کے ارکان انبیاء علیہم السلام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا، اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم کی گنجائش تعمیر میں باقی نہیں تھی، جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا فرما کر قصرِ نبوت کی تکمیل فرما دی، اب اُس میں نہ نبوّت تشریعیہ کی گنجائش ہے، اور نہ غیر تشریعی وغیرہ کی۔

علاوہ بریں حدیث میں مثل الانبیاء من قبلی کے الفاظ خصوصیت سے قابل غور ہیں جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء گذر چکے ہیں جن میں اصحاب شریعت جدیدہ بھی تھے، اور پہلی شرائع کے تبع بھی۔ الغرض ان سب کے مجمع سے قصرِ نبوت کی تکمیل میں صرف ایک ہی اینٹ کی کمی واقع تھی جس کو آپؐ نے پورا فرمایا، آپؐ کے بعد کسی قسم کے نبی کی گنجائش نہیں رہی۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ مرزائی امّت نے اس حدیث کی تحریف کے لئے کہا ہے کہ جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰؑ کا تشریف لانا کس طرح ہو سکتا ہے، نیز ان کا اپنی جگہ سے نکل کر دوسری جگہ میں جانا قصرِ نبوت

کے تزلزل کا باعث ہوگا۔

لیکن جس شخص کو عقل وانصاف کا کوئی حصہ ملا ہے وہ بلا تکلف سمجھ سکتا ہے کہ مکان کی کسی اینٹ کے تعمیر میں آخری ہونے سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ پہلی تمام اینٹیں فنا ہوچکی ہوں۔

ٹھیک اسی طرح سمجھو کہ کسی نبی کا آخری ہونا بھی اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے پہلے سارے انبیاء وفات پاچکے ہوں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمثیل بلیغ سے جو آپ کا قصرِ نبوت کے لئے آخری رکن ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات کا منافی نہیں۔

اسی طرح یہ کہنا بھی انتہائی جہالت ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کے آخر زمانہ میں آنے سے قصرِ نبوت میں حرکت اور تزلزل لازم آتا ہے، کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مشبہ بہ کے تمام احکام مشبہ پر جاری کئے جائیں، یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص شیر ہے یا شیر کے مانند ہے تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ وہ درندہ جانور ہے، جنگلوں میں رہتا ہے، اُس کے دُم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا بھی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یا اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی چاند کے مانند ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ ایک گول کرہ ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں اور نہ آنکھ ناک، وہ آسمان میں جڑا ہوا ہے یا جدید تحقیقات کے اصول پر وہ زمین کے گرد اگرد چکر کھا رہا ہے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

حدیث نبویؐ میں اگر انبیاء علیہم السلام کو ایک مکان کی اینٹوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تو ان عقلمندوں نے انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک ٹھیک گارے کی اینٹیں سمجھ لیا اور نعوذ باللہ اُن کو تہ بر تہ خیال کر کے ایک خیالی مکان بنالیا، اور عیسٰیؑ کے آخر زمانہ میں دوبارہ اس عالم میں آنے سے اس مکان میں زلزلہ ڈالنے لگے، کیا خوب یہ مبلغِ علم و فہم اور اس پر مجددیت کے نہیں نبوت کے دعوے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر اسی طرح مشبہ بہ کے تمام احکام کو مشبہ پر جاری کرنا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک اینٹوں کی طرح سمجھنا ہے تو پھر قصرِ نبوت کا تزلزل عیسٰی علیہ السلام

کے آخری نزول پر ہی موقوف نہیں ہوگا، بلکہ اپنے زمانہ میں بھی وہ جب کوئی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ کریں گے تب بھی مرزائی منطق کے مطابق نبوت کے محل میں زلزلہ آئے گا، بلکہ اس صورت میں ایک حضرت عیسیٰؑ ہی کی کیا تخصیص ہے جب کہ ہر نبی قصر نبوت کے لئے ایک اینٹ کے مرتبہ پر ہے، تو ہر نبی کی ہر حرکت سے یہی زلزلہ آتا رہے گا، إنا للہ الخ

حدیث نمبر۲ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ النَّبِیِّیْنَ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَتَمَّھَا اِلَّا لَبِنَۃً وَّاحِدَۃً فَجِئْتُ اَنَا فَاَتْمَمْتُ تِلْکَ اللَّبِنَۃَ (رواہ مسلم واحمد)

اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل مضمون بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں گزر چکا اس لئے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں (روایت کیا اس کو امام مسلم اور امام احمد نے)۔

حدیث نمبر۳ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَکْمَلَھَا وَاَحْسَنَھَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ فَکَانَ مَنْ دَخَلَھَا فَنَظَرَ اِلَیْھَا قَالَ مَا اَحْسَنَھَا اِلَّا مَوْضِعَ اللَّبِنَۃِ فَخُتِمَ بِیَ الْاَنْبِیَاءُ (رواہ الشیخان والترمذی وابن ابی حاتم)

اس کا ترجمہ اور حاصل مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو پہلی اور دوسری کا ہے (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ابی حاتم نے)۔

حدیث نمبر۴ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍؒ قَالَ قَاعَدْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ خَمْسَ سِنِیْنَ فَسَمِعْتُہٗ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا، قَالَ فُوْا بِبَیْعَۃِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ (رواہ البخاری فی کتاب احادیث الانبیاء ج ۱، ص ۴۹۱ ومسلم فی کتاب الامارۃ واحمد فی مسندہ ص۲۹۷ ج ۲ وابن ماجہ وابن جریر وابن ابی شیبۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابو حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ رہا، میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے، اور بہت ہوں گے۔ (یہ سنکر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! اُن خلفاء کے متعلق آپؐ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔ؑ

(روایت کیا اس کو بخاریؒ نے صفحہ ۴۹۱ جلد اوّل میں، اور مسلمؒ نے کتاب الامارت میں، اور امام احمدؒ نے اپنے مسند صفحہ ۲۹۷ جلد ۲ میں، اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی شیبہ نے)

یہ حدیث جس طرح نبوّتِ تشریعیہ کے انقطاع کے لئے روشن دلیل ہے اسی طرح ہر قسم کی نبوّت کے اختتام کا اعلان ہے، اس سے نہ مرزا صاحب کی ایجاد کردہ نبوّت غیر تشریعیہ بچ سکتی ہے اور نہ بروزیہ اور ظلّیہ۔

حدیث مذکور سے غیر تشریعی یا ظلّی اور بروزی یا لغوی نبوت کا انقطاع

اوّل اس لئے کہ نص حدیث مطلق اور عام ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، جس سے مطلقاً ہر مصداقِ نبوت کی نفی ثابت ہوتی ہے، پس اگر بقول مرزا صاحب غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے تو وہ یقیناً لانبی کی نفی کے تحت میں داخل ہے بلکہ اگر (لاہوری مرزائیوں کے خیال کے مطابق) کوئی لغوی نبی بھی ہوسکتا ہے تو وہ بھی لانبی کی نفی سے نہیں بچ سکتا، کیونکہ لانبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے، آپؐ کے بعد پیدا نہیں ہوسکتا۔

دوم؛ اصول اور معانی کا مشہور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت میں آتا ہے، تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ نبی نکرہ ہے اور حرف نفی لا کے تحت میں واقع ہے، اس لئے حسب قاعدہ نبی سے باستغراق ہر نبی مراد ہونا چاہیئے، یعنی صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہو یا پہلی شریعت کا متبع اور بقول قادیانی مرزائیوں کے ظلّی اور بروزی ہو یا بقول لاہوری مرزائیوں کے لغوی نبی ہو۔

لہ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ ظلم کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کو جزا دے گا، مگر تم اپنی اطاعت میں کمی نہ کرو ۱۲ منہ

الغرض حدیث مذکور اس امر کا صاف اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا جس پر کسی طرح لفظ نبی بولا جائے۔

سوم؛ حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے مقابلہ میں فرمایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لئے آئے تھے۔ اب دیکھ لیا جائے کہ وہ کس قسم کے انبیاءؑ تھے اور سیاستِ بنی اسرائیل سے کیا مراد ہے۔

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:-

قوله تسوسهم الانبياء اى انهم كانوا اذا ظهر فيهم فساد بعث الله لهم نبيًّا يقيم لهم امرهم ويزيل مَا غيّروا من احكام التوراة۔ (فتح ص ۳۶۶، جلد ۶)	"یعنی بنی اسرائیل میں جب فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نبی بھیجتا جو ان کے امور کو درست کرے اور اُن تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے تورات میں کی ہیں۔"

اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل شریعتِ مستقلہ لیکر نہ آتے تھے، بلکہ شریعتِ موسویہ کے اتباع میں تبلیغِ احکام کرتے، اور لوگوں کو صحیح احکام توریت کا پابند بناتے تھے، اسی قسم کے انبیاء کو مرزا صاحب نے غیر تشریعی نبی کہا ہے، اس لئے حدیث مذکور کا حاصل صاف یہ ہوگیا کہ اس امت میں غیر تشریعی (یعنی شریعت سابقہ کے متبع) انبیاء بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

چہارم؛ سب سے زیادہ قابل لحاظ اور سب سے زیادہ واضح یہ بات ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انقطاعِ نبوت کے بیان کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان فرما دیا ہے جو نبوت کے قائم مقام ہو کر اصلاحِ عالم کے لئے باقی رہے گی، یعنی خلافتِ نبوت، چنانچہ ارشاد فرمایا وسیکون خلفاء، "یعنی میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا، مگر خلفاء بہت ہوں گے۔"

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان میں ہر انسان کے لئے یہ سبق نہیں کہ نبوت کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے والی نہیں ہے ورنہ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ بجائے خلفاء کے اس قسم کے انبیاء کا ذکر فرمایا جاتا جو آپؐ کے بعد آنیوالے

تھے ۔ اور جب حدیث کے اسلوبِ حکیم نے آپ کے بعد صرف خلفاء کو رکھا ہے تو یہ اُس کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی ہو سکتا ہے ، اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریعی یا ظلی اور بروزی ۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی شخص کو لغۃً بھی نبی نہیں کہا جا سکتا ۔

ایک اور شبہ اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ حدیث مذکور صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ یعنی خاتم النبیین کہو، مگر لا نبی بعدہٗ مت کہو ۔ (درمنثور)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ رحمت کرے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ خاتم النبیین ہیں ، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہؓ نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا :۔

حسبك اذا قلت خاتم الانبياء فانا كنا نحدث ان عيسٰى عليه السلام خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعده ۔
(درمنثور، ص ۲۰۴ ج ۵)

" تمہارے لئے صرف خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے (لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ کہنے کی ضرورت نہیں) کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ عیسیٰؑ نکلنے والے ہیں پس جب وہ نکلیں گے تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی "

ہم اس نرالے مرزائی اصول کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ اگر مطلب کے موافق نہ ہو تب تو احادیث متواترہ و مشہورہ اور روایاتِ صحیح بخاری و مسلم کو بھی ردّی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ، اور اگر اپنی ہوائے نفس کے مطابق ہو تو ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ ایک ایسے قول پر جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف ہو اگرچہ اس کی سند کا بھی کچھ پتہ نہ ملتا ہو اس درجہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی مرفوع حدیثوں کا رَدّ کر دینا ان کے نزدیک سہل ہو جاتا ہے ۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مرفوع ہے اور دوسری طرف اُس کے مقابلہ میں ایسے دو قول ہیں جن کی نسبت حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کی طرف ہے جن کی اسناد کا حال بھی معلوم نہیں ۔ اصولِ حدیث اور عقل و دانش کے فیصلہ سے اس وقت واجب تھا کہ صحیح اور مرفوع حدیث کو

مجہول الاسناد آثار پر ترجیح دے کر بمقابلہ احادیث صحیحہ کے ان آثار کو نظر انداز، نا قابل تاویل قرار دیا جاتا، مگر مرزائی دنیا کے نرالے اصول نے فیصلہ کیا کہ ایک مجہول الاسناد قول صحابی کی بنا پر صحیحین کی قوی الاسناد مرفوع حدیث کو مردود کر دیا، کیا خوب ؎

بار خاطر ہو تو قرآن کا بھی ارشاد برا ٭ دل کو بھا جائے تو مرزا کی خرافات اچھی

یہ شبہ اور اس کا مفصّل جواب اس رسالہ کے پہلے حصہ میں آیت خاتم النبیین کے تحت گذر چکا ہے، جس میں ان آثار صحابہ کی اسنادی اور معنوی تحقیق مکمل بیان کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اُس کے لئے صفحہ سے صفحہ تک مکرر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہؓ خود ختم نبوت کی قائل ہیں اور اس کی احادیث روایت کرتی ہیں

علاوہ بریں جب ہم ختم نبوّت کی احادیث پر نظر ڈالتے ہیں اور اُن کے رُواۃ کی فہرست لگاتے ہیں تو اُن میں صدیقہ عائشہؓ کا نام بھی جلی حرفوں میں سامنے آتا ہے، اور دفترِ حدیث میں سے احادیث ذیل خود حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہم تک پہنچتی ہیں:۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقٰى بَعْدَهٗ مِنَ النُّبُوَّةِ شَيْئٌ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْتُرٰى لَهٗ وكذا فى كنز العمال برواية احمد والخطيب۔

"حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں ہے گا بجوائے مبشرات کے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔ (اس روایت کو کنز العمال میں بحوالہ مسند احمد اور خطیب نقل کیا ہے)

نیز عائشہ صدیقہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعًا روایت فرماتی ہیں:۔

اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِىْ خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِيَاءِ (كذا فى الكنز بحوالة الديلمى وابن النجار والبزار۔

"میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے (نقل کیا اس کو کنز العمال نے بحوالہ دیلمی و ابن نجار و بزار)۔

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان بلکہ منصف انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ

صدیقہ عائشہؓ پر یہ افترار باندھے کہ وہ ختم نبوت کا انکار کرتی ہیں۔

کیا ظلم نہیں کہ ہوائے نفس کے موافق ہو تو ایک مجہول الاسناد قول پر بلاتحقیق ایمان لے آئیں، اور ہوائے نفس کے خلاف ہو تو ہر صحیح سے صحیح اور قوی سے قوی حدیث کو رد کر دیا جائے، اَفَكُلَّمَا جَاءَ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

ایک اور شبہ اور اس کا جواب کہا جاتا ہے کہ حدیث لانبی بعدی حیات عیسیٰؑ کے مخالف ہے جیسا کہ ابھی حضرت عائشہؓ اور مغیرہؓ کی طرف منسوب اقوال سے معلوم ہوا کیونکہ اگر لانبی کی نفی عام ہے تو عیسیٰؑ بھی اس نفی میں داخل ہیں، اور اگر عام نہیں ہے تو آپؐ کے بعد بھی انبیاء ہونے کی گنجائش نکلتی ہے اور مسئلہ ختم نبوت ہاتھ سے جاتا ہے۔

یہ وہ شبہ ہے کہ مرزائی امت اس کو لاینحل سمجھ کر بڑے دعوے کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہی اُن کی انتہائی سادہ لوحی کی دلیل اور مبلغ علم کا امتحان ہے، کیونکہ یہ شبہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کو عربی عبارت سمجھنے کی بھی تمیز نہ ہو، اور جو محاورات عرب سے بالکل ناواقف ہو۔ عربی محاورہ میں جب اس قسم کی عبارت بولی جاتی ہے تو اس کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ آئندہ یہ وصف کسی شخص میں پیدا نہ ہوگا، جس شخص میں پہلے سے موجود ہے اس کا معدوم ہو جانا ہرگز مراد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر چند محاورات ملاحظہ ہوں:۔

حدیث میں ہے لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہوگی جس کا مطلب ہر فہیم انسان یہی سمجھتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی شخص مہاجر نہ بنے گا، نہ یہ کہ فتح مکہ سے پہلے جو شخص مہاجر ہو چکا ہے فتح مکہ کے بعد اس کا زندہ رہنا محال ہو جائیگا یا اس کی ہجرت باطل ہو جائے گی۔

اور جب لا هجرة بعد الفتح کی ترکیب بعینہٖ لانبی بعدی کی ترکیب ہی تو کوئی وجہ نہیں کہ لانبی بعدی کا مطلب تمام نصوص شرعیہ کے خلاف یہ لیا جائے کہ انبیائے سابقین میں سے بھی کوئی نبی آپؐ کے بعد دنیا میں نہیں آسکتا، یا زندہ نہیں رہ سکتا۔

یا اگر کوئی شخص کہتا ہے لا عمل بعد الموت تو بلاشبہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہوگا، نہ یہ کہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے

اور آئندہ کوئی جدید عمل نہیں ہو سکتا، کوئی انسان اس جملہ کے یہ معنی نہیں لے سکتا کہ مرنے کے بعد اس کے پہلے کئے ہوئے بھی عمل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں جس قدر محاوراتِ عرب کا تتبع کیا جاتا ہے وہ سب اس کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔

محاوراتِ عرب سے آگے بڑھ کر اگر احادیث کے طرق اور ان کے الفاظ کو دیکھئے تو خود نصوصِ حدیث اور الفاظِ روایت ہمارے بتائے ہوئے معنی کے لئے شاہد نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

صحیح مسلم غزوۂ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وہ حدیث جس میں لا نبی بعدی کے بجائے لا نبوۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لا نبی بعدی کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ لا نبی بعدی میں نفی بالکل عام ہے، اس سے کوئی نبوت مستثنیٰ نہیں، مگر محاورۂ عرب اور فن حدیث کے موافق اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو عہدۂ نبوت نہ دیا جائے گا، نہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو اور نہ آئندہ پیدا ہونے والے مرزا کو۔

ہاں جن حضرات کو آپؐ سے پہلے یہ عہدہ مل چکا ہے اس کا سلب ہونا اور اُن کا عہدۂ نبوت سے معزول ہو جانا اس سے کسی طرح لازم نہیں آتا، پس اگر حضرت عیسیٰؑ کو اس عالم میں آپؐ سے پہلے عہدۂ نبوت مل چکا ہے تو ان کا آپؐ کے بعد میں تشریف لانا ہرگز لا نبی بعدی کے خلاف نہیں، ہاں جو مسیحیت کا مدعی آج اپنے لئے عہدۂ نبوت ثابت کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے بیشک یہ حدیث ایک مایوس کن پیغام ہے وہ اس پر جتنا ماتم کرے بجا ہے۔

الغرض محاوراتِ عرب کا تتبع حکم کرتا ہے کہ لا نبی بعدی کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کسی کو عہدۂ نبوت نہ دیا جائے گا، اور جن لوگوں کو آپؐ سے پہلے اس عالم میں نبوت مل چکی ہے ان سب کا فنا ہو جانا یا ان کا نبوت سے معزول ہو جانا یا آپؐ کے بعد دوبارہ دنیا میں نہ آسکنا کسی طرح اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں، بلکہ یہ محض مرزائی خوش فہمی کی برکات ہیں اور شاید حضرت عائشہؓ اور حضرت

مغیرہؓ کو کشف کے آئینہ میں یہی خوش فہم فرقہ نظر آگیا ہو جس کی اصلاح اور ان کے خیالاتِ باطلہ کے قلع قمع کے لئے انہوں نے کلمۂ لا نبی بعدی کے اطلاق کو عوام کے لئے پہلے ہی سے روک دیا ورنہ عربیت سے واقف حضرات سے یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ قادیانی نبوت کے دلدادہ لوگوں نے حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي کی تحریف کے لئے جو کچھ تدبیریں اختیار کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لا نبی کی نفی کو نفی کمال قرار دیا جائے، یعنی میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہو سکتا' غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی ہونے کی نفی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ (جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، یعنی کامل ایمان)۔

اور حدیث میں ہے لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد ہی میں یعنی کامل نماز) پس جس طرح ان احادیث میں باتفاق نفیِ کمال مراد ہے۔ اسی طرح اگر لا نبی بعدی میں بھی نفی کمال قرار دی جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب: کیا خوب، اگر یہی اجتہاد اور یہی قیاس ہے تو اگر کوئی بت پرست ہندو یہ کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی نفی کمال ہے یعنی کامل معبود سوا اللہ کے کوئی نہیں، اگرچہ غیر مستقل اور غیر شارع معبود ہو سکتے ہیں، اور حقیقۃً یہی تمام بت پرست قوموں کا عقیدہ بھی ہے، تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے؟ یا کوئی کہتا ہے کہ آیت قرآنیہ لَا رَيْبَ فِيْهِ میں بھی نفیِ کمال مراد ہے، یعنی کامل ریب قرآن میں نہیں اگرچہ بعض اقسام ریب کے موجود ہیں تو کیا مرزائی امت اس کو بھی تسلیم کر لے گی؟

کوئی ان نبوت کے دعویداروں سے پوچھے کہ اگر حدیث لا ایمان لمن لا امانۃ لہٗ وغیرہ میں نفی کمال بھی تسلیم کر لی جائے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ لا نبی بعدی میں بھی نفی کمال ہی مراد ہو، کیا کسی ایک حدیث میں مجازاً نفی کمال مراد ہو جانا آپ کے نزدیک اس کو مستلزم ہے کہ سب جگہ یہی معنی چلائے جائیں؟ اور اگر ایسا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ اور لا ریب فیہ وغیرہ میں نفیِ کمال مراد نہ لی جائے۔

اور اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود ہے کہ جس کے ذریعہ سے لا الٰہ الا اللہ

میں نفی کمال مراد لینے سے منع کیا جا سکتا ہے تو وہی دلیل ہماری جانب سے لانبی بعدی میں نفیِ کمال مراد نہ ہونے پر تصوّر فرمالیں۔

ایک شبہ اور اس کا جواب مرزائی امت نے جدید نبوت کے اشتیاق میں حدیث لانبی بعدی کی تحریف کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ہر ضعیف سے ضعیف اور لچر سے لچر وہم کا سہارا ڈھونڈھا گیا، اسی ذیل میں کہا گیا کہ حدیث لانبی بعدی کو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسے حدیث إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ (یعنی جب کسریٰ بادشاہ ملکِ فارس ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا، اور جب قیصر بادشاہِ روم ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا)۔

چونکہ کسریٰ اور قیصر خاص شخصوں کے نام نہیں بلکہ کسریٰ ملکِ فارس کے ہر بادشاہ کا لقب ہے، اور اسی طرح قیصر ملکِ روم کے ہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ملکِ فارس اور روم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک برابر بادشاہ ہوتے چلے آئے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسریٰ اور قیصر برابر موجود رہے ہیں، اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اس حدیث سے اس کے ظاہری معنیٰ مراد نہیں، بلکہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ اگرچہ قیصر و کسریٰ باقی ہوں گے مگر اسلام کے زیرِ نگیں ہو کر رہیں گے، اُن کی خود مختار سلطنتیں باقی نہ رہیں گی۔ اسی طرح لانبی بعدی کو سمجھنا چاہیئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل اور تشریعی نبی نہ ہوں گے بلکہ جو نبی ہوگا وہ آپؐ کا متبع اور آپؐ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔

لیکن اگر ذرا انصاف کیا جائے تو مرزائی منطق کی یہ شکل اور اس کا نتیجہ بناء فاسد علی الفاسد کی مجسمہ تصویر نکلتی ہے، خود ہی اپنے دماغ میں فرض کر لیا کہ کسریٰ و قیصر آج تک موجود ہیں، اور خود ہی حدیث لاکسریٰ کی ایک تحریف تیار کر لی، اور پھر اہلِ اسلام کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ان کی تحریف کو تمام دوسری احادیث کا بھی قبلہ تسلیم کر لیں، اور سب کو کھینچ تان کر اس کے مطابق بنائیں، تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ۔

یہ محض دھوکہ اور بالکل غلط ہے کہ کسریٰ اور قیصر آج تک موجود ہیں۔ نووی شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور تمام علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ کسریٰ عراق میں اور قیصر ملکِ شام میں باقی نہ رہے گا،

جس کا حاصل یہ تھا کہ ان دونوں اقلیم[1] میں ان کی سلطنت نہ رہے گی، چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا، کسریٰ اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہوگیا، اور قیصر نے ملک شام سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لی، غرض ان دونوں اقلیموں میں کسریٰ و قیصر نہ رہے۔

اس لئے خود یہی کہنا غلط ہے کہ حدیث لاکسریٰ اپنے ظاہر معنیٰ میں مستعمل نہیں ہے، پھر اُس پر لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کو قیاس کر کے اس کی تحریف اگر بنار فاسد علی الفاسد نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں اس جگہ مرزائی اجتہاد کا ایک اور کرشمہ بھی قابلِ دید ہے، وہ یہ کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے کوئی یہ فرض بھی کر لے کہ حدیث لاکسریٰ کسی وجہ سے اپنے ظاہری اور حقیقی معنیٰ میں ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ حدیث لا نبی بعدی کو بھی کھینچ تان کر اس کے مطابق بنا دیا جائے، کیا کسی ایک حدیث میں کسی وجہ سے مجازی معنیٰ لے لینا آپ کی شریعت میں اس کو مستلزم ہے کہ کسی حدیث میں اس لفظ کے حقیقی معنیٰ نہ لئے جائیں۔

ایک لطیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق اس امت میں جھوٹے مدعی نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں، اور حدیث لا نبی بعدی چونکہ ان کے مقاصد یا جوجیت کے مقابلہ میں سدِ سکندری کی طرح حائل تھی اس لئے سب کی نظرِ عنایت اس کی تحریف پر تُلی رہی ہے، اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی فہم کے مطابق اس کی تحریف میں کوشش کی۔

ایک شخص نے اپنا نام لفظ لَا رکھ لیا، اور نبوت کا دعویدار بنکر خود اسی حدیث کو اپنی نبوت کا گواہ بنالیا، اور کہنے لگا کہ اصل عبارتِ حدیث یوں ہے لَا نَبِیٌّ بَعْدِیْ

---

[1] حافظ الدنیا علامہ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری میں ان دونوں اقلیم کی تخصیص کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریش کی عادت تھی کہ سردی کے زمانہ میں یمن اور گرمی کے زمانہ میں شام کا سفر کرتے تھے۔ اور یہی جگہ ان کی تجارت گاہیں تھیں، جیسا کہ قرآن عزیز میں "رحلۃ الشتاء والصیف" کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے، جب قریش مسلمان ہوگئے تو اُن کو اپنی تجارتوں کا خوف ہوا کہ اب ہمارا یمن اور شام میں داخلہ بند کر دیا جائے گا، اس پر اُن کی تسکین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تجارت گاہیں اُن کے وجود ہی سے پاک کر دی جائیں گی ۱۲

جس میں لآ مبتدا، اور نَبِیٌّ بَعْدِیْ اُس کی خبر ہے، جس کے مطابق حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ "میرے بعد یہ شخص مسمیٰ بہ لآ نبی ہوگا۔" (کذا فی فتح الباری)

ایک عورت کو مغرب میں یہی جنون سوار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھی، لوگوں نے "لا نبی بعدی" کا فرمان اس کے مقابلہ پر پیش کیا تو کہنے لگی کہ حدیث لا نبی بعدی ہے لا نبیۃ بعدی نہیں یعنی مرد کے نبی ہونے کا انکار ہے، عورت کی نبوت کا انکار نہیں (فتح الباری شرح بخاری)

مگر زمانہ میں خیر اور صلاح کے آثار باقی تھے، دلوں میں امانت کا کوئی حصہ موجود تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احترام جزو ایمان سمجھا جاتا تھا، وہاں اس قسم کی لایعنی تحریفات کب کھپ سکتی تھیں، اُمت نے اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے، عالم اسلام کو ان کے وجود اور ان کی تحریفات سے پاک کردیا، حالانکہ ان کی تحریفات مرزا قادیانی کی تحریفات سے زیادہ دلچسپ تھیں۔

قسمت سے ہمارے حصہ میں اگر متنبی ایسا خوش فہم آیا ہے کہ اس کو تحریف کرنے کا بھی کوئی سلیقہ نہیں تو لوگ بھی ایسے خوش عقیدہ آئے کہ انھیں ہر مجنون کے ہذیان کو دین نبی سمجھ لینا بالکل سہل ہے، خدا جانے اگر یہ لوگ پہلے متنبیوں کے زمانہ میں ہوتے اور ان کی شعبدہ کاریاں دیکھتے تو کیا کرتے؟!

حدیث نمبر ۵ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ مَحَی اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی عَقِبِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ (رواہ البخاری ومسلم صفحہ ۲۶۱ ج ۲، وابونعیم فی الدلائل، ص۱۲)

ترجمہ:۔ "حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر ہوں، یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو (روایت کیا

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے صفحہ ۲۶۱ ج ۲ اور ابونعیم نے دلائل صفحہ ۱۲ میں)۔"

اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں ہے یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیَّ جس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری صفحہ ۴۰۶ جلد ۶ میں فرمایا ہے:۔

یمکن ان یکون المراد بالقدم الزمان ای وقت قیامی علی قدمی لظهور علامات الحشر اشارة الی انه لا نبی بعده و لا شریعة۔	"ممکن ہے کہ قدم سے مراد زمانہ ہو، یعنی جس وقت علاماتِ قیامت کے ظہور کے ساتھ میں اپنے قدم پر کھڑا ہوں گا، اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شریعت۔"

حافظ کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے خواہ پہلی شریعت کے تابع ہو یا شریعتِ جدیدہ کے ساتھ۔

حدیث نمبر ۶ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ، زاد زکریا بن ابی زائدة عن سعد عن ابی سلمة عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا کَانَ قَبْلَکُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رِجَالٌ یُّکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ فَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْهُمْ اَحَدٌ فَعُمَرُ (رواه البخاریؒ فی صحیحه ص۵۲۱ ج ۱ فی مناقب عمر وکذلك رواه مسلمؒ)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، پس اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے۔" اور اسی حدیث کے دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ "تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ مکلّم ہوا کرتے تھے، بغیر اس بات کے کہ وہ نبی ہوں، پس اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہو سکتا ہے تو وہ عمرؓ ہے (روایت کیا اس کو بخاریؒ نے اپنی صحیح صفحہ ۵۲۱ جلد اول میں، اور روایت کیا اس کو مسلمؒ نے)۔"

محدث یا مکلّم کون ہوتے ہیں؟ حافظؒ نے فتح الباری ص۴۰ جلد ۴ میں لفظ محدث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ مکلّم اور محدث کی تفسیر میں چند اقوال ہیں، بعض لوگوں نے اسکے

معنیٰ مُلہم بتلائے ہیں، یعنی جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے، اور صحیح مسلم کی ایک روایت اس کی تائید کرتی ہے، جس میں خود حدیث میں بجائے محدثون کے ملہمون کا لفظ منقول ہے۔

اسی طرح مسند حمیدی میں حضرت عائشہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث آئی ہے، جس کے آخر میں الملھم بالصواب مذکور ہے، اور ترمذی نے ابن عیینہ کے بعض شاگردوں سے محدثون کی تفسیر میں مفہمون کے الفاظ نقل کئے ہیں، یعنی جن کو اللہ کی طرف سے حق بات سمجھادی جاتی ہے۔

بہرحال یہ بات خود نصِ حدیث سے بھی ثابت ہے کہ محدث یا مکلم وہ لوگ ہیں جو انبیاء تو نہیں مگر الطافِ خداوندی اُن کی طرف خاص طور پر مبذول ہیں اور اُن کو حق بات کا اللہ کی طرف سے الہام ہوجاتا ہے یا حق بات سمجھادی جاتی ہے۔

یہ بات خود نصِ حدیث سے بھی ثابت ہے اور تمام اقوال محدثین بھی اس کے مطابق ہیں کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد اصل حدیث کے مضمون پر غور فرمائیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے سب سے بہتر افراد یعنی صحابۂ کرامؓ اور ان میں سے بھی منتخب حضرت عمرؓ کے لئے اگر کوئی بڑے سے بڑا درجہ تجویز فرمایا ہے تو وہ صرف محدثیت کا درجہ ہے، نبوت کا درجہ ان کے لئے بھی تجویز نہیں کیا، بلکہ صراحۃً اس کی نفی فرمائی، صحابۂ کرامؓ جو باجماع امت خیار الخلائق بعد الانبیاء ہیں، اور ان میں بھی خلفائے راشدینؓ جن کی سُنّت کا اتباع بھی مثل سُنّتِ نبویہ امت کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے، جب رتبۂ نبوت کو نہیں پاسکے تو اُن کے بعد کوئی غوث یا قطب یا ولی یقیناً اُس درجہ کو نہیں پاسکتا، کیونکہ باتفاقِ امت کوئی ولی کتنا ہی ترقی کرے مگر صحابہؓ کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، افضل ہونا تو کجا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا۔

اب اگر صحابۂ کرامؓ کے بعد کوئی نبی بنے تو لازم آتا ہے کہ غیر نبی یعنی صحابۂ کرامؓ اس نبی سے افضل ہوں۔

حدیث نمبر ۱۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

(رواہ البخاری و مسلم فی غزوۃ تبوک) و فی لفظ لمسلم خَلَّفَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي و فی لفظ آخر عنده إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ نَبِيًّا۔

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے کہ تم ہارونؑ کی طرح نبی نہیں) روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے غزوۂ تبوک کے باب میں، اور مسلم شریف کی روایت میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جہاد میں حضرت علیؓ کو ساتھ نہیں لیا بلکہ گھر پر چھوڑ دیا، تو حضرت علیؓ نے (بطور نیازمندانہ شکایت کے) عرض کیا کہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا، آپؐ نے (ان کو تسلی کے لئے) ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ (یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ہارونؑ کو بنی اسرائیل کے پاس اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے اسی طرح سے تم اس وقت میرے نائب تھے) لیکن میرے بعد نبوت نہیں (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ کا سا ہے، مگر تم کو نبوت حاصل نہیں) اور مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں الا انک لست نبیاً (مگر تم نبی نہیں ہو)۔

جن لوگوں نے لا نبی بعدی کے الفاظ کو تحریفات کا میدان بنا رکھا ہے وہ اگر ان الفاظ پر بھی نظر ڈالیں تو ان کے سارے منصوبے ختم ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۸　عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوٰهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ (رواہ البخاری و مسلم و احمد)۔

ترجمہ :- "حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکے کہ دو جماعتوں میں جنگِ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ تقریباً ۳۰ دجّال کاذب دنیا میں نہ آچکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور مسلمؒ اور امام احمدؒ نے)"

اس حدیث میں آپؐ کے بعد مدّعیِ نبوت کو دجّال وکذّاب فرمایا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی اور بھی زیادہ تصریح ہے۔

ایک سوال اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدّعی نبوت دجّال وکذّاب ہے تو پھر تیس کا عدد صادق نہیں آتا، کیونکہ مدّعیِ نبوّت تو تیس سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور نہ معلوم اور کتنے ہوں گے۔

جواب حافظ ابن حجرؒ نے فتح البارّی شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقًا فانهم لا يحصون كثرة لكون غالبهم ينشأ لهم ذلك عن جنون و سوداء وانما المراد من قامت له الشوكة . (فتح صفحة ۴۵۵ جلد ۶)	"اور ہر مدّعیِ نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لئے کہ آپؐ کے بعد مدّعیِ نبوّت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے بنیاد دعوے عموماً جنون یا سوداویت سے پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں"

حافظؒ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورۃ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا کہ اگرچہ مدّعیِ نبوت سبھی کذاب ہیں مگر حدیث میں ۳۰ کے عدد سے وہ مدّعی نبوت مراد ہیں جن کی شوکت وحشمت قائم ہو جائے، اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے، اسی طرح دو اور فائدے معلوم ہوئے :-

اوّل یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آجکل عموماً جنون یا سوداویت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔
دوم یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت وحشمت کا قائم ہوجانا یا اُس کے مذہب کا رواج پانا اور اُس کے متبعین کا زیادہ ہوجانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل نہیں ہوسکتی، ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی متنبی نہیں ہے، بلکہ اُن ہی تیس دجالوں کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹا ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔
اب مرزا صاحب کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے اموال بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ قرار دینا جس درجہ کی دلیل ہے وہ بھی ظاہر ہوگیا، اور معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب اُن تیس دجالوں میں سے بڑا رتبہ رکھتے ہیں، سچ ہے ؎

وکان امرأ من جند ابلیس فارتقی ؞ بہ الحال حتّٰی صار ابلیس من جندہٖ

"وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہوگئی یہانتک کہ ابلیس بھی اس کا ایک لشکری بن گیا۔"

حدیث نمبر ۹ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ مِثْلُہٗ عند مسلم (فتح الباری مطبوعہ ہند ص۲۱۳ ج۱۴ باب)
ترجمہ:۔ "حضرت جابر بن سمرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۰ | عَنْ ثَوْبَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ "حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ روایت کیا اس کو مسلمؒ نے۔"

کیا اس قسم کی صاف صاف احادیث اور ارشاداتِ نبویہ کے بعد بھی مسئلہ "ختمِ نبوت" کا کوئی پہلو خفا میں رہتا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی مرزائی امت کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے خیالاتِ باطلہ سے تائب ہوجائیں؟

حدیث نمبر ۱۱ | عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (رواہ مسلم فی الفضائل).

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے:۔ اوّل یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے اور دوسرے یہ کہ رُعب سے میری مدد کی گئی، (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کر دیتا ہے) تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ مال غنیمت اُن کے لئے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی، اور یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت سمجھی جاتی تھی) اور چوتھے میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنادی گئی (بخلاف اُمم سابقہ کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں ہی میں ہو سکتی تھی) اور زمین کی مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی (یعنی بوقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا جو کہ پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا) پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے) چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو مسلمؒ نے فضائل میں)۔"

حدیث نمبر ۱۲ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (رواہ البخاری فی کتاب التعبیر، ص ۱۳۳۱ ج ۱۲ علی ھامش الفتح ومسلم).

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جزو سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)۔"

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان

دیکھتے ہیں، یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہ کے ان بینات کے بعد بھی بجائے اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا، اور وہ ایک متنبی کاذب کو چھوڑ کر سید الانبیاء کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے، ان کی جسارت اور تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے، وکذلك يطبع اللهُ علىٰ قلب كل متكبر جبار۔

ادھر حدیث میں سلسلۂ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے، اور اُدھر قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقاء نبوت ثابت ہوگیا' إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفسِ نبوت کا بقاء ثابت ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جا سکتا ہے، اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔

اہلِ دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دَور میں ایک مدعیِ نبوت کی طرف سے کہا جا رہا ہے، اُس کو جزو اور کُل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں، وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو کُل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضوء کے ایک جزو مثلاً ہاتھ دھونے کو پورا وضو کہا جائے، اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو ادائے روزہ کہا جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو کُل کا وجود قرار دیا جائے، اور جزو پر کل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا، اور کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا۔ نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی۔ اور پھر تو شاید ایک تاگہ کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا۔ اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان اور ایک رسّی کو چارپائی بھی کہا جائے اور ایک میخ کو کواڑ بھی۔ کیا خوب! نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام ہی کو بدل ڈالے۔

پس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک تاگہ کو کپڑا اور ایک رسّی کو چارپائی اور ایک میخ کو کواڑ نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھیالیسویں جُزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

رہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے۔ سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ ان عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہے جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی ابجد سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیہ پورے پورے موجود ہیں، فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزاء زیادہ ہیں، اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں، مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزاء جن کو جدید فلسفہ ہیڈروجن اور آکسیجن نام رکھتا ہے موجود ہیں اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزاء نہیں کہا جاسکتا بلکہ پانی کے اجزاء، وہی ہیڈروجن اور آکسیجن ہیں، تو جس طرح تنہا ہیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے، اسی طرح نبوت کے کسی جُزو کو نبوت کہنا بھی غلط ہے، یہ محض لچر اور ناقابلِ ذکر بات ہے کہ نبوّت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوّت کا بقاء ثابت کر ڈالا۔

نبوّت بروزیہ یا ظلیہ وغیرہ بالفرض اگر نبوّت ہے تو وہ بھی آپؐ کے بعد منقطع ہے

اس حدیث میں یہ بات زیادہ قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انقطاعِ نبوّت کے ذکر کے ساتھ صرف رؤیائے صالحہ کے بقاء کا ذکر فرمایا ہے اور کسی قسم کی نبوّت کا نام نہیں لیا، جو اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ آپؐ کے نزدیک نبوّت کی کوئی قسم آپؐ کے بعد باقی نہیں رہی ورنہ ضروری تھا کہ نبوّت کی جو قسم باقی رہنے والی ہو بجائے سچے خواب کے اس قسم کا ذکر فرمایا جاتا۔

اور اسی پر بس نہیں، بلکہ نبوّت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دے کر صرف ایک جزو یعنی رؤیائے صالحہ کا استثناء فرمایا گیا ہے، اب انصاف کیجئے کہ اگر سوائے رویائے صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع یا کوئی قسم نبوت کی باقی رہنے والی تھی، تو اس کا استثناء کیوں نہیں فرمایا گیا؟

مرزا صاحب نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے مگر صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے، اور میری نبوت غیر تشریعی ہے۔ اور کبھی کہا کہ کلی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت جزئی ہے۔ اور کبھی ارشاد ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی اور بروزی ہے۔ اور کہیں لکھا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے۔

غرض ان متعارض اور متہافت اقوال کو اختیار کر کے مرزا صاحب نے سمجھا ہے کہ ہماری نبوت بھی سیدھی ہو گئی، اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی بھی جگہ باقی رہی کہ قرآن و حدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے منکر نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث نے مرزا صاحب کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے فرض کرلیں کہ ظلی و بروزی وغیرہ جو قسم نبوت کی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے وہ واقعی نبوت کی ایک قسم ہے، اس حدیث میں اس کے بھی انقطاع کی خبر بصراحت موجود ہے۔ کیونکہ اس میں اجزاء وانواع نبوت میں سے رویائے صالحہ کے سوا کچھ مستثنیٰ نہیں فرمایا گیا۔ پس اگر ظلی و بروزی وغیرہ بھی نبوت کی قسمیں ہیں تو وہ بھی اس حدیث کی رُو سے منقطع و مختتم ہو چکیں، اور مرزا صاحب کو ان متعارض اقوال اور نئی نئی قسم کی نبوتیں تراشنے کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

حدیث نمبر ۱۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَشَفَ السِّتَارَۃَ وَرَأْسُہٗ مَعْصُوْبٌ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَمْ یَبْقَ مِنْ مُّبَشِّرَاتِ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الرُّؤْیَاءُ الصَّالِحَۃُ یَرَاھَا الْمُسْلِمُ اَوْتُرٰی لَہٗ (رواہ مسلم والنسائی وغیرہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں دروازہ کا پردہ کھولا، آپؐ کا سر مبارک بوجہ مرض کے بندھا ہوا تھا، اُدھر لوگ حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت میں کوئی جزو باقی نہیں رہا، مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھتے ہیں، یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے (روایت کیا اس کو مسلم اور نسائی نے)۔

حدیث نمبر ۱۴ | عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ قَارِظٍ اَشْھَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ (رواہ مسلم صفحہ ۴۴۶ جلد ۱، و النسائی ولفظہ خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَخَاتِمُ الْمَسَاجِدِ)۔

ترجمہ:۔ "حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ فرماتے ہیں کہ مَیں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابوہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخرالانبیاء ہوں اور میری مسجد آخرالمساجد ہے، (اس حدیث کو مسلم نے ص۴۴۶ جلد اوّل میں اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ نسائی کے الفاظ میں بجائے آخرالانبیاء اور آخرالمساجد کے خاتم الانبیاء اور خاتم المساجد واقع ہوا ہے) اور بہر دو صورت معنی واحد ہیں، جیساکہ اسی رسالہ میں مفصل گذر چکا ہے۔"

تنبیہ:۔ حدیث میں خاتم المساجد سے مراد خاتم مساجد الانبیاء ہے، جیساکہ ایک دوسری حدیث میں خود یہی لفظ موجود ہے، جس کو ائمہ حدیث دیلمیؒ، ابن نجارؒ، بزارؒ وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے:۔

اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِیَاءِ (کذا فی الکنز)	"میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے۔"

حاصل یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ کسی نبی کی اور مسجد بنے گی۔

ایک لطیفہ:۔ مرزائی دنیا میں صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ دیکھ کر خوشیاں منائی گئیں کہ اس نے ختم نبوت کے مسئلہ میں تحریف کا راستہ نکال دیا، کیونکہ خاتم المساجد کے معنی باتفاق یہ نہیں ہوسکتے کہ آپؐ کے بعد کوئی مسجد نہیں بنے گی، کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے، اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی یہ نہیں ہوں گے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

لیکن دیلمیؒ، ابن نجارؒ اور بزارؒ کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی جو حدیث ابھی پیش کی گئی ہے کہ خاتم المساجد کے معنی خاتم مساجد الانبیاء ہیں، اس نے اُن کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

حدیث نمبر ۱۵ عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ ؓ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَمِّیْ لَنَا نَفْسَہٗ اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفّٰی

(الحدیث) رواہ مسلم صفحۃ ۲۶۱ جلد ۲۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسمائے شریفہ ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہوں اور احمدؐ اور مقفیؐ بھی ہوں (اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت فرمایا ہے)۔

امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لفظ مقفّیٰ کے معنیٰ شمر سے نقل کئے ہیں کہ مقفّیٰ بمعنیٰ عاقب ہے، اور عاقب کے معنیٰ خود نصِ حدیث میں آخرالانبیاء بیان فرمائے ہیں، جیساکہ حدیث نمبر ۵ میں گذرا ہے۔ اور ابن الاعرابی نے مقفی کا ترجمہ ھو المتبع للانبیاءِ کیا ہے، جس کے معنی بھی یہی آخرالانبیاء ہوتے ہیں۔ اس لئے نوویؒ نے دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ فظھر ان المقفی ھوالآخر، یعنی ثابت ہوا کہ مقفی کے معنی آخر کے ہیں، اور اس لئے حدیث کا حاصلِ مطلب یہ ہوا کہ میں آخرالانبیاء ہوں۔

حدیث نمبر ۱۶ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ فِیْ حَدِیْثِ الشَّفَاعَۃِ فَیَقُوْلُ لَھُمْ عِیْسٰی اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْھَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ یا مُحَمَّدُ، اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ الخ (رواہ البخاری ص۶۸۵ ج۲ ومسلم ص۱۱۱ ج۱)

ترجمہ:۔ ”حضرت ابوہریرہؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰؑ سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمدؐ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (الیٰ آخرالحدیث)، روایت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۶۸۵ ج۲ میں اور مسلم نے صفحہ ۱۱۱ جلد اوّل میں۔“

حدیث نمبر ۱۷ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃَ کَھَاتَیْنِ (رواہ البخاری

فی صحیحہ ۔ مشکوٰۃ المصابیح باب قرب القیامۃ)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر) فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

باتفاق علمائے حدیث اس سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی پیدا نہ ہوگا اور قیامت آپؐ کے ساتھ ملی ہوئی آنے سے یہی مراد ہو سکتی ہے۔ ورنہ حدیث کا خلافِ واقعہ ہونا لازم آتا ہے، کہ آپؐ کی پیدائش کو تقریباً چودہ سو برس ہو چکے اور اب تک قیامت کا پتہ نہیں۔

اور دوسری احادیث میں آپؐ کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے کا یہی مطلب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ختم النبوۃ فی القرآن (آیت نمبر ۶۲ کے تحت) صفحہ ۱۷۸ میں حضرت ابو زملؓ کی طویل حدیث کا ایک حصہ نقل ہو چکا ہے، جس کے چند جملے یہ ہیں:۔

وَاَمَّا النَّاقَۃُ الَّتِیْ رَاَیْتَھَا اَبْعَثُھَا فَھِیَ السَّاعَۃُ عَلَیْنَا تَقُوْمُ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِیْ۔
(ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۹)

• وہ ناقہ جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

اس میں بوضاحت معلوم ہو گیا کہ قیامت کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملے ہوئے آنے کے یہی معنی ہیں کہ آپؐ کے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی دوسری امت۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ کَانَ فِی الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْھُمْ اَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ مسلم والنسائی وابو یعلیٰ واحمد)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں بھی ان میں سے کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمرؓ ہیں (اس حدیث کو مسلم اور نسائی اور ابو یعلیٰ اور امام احمد نے روایت فرمایا ہے)۔

حدیث نمبر ۶ کے تحت محدَّث کے معنی اور مضمون حدیث کا مطلب مفصّل گذر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ الحدیث (رواہ البخاری ومسلم والنسائی من الکنز ص۲۳ ج ۶) ومثلہ عند ابی نعیم فی الدلائل صفحۃ ۹۔

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سب سے آخر ہیں اور قیامت میں سب سے سابق ہوں گے، صرف اتنی بات ہے کہ امم سابقہ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں اُن کے بعد ملی (روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے (کذا فی الکنز ص۲۳ ج ۶) اور ابونعیم نے دلائلِ نبوت ص۹ میں بعینہٖ یہی حدیث نقل کی ہے)۔"

صحیح مسلم میں ابواب الجمعہ میں اس حدیث کو چار طریق سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲۰ | عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلُهٗ وَلَفْظُهٗ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَالْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (رواہ مسلم ص۲۸۲ ج ۲)

ترجمہ:۔ "حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون مسلم نے روایت کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم دنیا میں سب سے آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے۔"

صحیحین کے علاوہ، وہ احادیث جن کو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے:

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَاِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (رواہ احمد والطبرانی واسنادہ جید والطحاوی فی مشکل الآثار ص۱۰۴ ج ۴)

ترجمہ:۔ "حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ستائیس کذاب دجال ہوں گے، جن میں سے چار عورتیں ہوں گی،

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اس کو امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے باسناد جید روایت کیا ہے اور اسی طرح روایت کیا اس کو طحاوی نے مشکل الآثار ص۱۰۲ ج۴ میں۔

اس سے پہلے ایک حدیث گذر چکی ہے جس میں تیس دجالوں کا ذکر ہے، اس میں ستائیس مذکور ہیں، مگر ان میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے اول آپؐ کو ستائیس کا علم ہوا ہو پھر تیس کا ہونا معلوم ہوا۔

حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ وُجِعْتُ وَجعًا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَامَنِيْ فِيْ مَقَامِهٖ وَقَامَ يُصَلِّيْ وَاَلْقٰى عَلَيَّ طَرَفَ ثَوْبِهٖ ثُمَّ قَالَ بَرِئْتَ يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَلَا بَأْسَ عَلَيْكَ مَا سَأَلْتُ اللّٰهَ لِيْ شَيْئًا اِلَّا سَأَلْتُ لَكَ مِثْلَهٗ وَلَا سَأَلْتُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَانِيْهِ غَيْرَ اَنَّهٗ قِيْلَ لِيْ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ نَقُمْتُ كَاَنِّيْ مَا اشْتَكَيْتُ رواه ابْنُ جَرِيْرٍ وابن شاهين فى السنة والطبرانى فى الاوسط وابونعيم فى فضائل الصحابة كذا فى الكنز

ترجمہ:۔ "حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد ہوا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا، اور خود نماز پڑھنے لئے کھڑے ہوگئے، اور آپؐ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا، پھر فرمایا کہ اے علی! تم شفایاب ہوگئے، اب تم میں کوئی مرض نہیں رہا۔ جو کچھ تم اللہ سے میرے لئے دعا کروگے، میں تمہارے لئے وہی دعا کروں گا، اور میں جو کچھ دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا، اس کے سوا کہ مجھ سے کہدیا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، (اس لئے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کر سکتا) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ایسا تندرست ہو کر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں (روایت کیا اس کو ابن جریر نے اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، نیز روایت کیا ابن شاہین نے سنت میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں (از کنز العمال)

حدیث نمبر ۲۳ | عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ اٰدَمُ وَاٰخِرُهُ مُحَمَّدٌ (رواه ابن حبان

فی صحیحہ وابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر والحکیم الترمذی (من الکنز ص۱۳ ج ۶) واخرجہ ابن حبان فی تاریخہ فی السنۃ العاشرۃ ص۶۹ قلمی)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔
(روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح میں، نیز اپنی تاریخ میں سنہ۱۰ھ کے احوال کے تحت قلمی ص۶۹ پر اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکرؒ و حکیم ترمذی وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (دیکھو کنز العمال صفحہ ۱۲۰ ج ۶) اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی فتح الباری میں اس کی تصحیح کی ہے)۔"

حدیث نمبر۲۴ | وعَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (رواہ الحاکم فی المستدرک و الطبرانی فی الکبیر کذا فی الکنز، ص ۱۵۴ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت مالک ابن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں نقل کر کے تصحیح کی ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب اور تحقیق مفصل پہلے گذر چکی ہے)۔"

حدیث نمبر۲۵ | عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمُقَفّٰى وَالْحَاشِرُ وَالْمَاحِيْ وَالْخَاتِمُ وَالْعَاقِبُ (رواہ احمد وابن سعد والطبرانی والحاکم (من الکنز)

ترجمہ:۔ "حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں محمد ہوں، اور احمد، مقفیٰ، حاشر، ماحی، خاتم اور عاقب (روایت کیا اس کو امام احمدؒ نے مسند میں اور ابن سعد اور طبرانی نے اور حاکم نے اس کو مستدرک میں درج کر کے تصحیح فرمائی)، (من الکنز)

مُرادِ حدیث کی یہ ہے کہ یہ سب میرے نام ہیں۔ مقفی اور عاقب کے معنیٰ پہلے گذر چکے ہیں کہ خاتم الانبیاء کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح "حاشر" کے معنیٰ بھی یہی ہیں کہ آپؐ کے بعد ہی حشر و قیامت قائم ہو جائے گی، کوئی نبی اور نہ پیدا ہوگا۔ اور ماحی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے ذریعہ سے کفر کو مٹائے گا۔

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍؓ مَرْفُوْعًا وَاللّٰهِ لَاَنَا الْحَاشِرُ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَاَنَا الْمُقَفّٰى (رواہ رطب رك من الكنز)

ترجمہ:۔ "حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں حاشر اور عاقب اور مقفی ہوں (روایت کیا اس کو طبرانی نے اور حاکم نے مستدرک میں درج کر کے تصحیح کی ہے)۔"

ابھی گذر چکا ہے کہ حاشر، عاقب، مقفی تینوں کی مراد ایک ہے، یعنی آخر الانبیاءؑ۔

حدیث نمبر ۲۷ | عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍؓ عَنِ ابْنِ عَباسٍؓ مَرْفُوْعًا فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِي الْمَحْشَرِ فَيَقُوْلُ قَوْمُ نُوْحٍ وَاَنّٰى عَلِمْتَ هٰذَا يَا اَحْمَدُ وَاَنْتَ وَاُمَّتُكَ اٰخِرُ الْاُمَمِ (رواہ الحاکم فی المستدرك كذا فی الكنز)

ترجمہ:۔ "حضرت وہب بن منبہؒ حضرت ابن عباسؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت نوحؑ کی امت کہے گی کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو یہ[1] کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آپؐ اور آپؐ کی امت آخر الامم ہے (اس کو حاکم نے مستدرک میں درج کر کے صحت کا حکم کیا ہے)۔"

حدیث نمبر ۲۸ | عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَبْعَةِ رَهْطٍ شَهِدُوْا بَدْرًا كُلُّهُمْ رَفَعُوا الْحَدِيْثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رواہ الحاکم فی المستدرك)

ترجمہ:۔ "حضرت حسنؓ سات صحابہ سے جو غزوہ بدر کے شرکاء میں سے تھے مرفوعاً اسی مضمون کو نقل کرتے ہیں جو اس سے پہلی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے نقل کیا گیا ہے (حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحت کا حکم کیا ہے)۔"

---

[1] ایک معاملہ کی طرف اشارہ ہے جو ابتدائے حدیث میں مذکور ہے، ۱۲ منہ

حدیث نمبر۲۹ | عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ مَرْفُوْعًا اِنِّیْ خَاتِمُ اَلْفِ نَبِیٍّ اَوْ اَکْثَرَ رواہ الحاکم فی المستدرک من الکنز ص۱۳ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت ابو سعیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک ہزار انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں یا کچھ زیادہ کا (حاکم نے مستدرک میں نقل کرکے تصحیح فرمائی ہے)۔"

حدیث نمبر۳۰ | عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ وَخَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ رواہ البیہقی والحاکم وصححہ (کذا فی الدر المنثور ص۲۰۷ ج ۵)

ترجمہ :۔ "حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر (اس کو بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے مستدرک میں روایت کرکے تصحیح فرمائی)۔ (از درمنثور)"

حدیث نمبر۳۱ | عَنْ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ فِیْ قِصَّۃٍ طَوِیْلَۃٍ لَہٗ حِیْنَ جَاءَتْ عَشِیْرَتُہٗ یَطْلُبُوْنَہٗ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ فَقَالُوْا لَہٗ اِمْضِ مَعَنَا یَا زَیْدُ فَقَالَ مَا اُرِیْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَلًا وَلَا غَیْرِہٖ اَحَدًا فَقَالُوْا یَا مُحَمَّدُ اِنَّا مُعْطُوْکَ بِھٰذَا الْغُلَامِ دِیَاتٍ فَسَمِّ مَا شِئْتَ فَاِنَّا حَامِلُوْہُ اِلَیْکَ فَقَالَ اَسْئَلُکُمْ اَنْ تَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ خَاتِمُ اَنْبِیَائِہٖ وَرُسُلِہٖ وَاُرْسِلُہٗ مَعَکُمْ الحدیث (اخرجہ الحاکم مفصلًا رس دقصتہ فی مستدرک ص۲۱۴ ج ۳)

ترجمہ :۔ "حضرت زید بن حارثہؓ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپؐ کے پاس دیکھ کر کہا اے زید! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو، میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپؐ کے سوا کسی اور کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے

کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سی دیتیں (اموال) دینے کے لئے تیار ہیں، جو آپ چاہیں فرمادیں، ہم ادا کردیں گے، (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیجدیجئے)۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں، وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں، اور یہ کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں (جب تم یہ گواہی دوگے) میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کردوں گا (الحدیث)، روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک صہ ۲۱۴ ج ۲ میں)۔

فائدہ: اس حدیث میں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدۂ ختمِ نبوت کو کلمۂ شہادت کی طرح ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر ۳۲ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَابِتٍؓ قَالَ جَاءَ عُمَرُؓ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ مَرَرْتُ بِاَخٍ لِيْ مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِيْ جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَاةِ لِاَعْرِضَهَا عَلَيْكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَصْبَحَ فِيْكُمْ مُوْسٰى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْهُ لَضَلَلْتُمْ اِنَّكُمْ حَظِّيْ مِنَ الْاُمَمِ وَاَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ (رواہ احمد فی مسندہ کذا فی الدر المنثور للسیوطی، ص ۴۸ ج ۲)۔

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں بنی قریظہ میں سے اپنے ایک بھائی کے پاس گذرا، اس نے توراۃ سے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے دیئے ہیں تاکہ وہ آپ کے سامنے پیش کردوں۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک بدل گیا، اور فرمایا کہ اس ذات قدوس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، اگر خود موسیٰؑ بھی تمہارے اندر آجائیں اور تم اس وقت اُن کی اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہوجاؤ کیونکہ تم تمام امتوں سے صرف میرا حصہ ہو، اور تمام انبیاء میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے (از درمنثور صہ ۴۸ ج ۲)۔ نیز اس کو حاکم نے روایت کیا ہے (کذا فی الکنز صہ ۱۵ ج ۱)۔

فائدہ :۔ اس حدیث میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کرکے تبلا دیا ہے کہ نہ اس امت کے لئے اور کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ یہ امت کسی اور نبی کی امت بن سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۳ | عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح وقال ابن کثیر فی تفسیرہ ص۹ ج ۸ اخرجہ احمد ایضاً)

ترجمہ :۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی، (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کرکے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر ص۹ ج ۸ میں فرمایا ہو کہ اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے)۔

فائدہ :۔ اس حدیث میں لفظ نبی اور رسول کو علیحدہ علیحدہ بیان کرکے یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ نہ کوئی تشریعی نبی آپؐ کے بعد ہوگا نہ غیر تشریعی، کیونکہ ہم اس رسالہ کے پہلے حصہ کے شروع میں لکھ چکے ہیں کہ جمہور کے نزدیک رسول صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے۔ اور نبی عام ہے، صاحب شریعتِ جدیدہ ہو یا پہلی شریعت کا متبع۔

حدیث نمبر ۲۴ | عَنْ اُمِّ کُرْزٍ الْکَعْبِیَّۃِؓ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذَھَبَتِ النُّبُوَّۃُ وَبَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (رواہ ابن ماجہ فی سننہ ص۲۸۶ واحمد والطبرانی وصححہ ابن خزیمۃ کذا فی الکنز)۔

ترجمہ :۔ حضرت ام کرز کعبیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ نبوت ختم ہو گئی صرف مبشرات باقی رہ گئے (اس کو ابن ماجہ نے اپنی سُنن ص۲۸۶ میں اور امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اس کو روایت کرکے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے (کذا فی الکنز)

اس حدیث میں بھی مبشرات سے اچھے خواب مراد ہیں، جس کی تفصیل ابھی گذری ہے۔

حدیث نمبر ۲۵ | عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ

(رواہ ابن ماجہ فی سننہ ص۳۰۷ باب فتنۃ الدجال وابن خزیمۃ والحاکم والضیاء من منتخب الکنز، ص۲۱ ج۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخرالانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری اُمت ہو (دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۳۰۷ باب فتنۃ الدجال اور منتخب الکنز صفحہ ۲۱ جلد ۶ میں اس حدیث کو بحوالہ صحیح ابن خزیمہ اور حاکم اور ضیاء نے بھی روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر ۳۶ | عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حدیث التمثیل باللبنۃ الخاتمۃ وفی اٰخرہٖ فَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَۃِ (رواہ احمد والترمذی وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح غریب)

ترجمہ:۔ حضرت اُبی بن کعبؓ نے مذکورہ بالا حدیث جس میں نبوت کو آپؐ نے ایک عظیم الشان محل کے ساتھ اور انبیاء علیہم السلام کو اس کی اینٹوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے مفصل الفاظ نقل کرنے کے بعد یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ "میں خاتم النبیین ہوں اور درجہ میرا انبیاء میں ایسا ہے جیسا اس محل میں آخری اینٹ کا" (روایت کیا اس کو ترمذیؒ اور امام احمدؒ نے اور ترمذیؒ نے فرمایا ہو کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)۔

یہ چھتیس احادیث ختم نبوت کے ثبوت میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح احادیث ہیں جو حدیث کے اقسام میں سب سے قوی حجت سمجھی جاتی ہیں۔

سننِ اربعہ یعنی صحاح ستہ کی باقی احادیث

نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ

حدیث نمبر ۳۷ | عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے۔ (روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ میں کمالاتِ نبوت موجود تھے، مگر بایں ہمہ ان کو عہدۂ نبوت نہیں دیا گیا، کیونکہ سلسلۂ نبوّت ختم کر دیا گیا ہے۔ حدیث میں لفظ لَوْ کَانَ سے اسی طرف اشارہ ہے، کیونکہ لفظ لَوْ عربی زبان میں اسی غرض کے لئے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں، لہٰذا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس لئے عمرؓ بھی نبی نہیں ہوئے۔

خیر الامم اور کمالاتِ نبوت اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے انقطاع سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالاتِ نبوّت بھی منقطع ہو جائیں، بلکہ اس امت میں بھی کمالاتِ نبوّت موجود ہیں، البتہ عہدۂ نبوّت نہیں دیا جاتا، اور یہ ایسا ہے کہ ایک فارغ التحصیل عالم میں مدرس ہونے کی قوت اور درس و تدریس کا کمال موجود ہے مگر اس وقت تک مدرس نہیں کہا جا سکتا، جب تک کہ کسی مدرسہ میں یہ عہدہ اس کو نہ دیا جائے یا ایک گریجویٹ جو انگریزی فنون کا پورا ماہر ہے، اس میں ڈپٹی کلکٹر ہونے کی قوت اور کمال موجود ہے، مگر کلکٹری کا عہدہ اس کو جب تک نہ دیا جائے وہ کلکٹر نہیں کہلا سکتا۔

الحاصل اس امت کے فضلاء کمالاتِ نبوت سے محروم نہیں، بلکہ کمالاتِ نبوت میں سے ان کو وافر حصہ ملا ہے، البتہ آپ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی اور قائم ہے، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدۂ نبوت دینے کی نہ ضرورت ہے اور نہ مناسب کیونکہ آپؐ کی نبوّت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدۂ نبوت دینا آپؐ کی کسرِ شان ہے، اس لئے عہدۂ نبوّت کسی کو نہیں دیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام امم سابقہ ہمارا احترام کریں گی اور کہیں گی۔

کَادَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اَنْ تَكُوْنُوْا اَنْبِيَاءَ كُلُّهَا (رواه ابوداؤد الطیالسی فی مسندہٖ ص۳۵۳ وکذلک رواہ احمد و ابو یعلیٰ)	"یہ امت بلحاظ کمالات سب کے سب انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔"

اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶ میں یہی مضمون حضرت کعب احبارؓ سے بحوالہ تورات و انجیل نقل کیا ہے۔ اور کنز العمال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپؐ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا کہ کَادُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا اَنْبِيَاءَ

یعنی یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔

اس بیان سے اُس قادیانی مکر کی بھی حقیقت کھل گئی جس کو وہ مسلمانوں کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا کرتے ہیں، کہ اگر بالکل نبوّت کا انقطاع تسلیم کر لیا جائے تو اس امّتِ مرحومہ کی سخت توہین ہوگی، کہ ساری امتیں ہمیشہ نبوّت کا شرف پاتی رہیں اور یہ اس سے محروم رہ گئی۔

کیونکہ احادیثِ مذکورہ سے ثابت ہوگیا کہ یہ امت کمالاتِ نبوّت میں تمام پہلی امتوں سے بھی بہت آگے ہے۔ اور عہدۂ نبوّت کا نہ ملنا چونکہ آپؐ کی نبوت کے بقاء و قیام کی وجہ سے ہے، اس لئے یہ بھی درحقیقت اس امّت کے لئے افضلیت کا باعث ہے نہ کہ محرومی یا نقصان کا۔

حدیث نمبر ۳۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّخْلِفَ قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْ اِذَا خَلَفْتَنِيْ قَالَ فَقَالَ اَمَا اَنْ تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا يَكُوْنَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی)

ترجمہ:۔ "حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ جب (غزوۂ تبوک کے موقع پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو مکان پر چھوڑ دیں اور جہاد میں نہ لے جائیں، تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپؐ نے مجھے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے (کہ جہاد چھوڑ کر بیٹھ گئے) آپؐ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارونؑ کا موسیٰؑ کے ساتھ ہے (یعنی جیسے موسیٰؑ کوہ طور پر جانے کے وقت حضرت ہارونؑ کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے اسی طرح تم میرے پیچھے رہو) مگر (اتنا فرق ہے کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے) اور میری نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم بھی نبی نہیں ہو)۔"

فائدہ:۔ اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جیسی نبوّت ہارونؑ کو ملی تھی وہ بھی منقطع ہو چکی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہارونؑ کی نبوّت شریعتِ مستقلہ کے ساتھ نہیں تھی، بلکہ شریعتِ موسویہ کے اتباع اور احکامِ تورات کی تبلیغ کے لئے تھی، اس سے ثابت ہوا کہ جس کو مرزا صاحب غیر تشریعی نبوّت کہہ کر باقی رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی

اس حدیث کے حکم سے ختم اور منقطع ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳۹ | عَنْ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فی حدیث طویل فی الرؤیا ونزول المیزان من السماء قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلٰثُوْنَ عَامًا ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكٌ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَاءُ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ ایک طویل حدیث میں ایک خواب اور اس میں آسمان سے ایک ترازو کا اترنا ذکر کر کے بیان کرتے ہیں کہ یہ خواب سُنکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک بدل گیا اور پھر فرمایا کہ نبوّت کی خلافت تیس برس تک رہے گی، اور پھر ملک وسلطنت ہو جائے گی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ دنوں خلافت نبوت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ملک دے (روایت کیا اس کو ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ نے)۔

نبوّت بروزیہ اگر بالفرض نبوت ہو تو وہ بھی آپؐ کے بعد منقطع ہے | اس حدیث میں بھی بوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد صرف خلافتِ نبوّت باقی رہے گی، نبوّت بالکل نہیں ہوگی اور اگر نبوّت کی بھی کوئی قسم باقی رہتی تو لازم تھا کہ خلافت کے ذکر سے اس کے ذکر کو مقدم سمجھا جاتا۔

اس سے بھی بلا تکلف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی نو ایجاد نبوت بروزی و ظلی یا غیر مستقل نبوت اگر واقع میں بھی نبوّت کی قسمیں فرض کر لی جائیں تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتیں۔

حدیث نمبر ۴۰ | عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ لَيْسَ يَبْقٰى بَعْدِيْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (رواہ النسائی وابوداؤد من الفتح ص ۳۳۱ ج ۱۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد سوائے رویائے صالحہ کے نبوّت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔

(روایت کیا اس کو نسائی اور ابوداؤد نے، کذا فی فتح الباری صفحہ ۳۳۱ ج ۱۲)۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی کوئی قسم تشریعی یا غیر تشریعی یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتی۔

حدیث نمبر ۴۱ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَوَّلُ مَنْ یُّحَاسَبُ اَیْنَ الْاُمَّةُ الْاُمِّیَّةُ وَنَبِیُّهَا فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ (رواہ ابن ماجہ کذا فی الکنز ص۲۳۳ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سب سے آخری اُمت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا، پکارا جائے گا کہ کہاں ہے اُمتِ امیہ اور اس کے نبی؟ اس لئے ہم ایک حیثیت سے سب سے اول بھی ہیں اور سب سے آخر بھی (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔ کذا فی الکنز)۔"

حدیث نمبر ۴۲ | عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَکِیْمٍؓ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا تُکْمِلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ سَبْعُوْنَ اُمَّةً نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَیْرُهَا (رواہ الترمذی و ابن ماجہ والدارمی کذا فی الکنز ص۲۳۲ ج ۶ وقال هذا حدیث حسن کذا فی المشکوٰۃ ص۵۸۴)

ترجمہ :۔ "حضرت بہز بن حکیمؓ اپنے باپ حکیمؓ سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ستّر امتیں کامل ہوں گی۔ ہم اُن سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے (روایت کیا اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)۔"

حدیث نمبر ۴۳ | عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ حَیْدَةَؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِیْنَ اُمَّةً وَاَنْتُمْ خَیْرُهَا وَاَکْرَمُهَا عَلَی اللّٰهِ، (رواہ احمد فی مسندہ والترمذی و ابن ماجة والحاکم فی المستدرک، کنز، ص۲۳۰ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت معاویہ بن حیدہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم ستّر امتیں پوری کرتے ہو جن میں سے تم سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محترم ہو (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں کذا فی الکنز، ص ۲۳۰ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۴۴ | عَنْ حُذَیْفَةَؓ لَمْ یَبْقَ مِنْ مُّبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ (رواہ النسائی، کنز، ص۲۳۳ ج ۶)

ترجمہ :۔ حضرت حذیفہؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبوت میں سے اچھے خواب کے سوائے کوئی جزو باقی نہیں رہا۔

حدیث نمبر ۴۵ | عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (رواہ الترمذی فی شمائلہ ، ص۳)

ترجمہ :۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت ہے، اور آپؐ خاتم النبیین ہیں ، (رواہ الترمذی)۔

مسند امام احمد ابن حنبلؒ کی احادیث

یہ حدیث کی وہ مستند اور معتبر کتاب ہے کہ جس کی شہرت تعریف سے بے نیاز ہے سات لاکھ پچاس احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف تیس ہزار احادیث کا انتخاب کرکے امام احمد بن حنبلؒ نے یہ کتاب تیار کی ہے اور جمہور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں کوئی حدیث حسن لغیرہ سے کم نہیں ، اس لئے اس کی احادیث معتبر و مستند ہیں۔

حدیث نمبر ۴۶ | عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ (رواہ فی شرح السنۃ واحمد فی مسندہٖ کذا فی المشکوٰۃ والکنز، ص۱۱۲ ج۶) وفی لفظ لھذا الحدیث عند ابن سعد اِنِّیْ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ الحدیث کذا فی الکنز۔

ترجمہ :۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے، (کذا فی المشکوٰۃ) نیز یہ حدیث کنز العمال میں بھی بحوالہ ابن سعد روایت کی گئی ہے ، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا (کذا فی الکنز صفحہ ۱۱۲ جلد ۶)۔

حدیث نمبر ۴۷ | عَنِ ابْنِ عُمَرٍؓ یَقُوْلُ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا کَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ اَنَا النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ ثَلٰثًا وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اِلٰی قولہ فَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا مَا دُمْتُ فِیْکُمْ فَاِذَا ذُھِبَ بِیْ فَعَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَحِلُّوْا حَلَالَہٗ وَحَرِّمُوْا حَرَامَہٗ (رواہ احمد فی مسندہ کذا فی تفسیر ابن کثیر ص ۹۱ ج ۸ طبع قدیم مع بغوی)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، (اور اس طرح تقریر فرمانے لگے) جیسے کوئی رخصت ہونے والا کرتا ہے، پس تین مرتبہ مکرر فرمایا کہ میں نبی اُمّی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور (اسی حدیث کے آخر میں فرمایا کہ) جب تک میں تمہارے اندر موجود ہوں اس وقت تک میرے احکام سنتے اور اُن کا اتباع کرتے رہو، اور جب مجھے دنیا سے لے لیا جائے تو تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو (روایت کیا اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں (اور ابن مردویہ نے، کذا فی الدر المنثور ص ۱۳ ج ۶) کذا فی ابن کثیر ص ۹۱ ج ۸)۔

مطلب یہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مفہوم قرآنی کی تعبیر و تفسیر خود حضورؐ فرماتے ہیں اس کا اتباع ضروری ہے، اور آپؐ کے بعد جو کوئی نئی بات پیش آئے اس کو خود قرآن میں تلاش کر کے حکم معلوم کرو۔

اور حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر قرآن میں مسئلہ نہ ملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کریں اس میں بھی نہ ملے تو مسلمانوں کے اجماع کو، پھر قیاس شرعی کو استعمال کریں۔

حدیث نمبر ۴۸ | عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍؓ وَحُذَیْفَۃَؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَتَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃً عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ (رواہ احمد فی مسندہ والبیہقی کذا فی المشکوٰۃ)

ترجمہ :- حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ تمہارے اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا (یعنی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں زندہ رہیں گے)، پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھالے گا، اس کے بعد قوت کے زور پر بادشاہت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالے گا پھر خلافت طریقۂ نبوت پر ہوگی، اس کے بعد آپؐ خاموش ہوگئے۔ (امام احمدؒ نے مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے (از مشکوٰۃ)

اس حدیث میں سب سے آخر میں جس خلافت کا ذکر ہے اس سے وہ خلافت مراد ہے جو قریب قیامت حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں رہے گی، بلکہ صرف ملک وجبروت یا خلافت باقی رہے گی جس سے مرزا صاحب کی تصنیف کردہ نبوت کے اقسام ظلیہ، بروزیہ وغیرہ کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۹ عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلُ حَدِيثِ النُّعْمَانِؓ الْمَذْكُورِ مَرْفُوعًا (رواه احمد فی مسنده والبیہقی کذا فی المشکوٰۃ)

ترجمہ: ”حضرت حذیفہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جو حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت سے اس سے پہلی روایت میں بیان ہوئی ہے (روایت کیا اس کو احمد نے)۔“

حدیث نمبر ۵۰ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قِيلَ مَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرَىٰ لَهُ (رواه احمد والخطیب کذا فی الکنز)

ترجمہ: ”حضرت حذیفہ بن اُسیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبوت چلی گئی میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا عرض کیا گیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ اچھے خواب جو انسان خود دیکھتا ہے یا اس کے واسطے کوئی اور دیکھے (اس کو احمد نے مسند میں اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے (کذا فی الکنز)“ اس روایت کی مفصل تحقیق گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۵۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ

لَانَبِيَّ بَعْدِي رواه احمد وابوبکر المطیری فی جزئه ص۱۵۳ ج ۶ کذا فی الکنز

ترجمہ:۔ "حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ مگر اتنا فرق ہے کہ ہارون نبی ہیں تم نہیں کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور خطیب مطیری نے جزء میں روایت کیا ہے) (از کنز ص ۱۵۳ ج ۶)" اس روایت کی توضیح بھی پہلے گذر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۵۲ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِي اَوْفٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا اخْتَرْتُكَ اِلَّا لِنَفْسِي وَ اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواه احمد وابن عساکر، من الکنز)

ترجمہ:۔ "حضرت زید بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! قسم ہے اس ذات قدوس کی جس نے مجھے دین حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تمہیں اپنے ہی لئے پسند کیا ہے، اور تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ سے ہارونؑ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس کو امام احمدؒ نے مسند میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے)، (از کنز)"

حدیث نمبر ۵۳ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فی حدیث الشفاعة فَيَأْتُونَ عِيسٰى فَيَقُولُونَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَقْضِيَ بَيْنَنَا فَيَقُولُ اِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ اِنِّي اتُّخِذْتُ وَاُمِّي اِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ مَتَاعًا فِي وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَيْهِ اَكَانَ يُوصَلُ اِلٰى مَا فِي الْوِعَاءِ حَتّٰى يُفَضَّ الْخَاتَمُ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقُولُ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي النَّاسُ فَيَقُولُونَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يَقْضِيَ بَيْنَنَا فَاَقُولُ اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا الی ان قال عَلَيْهِ الصلوٰة والسلام نَحْنُ الْاٰخِرُونَ وَالْاَوَّلُونَ وَاَوَّلُ مَنْ يُّحَاسَبُ وَتُفَرَّجُ لَنَا الْاُمَمُ عَلٰى طَرِيقَتِنَا

وَتَقُوْلُ الْاُمَمُ کَادَتْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ اَنْ تَکُوْنَ اَنْبِیَاءُ کُلُّھَا الحدیث

(رواہ ابوداؤد الطیالسی فی مسندہ ص۳۵۴، رواہ احمد وابویعلی وفی الفاظہ فَیَقُوْلُ (یعنی عیسیٰ)، اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ قَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ)۔

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباسؓ سے قیامت اور شفاعت کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس کے آخر میں ہے کہ تمام لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے روح اللہ آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیں کہ ہمارا حساب ہو جائے وہ فرمائیں گے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا، کیونکہ دنیا میں میری اور میری والدہ کی پرستش کی گئی ہے، لیکن کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی برتن کو بند کر کے اس پر مُہر لگادی جائے تو کیا اس برتن کی چیز کو اس وقت تک لے سکتے ہیں جب تک کہ اس کی مہر نہ توڑی جائے؟ لوگ کہیں گے کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ پھر عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو انبیاء کے خاتمہ پر بمنزلہ مہر کے ہیں) آج موجود ہیں اور ان کی اگلی اور پچھلی لغزشیں سب معاف کر دی گئی ہیں (تم ان کے پاس جاؤ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ یہ سُنکر میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ یا محمدؐ آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ ہمارا حساب ہو جائے۔ میں کہوں گا کہ ہاں یہ کام میں ہی کروں گا، اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سب سے آخر میں اور سب سے پہلے، اور وہ امت جس کا حساب سب سے پہلے ہوگا اور تمام امتیں ہمارے لئے تعظیماً راستہ چھوڑ دیں گی، اور سب امتیں کہیں گی کہ یہ امت تو قریب ہے کہ سب ہی انبیاء میں شمار ہوں (الیٰ آخر الحدیث)۔"

اس طویل حدیث کو ابوداؤد طیالسیؒ نے اپنی مسند صفحہ ۳۵۴ میں روایت کیا ہے، اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابویعلیٰؒ نے بھی روایت کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آج یہاں موجود ہیں الخ۔

حدیث نمبر ۵۴ | عن بُرَیْدَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃَ جَمِیْعًا اِنْ کَادَتْ لَتَسْبِقُنِیْ (اخرجہ ابن جریر

بحوالۃ مسند احمد، کذا فی تفسیر ابن کثیر ص۱۵۶ ج ۶ طبع قدیم مع بغوی)

ترجمہ: "حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور قیامت دونوں ساتھ بھیجے گئے ہیں وہ تو قریب تھی کہ مجھ سے بھی آگے جائے۔"

اس حدیث میں مبالغہ کے ساتھ قرب قیامت کو بیان فرمایا گیا ہے، اور حدیث نمبر ۱ کے تحت آپ نے معلوم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے ساتھ ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپؐ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

حدیث نمبر ۵۵ | عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ مَرْفُوْعًا لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ (اخرجہ سعید بن منصور واحمد فی مسندہٖ وابن مردویہ من الکنز ص ۳۳ ج ۸)

ترجمہ: "حضرت ابو الطفیلؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر مبشرات، یعنی اچھے خواب باقی رہیں گے (روایت کیا اس کو سعید بن منصور اور امام احمد بن حنبل اور ابن مردویہ نے (کنز العمال ص۳۳ ج ۸)۔"

حدیث نمبر ۵۶ | عَنْ عَائِشَۃَ رض لَا یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ شَیْءٌ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ (اخرجہ احمد والخطیب، من الکنز ص۳۳ ج ۸)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو سوائے مبشرات یعنی اچھے خوابوں کے باقی نہیں رہے گا روایت کیا اس کو امام احمد بن حنبلؒ اور خطیبؒ نے (از کنز العمال ص۳۳ ج ۸)۔"

باقی مستند کتب کی احادیث

اس حصہ میں وہ احادیث ہدیۂ ناظرین کی جائیں گی جو معتبر ائمۂ حدیث نے اپنی مستند کتابوں میں درج فرمائی ہیں، مگر محدثین نے ان کے متعلق خاص طور پر کوئی حکم تجویز نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵۷ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ، اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا

نَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ۔ (رواہ الدارمی وابن عساکر کذا فی المشکوٰۃ والکنز ص ۱۰۹ ج ۶)۔

ترجمہ :۔ "حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام رسولوں کا پیشوا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے روز پہلا شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں، روایت کیا اس کو دارمی نے اور ابن عساکر نے (کذا فی المشکوٰۃ والکنز، ص ۱۰۹ ج ۶)"

اور خصائص کبریٰ صفحہ ۲۲۴ جلد ۲ میں اسی حدیث کو تاریخ بخاری اور معجم اوسط طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۸ | عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیؓ فی حدیث طویل فی سوال القبر یَقُوْلُ (ای المیت) اَلْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَمُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ صَدَقْتَ (رواہ ابن ابی الدنیا وابو یعلیٰ کذا فی الدر المنثور للسیوطی ص ۱۶۵ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت تمیم داریؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (منکر و نکیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں، منکر نکیر یہ سنکر کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے (منقول از در منثور، صفحہ ۱۶۵ جلد ۶)"

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ ختم نبوت ایمان کا اس قدر اہم جز ہے کہ قبر کے مختصر سے سوال و جواب میں بھی اس کی شہادت دی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۵۹ | عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اٰدَمَؑ اَخْبَرَهٗ بِبَنِیْهِ فَجَعَلَ یَرٰی فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلٰی بَعْضٍ فَرَاٰی نُوْرًا سَاطِعًا فِیْ اَسْفَلِهِمْ قَالَ یَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا ابْنُكَ اَحْمَدُ هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ وَهُوَ شَافِعٌ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (رواہ ابن عساکر کذا فی الکنز)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو اپنی اولاد پر مطلع فرمایا، آدمؑ ان میں دیکھ رہے تھے کہ بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں، پس اُن سب کے نیچے کی جانب میں ایک نور دیکھا، تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار یہ کون ہے ؟ ارشاد ہوا کہ یہ آپ کے بیٹے احمد ہیں وہی سب سے پہلے نبی ہیں اور وہی سب سے آخری ہیں، اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اور مقبول الشفاعت ہوں گے (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (از کنز)

حدیث نمبر ۶۰ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ اٰدَمُ بِالْهِنْدِ وَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ فَنَادٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ مَرَّتَیْنِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَیْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَیْنِ قَالَ اٰدَمُؑ لِجِبْرِیْلَؑ مَنْ مُحَمَّدٌ قَالَ اٰخِرُ وُلْدِكَ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ (رواہ ابن عساکر کذا فی الکنز ص۲۱۴ ج۶)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمؑ ہندوستان میں نازل ہوئے (مگر تنہائی کی وجہ سے) ان کو وحشت ہوئی تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اور اذان پڑھی، اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ دو مرتبہ، اشہد ان محمداً رسول اللہ دو مرتبہ ۔ آدمؑ نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا کہ محمدؐ کون ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء میں سے آپ کے سب سے آخری بیٹے ہیں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (کنز العمال، ص۲۱۴ جلد ۶)۔

اور خصائص کبریٰ جلد ۱ میں اسی حدیث کو بحوالہ حلیہ ابونعیم بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۱ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ خُطْبَتِهٖ یَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَیُّهَا النَّاسُ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَکُمْ فَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوةَ اَمْوَالِکُمْ طَیِّبَةً بِهَا اَنْفُسُکُمْ وَاَطِیْعُوْا وُلَاةَ اُمُوْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّکُمْ (کذا فی منتخب الکنز علی هامش مسند احمد ص۳۹۱ ج ۲)

ترجمہ :۔ حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اور اپنے خلفاء، اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤگے (منتخب کنز علی حاشیہ مسند امام احمد، ص ۳۹۱ ج ۲)"

فائدہ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا بھی نہیں ہو سکتا، نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، اور مرزا صاحب کا ایجاد کردہ بروزی ظلی، لغوی جزی وغیرہ۔ کیونکہ اگر کسی قسم کا کوئی نبی بعد میں آنے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اطاعت امت کے لئے اولی الامر کی اطاعت سے زیادہ ضروری قرار دے کر اس کی تاکید کو مقدم فرماتے، حالانکہ حدیث میں صرف اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر بس کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۲ | عَنْ نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ :۔ "حضرت نعیم بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس دجال نہ پیدا ہولیں جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو کہ میں نبی ہوں (طبرانی)"

حدیث نمبر ۶۳ | عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواہ ابن ابی شیبۃ)

"حضرت عبید اللہ بن عمرو لیثیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے تیس کذاب نہ پیدا ہو چکیں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں نبی ہوں (روایت فرمایا اس کو ابن ابی شیبہ نے)"

حدیث نمبر ۶۴ | عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَؓ قَالَ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ اَمْرِ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ

قَبْلَ اَنْ یقول رسول اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ شَیْئًا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فِیْ شَاْنِ ھٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ قَدْ اَکْثَرْتُمْ فِیْ شَاْنِہٖ فَاِنَّہٗ کَذَّابٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ یَخْرُجُوْنَ قَبْلَ الدَّجَّالِ (رواہ الطحاوی فی مشکل الآثار ص۱۰۴ ج۴)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے بارے میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا تھا اس وقت تک لوگوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور بعد حمد وصلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص جس کے بارے میں تم رائے زنی کر رہے ہو وہ تیس۳۰ کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے (دیکھو مشکل الآثار طحاوی، ص۱۰۴ ج۴)"۔

حدیث نمبر ۶۵ | عَنْ ضَحَّاکِ بْنِ نَوْفَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِیْ (رواہ البیہقی فی کتاب الرُّؤیا)۔

ترجمہ:۔ "حضرت ضحاک بن نوفلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (طبرانی اور بیہقی نے روایت فرمایا ہے)"۔

حدیث نمبر ۶۶ | عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ قَرَّبَنِیْ رَبِّیْ اللّٰہُ تَعَالٰی حَتّٰی کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ کَقَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی قَالَ یَا حَبِیْبِیْ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَبِّ قَالَ ھَلْ غَمَّکَ اِنْ جَعَلْتُکَ اٰخِرَ النَّبِیِّیْنَ قُلْتُ لَا یَا رَبِّ قَالَ حَبِیْبِیْ ھَلْ غَمَّ اُمَّتَکَ اِنْ جَعَلْتُھُمْ اٰخِرَ الْاُمَمِ قُلْتُ یَا رَبِّ لَا قَالَ اَبْلِغْ عَنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْھُمْ اِنِّیْ جَعَلْتُھُمْ اٰخِرَ الْاُمَمِ (رواہ الخطیب والدیلمی) (کذا فی الکنز ص۱۱۲ ج۶)

ترجمہ:۔ "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسریٰ میں جب مجھے آسمان پر لے گئے تو مجھے میرے رب اللہ تعالیٰ نے اتنا قریب فرمایا کہ قاب قوسین (دو کمانوں کی مقدار) کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا یا اس سے بھی کم ہو

اور آواز دی اے میرے محبوب اے محمد! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں، اے میرے پروردگار۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں نے تمہیں آخر النبیین کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ ہم نے تمہاری امت کو آخر الامم بنا دیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے رب، ایسا نہیں، پھر فرمایا کہ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ میں نے تمہیں آخر الامم کر دیا (روایت کیا اس کو خطیب اور دیلمی نے) (کذا فی الکنز ص۱۱۳ ج۶)۔

حدیث نمبر ۶۷ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الآیۃ قَالَ كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ (رواہ ابن ابی حاتم وابن مردویه وابو نعیم فی الدلائل مد والدیلمی وابن عساکر وابن ابی شیبة وابن جریر وابن سعد (کذا فی تفسیر ابن کثیر، ص۸۹ ج ۸ طبع قدیم مع بغوی والدر المنثور ص۱۸۴ ج۵ کنز العمال ص۱۱۳ ج ۶)

ترجمہ:- "حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَهُمْ الخ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب سے پہلا نبی ہوں اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری (روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ ص۶ میں، نیز ابن عساکر، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر و ابن سعد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۹ جلد ۸، اور در منثور ص۱۸۴ جلد ۵، اور کنز العمال ص۱۱۳ ج۶)"۔

حدیث نمبر ۶۸ عَنْ قَتَادَۃَ رضؓ كُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ (رواہ ابن سعد مرسلاً (کذا فی الکنز ص۱۱۲ ج ۶ ورواہ ابن ابی شیبة مسنداً عنه، کذا فی الدر ص۱۸۴ ج ۵)

ترجمہ:- "حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب انسانوں سے پہلا ہوں اور باعتبار بعثت کے سب انبیاء سے آخری (روایت کیا اس کو ابن سعد نے مرسلاً اور ابن ابی شیبہ نے مسنداً) دیکھو در منثور ص۱۸۴ ج۵)

حدیث نمبر۶۹ | عَنْ مُعَاذٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ أَخْصِمُکَ بِالنُّبُوَّۃِ وَلَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ وَتَخْصِمُ بِسَبْعٍ لَا یُحَاجُّکَ فِیْھَا اَحَدٌ اَنْتَ اَوَّلُھُمْ اِیْمَانًا (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ) (کذا فی الکنز ص۱۵۶ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ! میں نبوت میں تمہارے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہوں، مگر میرے بعد نبوت نہیں ہو سکتی، اور تم سات چیزوں میں مقابلہ کئے جاؤ گے جن میں کوئی تم سے بڑھ نہ سکے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم ان میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہو (روایت کیا اس کو ابونعیم نے حلیہ میں) (کنز العمال، صفحہ ۱۵۶ ج ۶)۔"

حدیث نمبر۷۰ | وَعَنْ اَنَسٍؓ رَفَعَہٗ اَنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ وَلٰکِنْ بَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْیَا الْمُسْلِمِیْنَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ اخرجہ ابویعلی (من الفتح ص۳۳۲ ج۱۲)

ترجمہ:۔ "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ رسول، لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خواب جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہیں (روایت کیا اس کو ابویعلیٰ نے) دیکھو فتح الباری، صفحہ ۳۳۲ جلد ۱۲)۔"

فائدہ:۔ اس حدیث کی مفصل تحقیق تو پہلے گذر چکی ہے، اور جو مطلب اس جگہ عرض کیا گیا ہے اُس کے متعلق یہ حدیث بہت صاف دلیل ہے، اس میں خود تصریح ہے کہ نبوت موجود نہیں بلکہ اس کا ایک جزو موجود ہے۔

حدیث نمبر۷۱ | عَنْ سَھْلِ بْنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْھِجْرَۃِ فَکَتَبَ اِلَیْہِ یَا عَمِّ اَقِمْ مَکَانَکَ اَنْتَ بِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَتَمَ بِکَ الْھِجْرَۃَ کَمَا خَتَمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (رواہ الطبرانی وابونعیم وابویعلیٰ وابن عساکر وابن النجار) (من الکنز

"حضرت سہل بن الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا کہ اے چچا! اپنی جگہ

ٹھہرے رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی جس طرح کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو طبرانی، ابونعیم، ابویعلیٰ، ابن عساکر اور ابن نجار نے (کنز العمال) فتح مکہ کے بعد چونکہ مکہ خود دارالاسلام ہو گیا تھا اس لئے وہاں سے ہجرت کرنے کی اجازت نہیں دی۔

حدیث نمبر۲) عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَفْتُكَ اَنْ تَكُوْنَ خَلِیْفَتِیْ قُلْتُ اَتَخَلَّفُ عَنْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ترجمہ:۔ "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس لئے تمہیں پیچھے چھوڑا ہے کہ تم مکان پر میرے قائم مقام رہو، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپؐ سے علیحدہ رہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ سے ہارونؑ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم ہارون کی طرح نبی نہیں) (روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں)"

حدیث نمبر۳) وَعَنْ عُمَرَؓ مِثْلُهٗ عِنْدَ الْخَطِیْبِ (کذا فی کنز العمال ص۱۵۴ ج۶)

"حضرت عمرؓ نے بھی بعینہٖ اسی مضمون کی حدیث روایت فرمائی جس کو خطیب نے نقل فرمایا ہے (دیکھو کنز العمال، صفحہ ۱۵۴ جلد ۶)"

حدیث نمبر۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مِثْلُهٗ عِنْدَ الطَّبْرَانِیِّ فِی الْكَبِیْرِ (کذا فی الکنز ص۱۵۴ ج۶)

ترجمہ:۔ "حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی بعینہٖ یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے جس کو طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے (دیکھو کنز، صفحہ ۱۵۴ جلد ۶)"

حدیث نمبر۵) عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (رواہ ابونعیم) کذا فی الکنز

ترجمہ:۔ "اسی مضمون کی حدیث حضرت حبشی بن جنادہؓ نے بھی بیان فرمائی ہے جس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے (کذا فی الکنز)"

حدیث نمبر۶) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ:- "حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (طبرانی)

حدیث نمبر ۷: عَنْ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الخطیب)

ترجمہ:- "حضرت مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے (روایت کیا اس کو خطیب نے)۔"

اس حدیث کی تحقیق گزر چکی ہے اور مطلب ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ میں اگرچہ کمالاتِ نبوت سے حصۂ وافر موجود ہے، مگر چونکہ آپؐ کے بعد دروازۂ نبوت بند ہے، اس لئے عہدۂ نبوت اُن کو نہیں دیا گیا۔

حدیث نمبر ۸: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِيْ خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِيَاءِ (رواہ الدیلمی وابن النجار والبزار) (من الکنز)

ترجمہ:- "حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجدِ انبیاء کی خاتم ہے (روایت کیا اس کو دیلمی، بزار، ابن نجار نے) (از کنز العمال)۔"

حدیث کا مطلب صاف ہے کہ میرے بعد نہ کوئی اور نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی اور مسجد نبی کی تیار ہوگی۔

حدیث نمبر ۹: عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ يُّوْلَدُ بَعْدِيْ (رواہ ابن سعد) (من الکنز، ص ۱۰۱، ج ۶)

ترجمہ:- "حضرت حسن مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے

بعد پیدا ہوگا۔ (روایت کیا اس کو ابن سعد نے) (دیکھو کنز العمال ص۱۰۱ ج۶) اور خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۸۸ جلد ۲۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جو انسان پیدا ہوگا اس کے نبی صرف آپ ہی ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۸۰ عَنْ اَبِیْ قُبَیْلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَکُمْ فَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَقِیْمُوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَکُمْ وَاَطِیْعُوْا وُلَاۃَ اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ (رواہ الطبرانی والبغوی) (من الکنز)

ترجمہ:۔ حضرت ابو قبیلہ فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ پس تم اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور پانچوں نمازیں (ٹھیک وقت پر موافق شرط) پڑھتے رہو، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مسلمان حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگے (روایت کیا اس کو طبرانی اور بغوی نے) (کنز العمال)

حدیث نمبر ۸۱ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ لَمْ یُبْعَثْ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّا کَانَ فِیْ اُمَّتِہٖ مَنْ یُّحَدَّثُ فَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْہُمْ اَحَدٌ فَہُوَ عُمَرُ (رواہ ابن عساکر) (من الکنز)

ترجمہ:۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا، جس کی امت میں کوئی محدث نہ ہو، اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہے تو وہ عمرؓ ہیں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (از کنز) اور خصائص کبریٰ ص۱۲۹ ج۲ میں اسی حدیث کو بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے لئے آپؐ نے صاف محدث کا درجہ بیان فرمایا ہے، حالانکہ دوسری احادیث میں یہ بھی موجود ہے کہ اس امت میں کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہوسکتے تھے، تو جب باایں ہمہ حضرت عمرؓ کے لئے درجۂ نبوت حاصل نہیں ہے، تو صاف ثابت ہوا کہ آپؐ کے بعد کسی کے لئے یہ درجہ ملنے والا نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۸۲ عَنْ عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

يَا عَقِيْلُ وَاللهِ لَاُحِبُّكَ لِخَصْلَتَيْنِ لِقَرَابَتِكَ وَلِحُبِّ اَبِيْ طَالِبٍ اِيَّاكَ وَاَمَّا اَنْتَ يَا جَعْفَرُ نَخُلُقُكَ يُشْبِهُ خُلُقِيْ وَاَمَّا اَنْتَ يَا عَلِيُّ فَاَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (رواہ ابن عساکر من الکنز)

ترجمہ:۔ "حضرت عقیلؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! تم مجھ سے اُس درجہ میں ہو جس میں موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (ابن عساکر، از کنز العمال)۔"

حدیث نمبر ۸۳ | عَنْ اَبِی الْفَضْلِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ لِيْ عِنْدَ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ عَشَرَةَ اَسْمَاءٍ مُحَمَّدٌ، اَحْمَدُ وَاَبُو الْقَاسِمِ وَالْفَاتِحُ وَالْخَاتَمُ وَالْمَاحِيْ وَالْعَاقِبُ وَالْحَاشِرُ وَيٰسٓ وَطٰهٰ.

(رواہ ابن عساکر وابن عدی فی الکامل) (من الکنز ص ۱۱۶ ج ۶)۔

ترجمہ:۔ "حضرت ابو الفضلؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، ابو القاسم، فاتح، خاتم، ماحی، عاقب، حاشر، یٰسٓ، طٰہٰ (بروایت ابن عساکر و ابن عدی) از کنز، صفحہ ۱۱۶، جلد ۶)۔"

حدیث نمبر ۸۴ | عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَالْحَاشِرُ الَّذِيْ اُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ (من الکنز ص ۱۱۶ ج ۶ بروایۃ طبرانی)

ترجمہ:۔ "حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں، اور احمد، اور حاشر کہ میرے زمانہ میں لوگوں کا حشر ہوگا (طبرانی از کنز، صفحہ ۱۱۶ ج ۶)۔"

پہلے گذر چکا ہے کہ اس حدیث کا حاصل آپؐ کا آخر النبیین ہونا ہے۔

حدیث نمبر ۸۵ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهٗ (رواہ سعید بن منصور فی سننه من الکنز ص ۱۱۶ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث سعید بن منصور نے اپنے سنن میں روایت فرمائی ہے (دیکھو کنز العمال صفحہ ۱۱۶ جلد ۶، اور خصائص ص ۶۶ میں بحوالہ ترمذی وغیرہ ہے)۔"

حدیث نمبر ۸۶ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا مُحَمَّدٌ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقَفّٰى وَالْخَاتَمُ رواہ الخطیب وابن عساکر، من الکنز، ص ۱۱۶ ج ۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشر ہوں اور مقفی اور خاتم (روایت کیا اس کو خطیب اور ابن عساکر نے) (کنز العمال، صفحہ ۱۱۶ جلد ۶)۔

ان سب احادیث میں جو اسماء گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان میں کئی ایسے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ اس سے پہلے بہ تفصیل گذر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۸۷ | عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ بَدَأَ هٰذَا الْاَمْرَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً وَكَائِنًا خِلَافَةً وَّرَحْمَةً وَكَائِنًا مُلْكًا عَضُوْضًا وَكَائِنًا عُتُوًّا وَجَبْرِیَّةً وَفَسَادًا فِی الْاُمَّةِ (رواہ الطبرانی فی الکبیر) کذا فی الکنز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت ابو مالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت اور رحمت بنا کر شروع کیا اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) خلافت اور رحمت ہونے والی ہے، اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) ملک عضوض (یعنی مضر سلطنت) ہونے والی ہے اور پھر تکبر اور جبر اور امت میں فساد ہونے والا ہے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں) (دیکھو کنز العمال ص ۲۹ ج ۶)"۔

حدیث نمبر ۸۸ | عَنْ مُعَاذٍؓ مَرْفُوْعًا مِثْلَهٗ (رواہ ابوداؤد الطیالسی والبیھقی فی السنن) (من الکنز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت معاذؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد طیالسی نے اور بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے (کنز العمال، صفحہ ۲۹، ج ۶ جلد)"۔

حدیث نمبر ۸۹ | عَنْ عَائِشَةَؓ مَرْفُوْعًا لَمْ یَبْقَ بَعْدِیْ مِنَ الْمُبَشِّرَاتِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الرَّجُلُ اَوْ تُرٰی لَهٗ (رواہ البیھقی فی الشعب) (من الکنز، ص ۳۳، ج ۸)

ترجمہ:۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مبشرات میں سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا (یعنی سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا اور اب مبشرات میں سے صرف خواب کی صورت رہ گئی)"۔

حدیث نمبر ۹۰ | عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (رواه الطبرانی) من الکنز ص۱۴۶ ج۶)

ترجمہ:۔ حضرت عصمہ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے (روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے) (از کنز العمال صفحہ ۱۴۶ ج ۶)۔

اور پہلے احادیث میں گذر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۹۱ | عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حديث طويل في الفتن تَنَاسَخَتِ النُّبُوَّةُ فَصَارَتْ مُلْكًا عَضُوْضًا رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ اَخَذَهَا بِالْحَقِّ خَرَجَ مِنْهَا كَمَا دَخَلَهَا (رواه الطبرانی فی الکبیر) (کذا فی الکنز ص ۳۹ ج ۶)

ترجمہ:۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتن کو بیان کرتے ہوئے ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ نبوت منقطع ہوگئی اور اب ملک عضوض ہوگیا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو اس ملک کو حق کے موافق لے، اور اس سے اسی طرح پاک وصاف نکل جائے جس طرح داخل ہوا تھا (روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں) (کنز، صفحہ ۳۹ ج۶ جلد)۔

حدیث نمبر ۹۲ | عن قَتَادَةَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ اِلَى الْكَعْبَةِ نَحْنُ نُكْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعِيْنَ اُمَّةً نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا (رواه ابن جریر فی تفسیر قوله كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ الآية) (کذا فی الدر، ص ۶۴ ج۲)

ترجمہ:۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کعبہ سے کمر مبارک لگائے ہوئے بیٹھے تھے اس وقت فرمایا کہ ہم ستر امتیں پوری کریں گے جن میں ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے، اس کو ابن جریر نے آیت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے (دیکھو درِ منثور، صفحہ ۶۴ جلد ۲)۔

حدیث نمبر ۹۳ | عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ تُكْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعُوْنَ

اُمَّةً نَحْنُ اٰخِرُهَا وَخَيْرُهَا رواہ الماوردی، کذا فی الکنز ص۲۳۲ ج ۶)

ترجمہ:۔ حضرت محمد بن حزمؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ستر امتیں پوری ہو جائیں گی جن میں ہم سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے، روایت کیا اس کو ماوردی نے۔ (از کنز، ص ۲۳۲ ج۶)۔

حدیث نمبر ۹۴ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ اُمَّتِيْ كَمَثَلِ حَدِيْقَةٍ قَامَ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا فَاجْتَثَّ رَوَاكِبَهَا وَهَيَّأَ مَسَاكِنَهَا وَحَلَقَ سَعَفَهَا فَاَطْعَمَ عَامًا فَوْجًا وَعَامًا فَوْجًا فَلَعَلَّ اٰخِرَهَا طَعْمًا اَنْ يَّكُوْنَ اَجْوَدَهَا قِنْوَانًا وَاَطْوَلَهَا شِمْرَاخًا وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَيَجِدَنَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ اُمَّتِيْ خُلَفَاءَ مِنْ حَوَارِيِّهِ (رواہ ابو نعیم) (کذا فی الکنز ص۲۳۵ جلد ۶)

ترجمہ:۔ حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی باغ والا اپنے باغ کا پورا حق ادا کرے اور اس کی گولیں گہری اور اس کی شہنیں درست اور اس کے درختوں کی شاخ بریدکرے پھر ایک سال اس کے پھل ایک فوج کو کھلائے اور دوسرے سال دوسری فوج کو (اسی طرح ہر سال ایک فوج کو کھلاتا رہے) تو شاید وہ فوج جو آخر میں کھائے گی، اُس کے پھل عمدہ ہوں گے، اور اُن کے خوشے لانبے ہوں گے۔ اُس ذات قدوس کی قسم جس نے دین حق کے ساتھ مجھے بھیجا ہے کہ عیسیٰؑ (جب نزول فرمائیں گے تو) میری امت میں اپنے حوارین کے قائم مقام لوگ پائیں گے (روایت کیا اس کو ابو نعیم نے) (از کنز العمال صفحہ ۲۲۵ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۹۵ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضؓ مرسلاً اِنَّمَا بُعِثْتُ خَاتِمًا وَّ فَاتِحًا وَاُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَفَوَاتِحَهُ (رواہ البیہقی فی الشعب (کذا فی الکنز ص۲۱۶ ج۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابو قتادہؓ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں (یعنی اصل خلقت میں سب سے پہلے اور بعثت نبوت میں سب سے آخر) اور

مجھے جوامع کلم اور فواتح کلم دیئے گئے ہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (از کنز العمال، صفحہ ۱۰۶ جلد ۶)۔

حدیث نمبر ۹۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ مَرْفُوْعًا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَدْرَكَ بِيَ فِي الْاَجَلِ الْمَرْجُوِّ وَاخْتَارَنِيْ اخْتِيَارًا فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ الدارمی، من الکنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت عمرو بن قیسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک امرِ منتظر کے لئے چھانٹ لیا ہے، اور مجھے انتخاب فرمایا ہے، پس ہم قیامت کے روز آخرین ہوں گے اور ہم ہی سابقین ہوں گے روایت کیا اس کو دارمی نے (کنز، صفحہ ۱۱۰ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۹۷ | عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَرْشَ كَتَبَ عَلَيْهِ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُ الْقَلَمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَبِهٖ اٰخُذُ وَبِهٖ اُعْطِيْ وَاُمَّتُهٗ اَفْضَلُ الْاُمَمِ وَاَفْضَلُهَا اَبُوْبَكْرٍ (رواہ الرافعی، من الکنز ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس پر نور سے یہ کلمہ لکھا (قلم کا طول اتنا تھا جتنا مغرب سے مشرق کا فاصلہ) البتہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں انہی کی وجہ سے اطاعت نہ کرنے پر مواخذہ کروں گا اور انہی کی وجہ سے اطاعت کرنے پر عطا کروں گا، ان کی امت تمام امتوں پر افضل ہے اور پھر ساری اُمت میں ابوبکرؓ افضل ہیں، روایت کیا اس کو رافعی نے (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)۔"

حدیث کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام اُمتِ محمدیہ سے افضل ترین فرد ہیں، حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں، جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس امت

۱؎ خصائصِ کبریٰ صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ میں ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ پہلے انبیاء کی وحی میں جو بہت سے امر لکھے جاتے تھے وہ آپؐ کے لئے ایک یا دو امر میں جمع کر دیئے گئے، انتہی، اور فواتح کلم سے مراد وہ کلمات ہیں جو کسی مستقل علم کا باب کھول دیتے ہیں ۱۲ منہ

میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ لازم آئے گا کہ غیر نبی (ابو بکرؓ) نبی سے بڑھ جائے، حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ۹۸ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَا وَحْیَ اِلَّا الْقُرْاٰنُ (کذا فی المعتصر من مشکل الآثار، ص ۴۵۲)

ترجمہ:۔ "حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کے سوا کوئی وحی نہیں، (دیکھو معتصر من مشکل الآثار، صفحہ ۴۵۲)"۔

مراد یہ ہے کہ قرآن کے بعد اور کوئی جدید آسمانی کتاب نہیں آسکتی۔

حدیث نمبر ۹۹ | عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ عِنْدَ رَبِّیْ عَشَرَةَ اَسْمَاءَ قَالَ اَبُو الطُّفَیْلِ حَفِظْتُ مِنْهَا ثَمَانِیَةً مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَاَبُو الْقَاسِمِ وَالْفَاتِحُ وَالْخَاتِمُ وَالْعَاقِبُ وَالْحَاشِرُ وَالْمَاحِیْ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل ص ۱۲)

ترجمہ:۔ "حضرت ابو الطفیلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں (ابو الطفیل کہتے ہیں) کہ مجھے ان میں سے آٹھ یاد رہ گئے وہ یہ ہیں:۔ محمدؐ، احمدؐ، ابو القاسم، فاتح، خاتم، عاقب، حاشر، ماحی (دیکھو دلائل النبوۃ، ابو نعیم، صفحہ ۱۲)"۔

حدیث نمبر ۱۰۰ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَ النُّبُوَّةُ وَلَکُمُ الْخِلَافَةُ (رواہ ابن عساکر) (من الکنز ص ۱۸۰ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت، روایت کیا اس کو ابن عساکر نے، (از کنز العمال صفحہ ۱۸۰ ج ۶)"۔

حدیث کی تقسیم سے معلوم ہوا کہ اس امت میں بجائے نبوت کے محض خلافت ہے، نبوت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۰۱ | عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اطْمَئِنَّ یَا عَمِّ فَاِنَّكَ خَاتِمُ الْمُهَاجِرِیْنَ فِی الْهِجْرَةِ کَمَا اَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ فِی النُّبُوَّةِ (کذا فی الکنز، ص ۱۷۸ ج ۶)

ترجمہ :۔ "ابن شہابؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا آپ مطمئن رہیں (اور مکہ سے ہجرت نہ کریں) اس لئے کہ آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسے میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ روایت کیا اس کو رویانی اور ابن عساکر نے (کذا فی الکنز، ص ۱۷۸ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۱۰۲ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ (رواہ الطبرانی وابن عدی فی الکامل) (من الکنز، ص ۱۳۷ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر انبیاء کے سوا تمام انسانوں سے بہتر ہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عدی نے کامل میں (از کنز، صفحہ ۱۳۷ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۱۰۳ | عَنْ عِکْرَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِؓ عَنْ اَبِیْہِ مَرْفُوْعًا اَبُوْ بَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدِیْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ (رواہ ابن عدی والطبرانی فی الکبیر والخطیب فی المتفق والمفترق والدیلمی) (من الکنز ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت عکرمہ بن الاکوعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن عدی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں، اور خطیب نے متفق و مفترق میں اور دیلمی نے (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۱۰۴ | عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقُلْتُ مَنْ یُّھَاجِرُ مَعِیَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّھُوَ یَلِیْ اَمْرَ اُمَّتِکَ مِنْ بَعْدِکَ وَھُوَ اَفْضَلُ اُمَّتِکَ مِنْ بَعْدِکَ (رواہ الدیلمی من الکنز، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میں نے دریافت کیا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ فرمایا ابوبکرؓ، اور وہی آپؐ کے بعد آپؐ کی امت کے خلیفہ ہوں گے اور وہ آپؐ کے بعد ساری امت سے افضل ہیں (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)۔"

حدیث نمبر ۱۰۵ | عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اَتَمْشِیْ اَمَامَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنْكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرُبَتْ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ (رواہ ابن النجار دجل) (من الکنز ص۱۴۰ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو الدرداءؓ! کیا تم اس شخص سے آگے چلتے ہو جو تم سے دنیا و آخرت میں افضل ہے۔ یاد رکھو کہ نبیین اور مرسلین کے بعد پورے دورِ شمسی یعنی زمانہ میں ابوبکرؓ سے افضل کوئی نہیں ہوا (کنز، ص ۱۴۰ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۰۶ | عَنْ عَلِیٍّؓ مَرْفُوْعًا قَالَ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ (رواہ ابن عساکر۔ من الکنز، ص ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کے نبی کے بعد ساری امت سے افضل ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے)، (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)"

حدیث نمبر ۱۰۷ | عَنِ الزُّبَیْرِؓ مَرْفُوْعًا خَیْرُ اُمَّتِیْ بَعْدِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ۔ (رواہ ابن عساکر۔ من الکنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں (ابن عساکر) (از کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)"

ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ تمام امتِ محمدیہ میں افضل انسان ہیں، اور بایں ہمہ جب کہ وہ نبی نہیں تو معلوم ہوا کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا ورنہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۸ | عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فی حدیث طویل فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ لَا اٰمَنْتُ بِكَ (یَعْنِیْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) حَتّٰی یُؤْمِنَ بِكَ هٰذَا الضَّبُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنَا یَا ضَبُّ فَقَالَ الضَّبُّ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ یَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِیْعًا لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ

الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَفِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَفِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَفِی النَّارِ عَذَابُهٗ قَالَ فَمَنْ اَنَا قَالَ اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ الحدیث اخرجه الطبرانی فی الاوسط والصغیر وابن عدی والحاکم فی المعجزات والبیهقی وابونعیم وابن عساکر ولیس فی اسناده من ینظر فی حاله سوی محمد بن علی بن الولید البصری السلمی شیخ الطبرانی وابن عدی و قال السیوطی فی الخصائص قُلْتُ لحدیث عمرؓ طریق اٰخر لیس فیه محمد بن علی بن الولید اخرجه ابونعیم۔

ترجمہ:۔ "حضرت عمر فاروقؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں مروی ہے کہ ایک گاؤں والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے ایک گوہ آپؐ کے سامنے چھوڑ دی، اور کہا، میں جب تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے۔ آپؐ نے گوہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بتلائیں کون ہوں؟ گوہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سمجھتی تھی، کہا لبیک و سعدیک یا رسول رب العالمین، یعنی "اے رب العالمین کے سچے رسول میں حاضر ہوں، اور آپ کی اطاعت کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے جواب دیا کہ اس ذات مقدس کی کہ آسمان میں اس کا عرش عظیم ہے اور زمین پر اس کا قبضہ و سلطنت ہے اور دریا میں اس کا بنایا ہوا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے جواب دیا کہ آپ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

اس حدیث کو طبرانی نے معجم الاوسط اور معجم صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے معجزات میں اور بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر نے روایت کیا ہے (دیکھو خصائص کبریٰ للسیوطی صفحہ ۶۵ جلد ۲) شیخ جلال الدین سیوطیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی ثقاہت میں کلام کیا جائے، سوائے محمد بن علی بن الولید کے جو کہ طبرانی اور ابن عدی کے استاد ہیں

لیکن اس روایت کے لئے ایک اور طریق سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن الولید نہیں ہیں، ابو نعیم نے اسی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔"

الحاصل حدیث کے قابلِ وثوق ہونے میں کوئی تامل نہیں ہوسکتا۔

حدیث نمبر ۱۰۹ | عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ كذا في الخصائص الكبرى ص۶۵ ج۲)

ترجمہ:۔ "حضرت عائشہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (دیکھو خصائص کبریٰ صفحہ ۶۵ جلد ۲)۔"

حدیث نمبر ۱۱۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ (من الخصائص الكبرى)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہؓ سے بعینہٖ اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (از خصائص کبریٰ)

حدیث نمبر ۱۱۱ | وَمِثْلَهُ عَنْ عَلِيٍّ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ (كذا في الخصائص ص۶۵ ج۲)

ترجمہ:۔ "اسی طرح بعینہٖ مضمون کی حدیث حضرت علیؓ سے ابن عساکر نے روایت فرمائی ہے۔"

افسوس جنگل کے وحشی جانور آپ کے آخر النبیین ہونے پر ایمان لاتے ہیں مگر اسلام کے مدعی قادیانیوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی ؎

گفتم ایں شرط آدمیت نیست ٭ مرغ تسبیح خوان و تو خاموش

حدیث نمبر ۱۱۲ | عَنْ أَبِي زِمْلٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَأْوِيْلِ رُؤْيَاهُ (وفي الحديث طول، وبعض الفاظه هكذا) وَأَمَّا النَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِي أَبْعَثُهَا فَهِيَ السَّاعَةُ عَلَيْنَا تَقُوْمُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي۔ رواه البيهقي في دلائل النبوة (هكذا عند ابن كثير في التفسير، ص ۳۶۹ ج ۹ طبع قديم مع بغوى)

ترجمہ:۔ "حضرت ابو زمل جہنیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا ایک طویل خواب بیان کیا۔ آپؐ نے اس کی مفصل تعبیر بیان فرمائی، اس کے آخری جملے مسئلہ زیر بحث کے لئے روشن دلیل ہیں وہ یہ ہیں:۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے جو خواب میں اونٹنی کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں تو اس سے مراد قیامت ہے جو ہماری امت پر قائم ہوگی، کیونکہ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے، اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے دلائل نبوت میں (از تفسیر ابن کثیر، ج ۹، ص ۳۶۹ طبع قدیم مع بغوی)۔"

حدیث نمبر ۱۱۲ | فی حدیث طویل فی باب الاسراء عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا قَالُوْا یَا جِبْرِیْلُ مَنْ هٰذَا مَعَكَ قَالَ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ (الیٰ ان قال) فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَدْ اَخَذْتُكَ حَبِیْبًا وَهُوَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاةِ مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ وَاَرْسَلْتُكَ لِلنَّاسِ كَافَّةً وَجَعَلْتُ اُمَّتَكَ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَجَعَلْتُ اُمَّتَكَ لَا تَجُوْزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنَّكَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ وَجَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ خَلْقًا وَّاٰخِرَهُمْ بَعْثًا وَاَعْطَیْتُكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَلَمْ اُعْطِهَا نَبِیًّا قَبْلَكَ وَاَعْطَیْتُكَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ اُعْطِهَا قَبْلَكَ وَجَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا الحدیث رواہ البزار (کذا فی مجمع الزوائد ص ۷۲ ج ۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شبِ اسریٰ کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں بیان کیا ہے جس کے چند جملے حسبِ ضرورت درج[1] کئے جاتے ہیں۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) فرشتوں نے جبریل سے کہا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخر محمد ہیں (اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں نے تمھیں اپنا محبوب بنایا ہے اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد اللہ کے محبوب ہیں اور ہم نے تمھیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے، اور آپ کی امت کو اولین و آخرین بنایا، اور میں نے آپ کی اُمت کو اس طرح رکھا کہ اُن کے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، اور میں نے آپ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے اور آپ کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) دی ہے جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی، اور آپ کو آخر سورۂ بقرہ کی آیتیں دی ہیں اس خزانہ سے جو عرش کے نیچے ہے اور جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی،

---

[1] اس حدیث میں چھ جگہ مختلف انداز سے ختم نبوت کے مسئلہ کو روشن کیا گیا ہے ۱۲ منہ

اور آپؐ کو فاتح اور خاتم بنایا (الیٰ آخر الحدیث) (مجمع الزوائد، از صفحہ ۲۷ تا صفحہ ۲۹ بحوالۂ بزار)۔

اور خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۷، میں اس حدیث کو بحوالۂ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو یعلیٰ اور بیہقی نے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا اُمِرَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاِخْرَاجِ هَاجَرَ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِاَرْضٍ عَذْبَةٍ سَهْلَةٍ اِلَّا قَالَ اَنْزِلُ هٰهُنَا يَا جِبْرِيْلُ فَيَقُوْلُ لَا حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اَنْزِلْ يَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ حَيْثُ لَا ضَرْعٌ وَّلَا زَرْعٌ قَالَ نَعَمْ هٰهُنَا يَخْرُجُ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْنِكَ الَّذِيْ تَتِمُّ بِهِ الْكَلِمَةُ الْعُلْيَا (كذا فی الخصائص الكبریٰ ص۹)

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضرت ہاجرہ کے لیجانے کا حکم دیا گیا تو آپ کو براق پر سوار کیا گیا، پس جب براق کسی عمدہ شیریں اور نرم زمین پر لیکر گذرتا تھا تو ابراہیمؑ فرماتے تھے کہ جبرئیل یہاں اتر جاؤ مگر جبرئیلؑ انکار کرتے تھے یہاں تک کہ مکہ کی سرزمین پر گذر ہوا تو جبرئیل ایں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے ابراہیمؑ یہاں اتر جاؤ۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ عجیب بات ہے یہاں اتارتے ہو جہاں نہ کوئی کھیتی کا سامان ہے نہ دودھ کا۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ ہاں اسی جگہ آپ کے صاحبزادے کی ذریت سے نبی اُمّی پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ کلمۂ علیا تمام (مکمل) ہوگا (خصائص کبریٰ ص۹)"۔

حدیث نمبر ۱۵ | عَنْ سَلْمَانَؓ فِیْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ يَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنْتَ الَّذِيْ فَتَحَ اللّٰهُ بِكَ وَخَتَمَ وَغُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ رواه ابن ابی شیبة (كذا فی فتح الباری، ص ۳۲۸ ج ۱۱)

ترجمہ:۔ "حضرت سلمان فارسیؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق جمع ہو کر آئیں گی اور کہیں گی کہ اے اللہ کے نبی آپ ہی وہ ہیں کہ اللہ نے آپ سے نبوت کو شروع فرمایا اور آپ ہی پر ختم کیا، اور آپ کی سب اگلی پچھلی لغزشیں معاف کیں (آپ ہی ہماری سفارش کیجئے) روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے (از فتح الباری، ص ۳۲۸ ج ۱۱)"۔

حدیث نمبر ۱۱۶ | عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ نَزَلَ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِىْ لَضَلَلْتُمْ اَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَاَنْتُمْ حَظِّىْ مِنَ الْاُمَمِ ۔ رواہ البیہقی فی الشعب (ک، ص ۴۹ ج ۱)

ترجمہ :۔ " حضرت عبداللہ بن الحارثؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں خود موسیٰ علیہ السلام بھی آجاویں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو تو البتہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ انبیاء میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہی ہوں، اور امتوں میں سے میرا حصہ صرف تم ہی ہو۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (من الکنز) "

اسی مضمون کی ایک حدیث بحوالۂ مسند احمد نمبر ۴۸ میں گذر چکی ہے، جس میں آپؐ نے انحصار کے ساتھ اس امت کے لئے صرف اپنی ذات اقدس کو نبی قرار دیا ہے، اور اس امت کے لئے اپنے سوا کسی اور کے نبی ہونے سے انکار فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱۷ | عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِؓ مِثْلُهٗ عند الطبرانی فی الکبیر (از کنز، ص ۱۰۱ جلد)

ترجمہ :۔ " حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے روایت فرمائی ہے "

حدیث نمبر ۱۱۸ | عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مُوْسٰى لَمَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِ التَّوْرَاةُ وَقَرَأَهَا فَوَجَدَ فِيْهَا ذِكْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَقَالَ يَا رَبِّ اِنِّىْ اَجِدُ فِى الْاَلْوَاحِ اُمَّةً هُمُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ فَاجْعَلْهُمْ اُمَّتِىْ (الحدیث)

ترجمہ :۔ " حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موسیٰؑ پر جب تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا، اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں الواحِ تورات میں ایک ایسی امت پاتا ہوں (جو دنیا میں)، سب سے آخری امت ہے اور (قیامت میں) سب سے پہلے ہیں، ان کو میری امت بنادے (دلائل نبوت، ابو نعیم، ص ۱۴) "

حدیث نمبر ۱۱۹ | اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ طَرِيْقِ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَ كَتِفَىْ اٰدَمَ مَكْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (از خصائص کبریٰ ص ۷ ج ۱)

ترجمہ :۔ " ابن عساکر نے بطریق ابوالزبیرؓ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا " محمد رسول اللہ خاتم النبیین "

حدیث نمبر ۱۲۰ | عَنْ اَنَسٍؓ (فی حدیث طویل) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ مُوْسٰیؑ دَعَا اللّٰہَ تَعَالٰی اجْعَلْنِیْ نَبِیَّ تِلْكَ الْاُمَّۃِ (یَعْنِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ الْمَرْحُوْمَۃَ) قَالَ (یَعْنِی اللّٰہَ تَعَالٰی) نَبِیُّھَا مِنْھَا قَالَ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّۃِ ذٰلِكَ النَّبِیِّ قَالَ اسْتَقْدَمْتَ وَاسْتَاْخَرَ وَلٰکِنْ سَاَجْمَعُ بَیْنَکُمَا فِیْ دَارِ جَلَالٍ (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص ص۱۲ ج۱)

ترجمہ :- "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنا دے تو ارشاد ہوا کہ اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا (آپ نہیں ہو سکتے) پھر موسیٰؑ نے عرض کیا کہ مجھے اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت بنا دیا جائے تو ارشاد ہوا کہ آپ اُن سے پہلے آ ئے ہیں اور وہ بعد میں تشریف لائیں گے (اس لئے امت بھی نہیں ہو سکتے) البتہ دار جلال میں ہم آپ دونوں کو جمع کر دیں گے (ابو نعیم فی الحلیہ کذا فی الخصائص، ص ۱۲ ج ۱)"

اس حدیث میں ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰؑ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی جب اس امت کا نبی نہیں بن سکتا، تو پھر اور کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی نبوت کا درجہ کیسے پا سکتا ہے۔ دوسرے اس حدیث میں لفظ نبیھا زیادہ قابل غور ہے، کیونکہ اس کو بصیغۂ واحد ذکر کے بتلا دیا گیا ہے کہ اس امت کے لئے صرف ایک نبی ہوگا ورنہ اقتضائے مقام یہ تھا کہ بصیغۂ جمع انبیاء ھا منھا فرمایا جاتا۔

حدیث نمبر ۱۲۱ | عَنْ مُجَاھِدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَاَنَا رَسُوْلُ الرَّحْمَۃِ اَنَا رَسُوْلُ الْمَلْحَمَۃِ اَنَا الْمُقَفّٰی وَالْحَاشِرُ بُعِثْتُ بِالْجِھَادِ وَلَمْ اُبْعَثْ بِالزِّرَاعِ (اخرجہ ابن سعد، کذا فی الخصائص ص۷۶ ج۱)

ترجمہ :- "حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں محمدؐ ہوں، میں احمدؐ ہوں اور رسولؐ رحمت ہوں اور جہاد کا رسول ہوں اور سب سے آخری رسول ہوں، جس کے بعد حشر و قیامت ہوگی، مجھے جہاد کے لئے بھیجا گیا ہے زراعت کے لئے نہیں۔"

حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ فی قصۃ المعراج فی حدیث طویل قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیْ اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

يَا بُنَيَّ اِنَّكَ لَاقٍ رَبَّكَ اللَّيْلَةَ وَاِنَّ اُمَّتَكَ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَاَضْعَفُهَا فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ حَاجَتُكَ كُلُّهَا اَوْجُلُّهَا فِيْ اُمَّتِكَ فَافْعَلْ،
اخرجه ابن عرفة فی جزئه وابونعیم وابن عساکر من طریق ابن ابی عبیدة عن ابن مسعودؓ (خصائص، ص ۱۶۲ ج ۱)

ترجمہ:۔ "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ واقعۂ معراج بیان فرماتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شبِ معراج میں مجھ سے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ آپ آج کی رات اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں، اور آپؐ کی امّت آخری امت ہے، اور سب سے زیادہ ضعیف ہے، اس لئے اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اپنی امت کے لئے سہولت کے بارے میں کوشش کیجئے (ابن عرفہ، ابونعیم، ابن عساکر)۔"

حدیث نمبر ۱۲۳ | عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ نَبِيٌّ اِلَّا كَانَ فِيْ اُمَّتِهٖ مُعَلِّمٌ اَوْ مُعَلِّمَانِ فَاِنْ يَّكُنْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْهُمْ اَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (اخرجه الطبرانی فی الاوسط۔ خصائص کبریٰ ص۱۲۹ ج۲)

ترجمہ:۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی امّت میں ایک یا دو معلّم (محدّث) ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں (طبرانی)۔"

اس مضمون کی متعدد احادیث باختلاف الفاظ پہلے گزر چکی ہیں، اس حدیث میں بھی بجائے محدّث کے معلّم کا لفظ رکھا ہے، مگر مضمون واحد ہے، تقریر مضمون اور ختمِ نبوّت کا ثبوت مفصّل ملاحظہ فرما چکے ہیں

حدیث نمبر ۱۲۴ | اخرجه ابن عساکر عَنْ سَلْمَانَؓ فی حدیث طویل قَالَ قَالَ جِبْرِيْلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اِنْ كُنْتُ اصْطَفَيْتُ اٰدَمَ فَقَدْ خَتَمْتُ بِكَ الْاَنْبِيَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ مِنْكَ عَلَيَّ۔
(خصائص، ص ۱۹۳، ج ۲)

ترجمہ:۔ "ابن عساکر نے حضرت سلمانؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ جبریلؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر ہم نے آدمؑ کو

صفی اللہ ہونے کا تمغۂ امتیازی دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کرکے آپ کی شانِ امتیاز سب سے بڑھا دی ہے، اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز ہو"

حدیث نمبر ۱۲۵ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَيَّدَنِيْ بِاَرْبَعَةِ وُزَرَاءَ اثْنَيْنِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيْلَؑ وَمِيْكَائِيْلَؑ وَاثْنَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبِيْ بَكْرٍؓ وَعُمَرَؓ اخرجه البزار والطبرانی (کذا فی الخصائص، ص ۲۰۰ ج ۲)

ترجمہ :- "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ذریعہ میری تائید فرمائی جن میں سے دو آسمان والوں میں سے ہیں یعنی جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ (بزار، طبرانی) (از خصائص کبریٰ، جلد ثانی ص ۲۰۰)"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں، لیکن با ایں ہمہ بتصریحاتِ نبویہ و اجماعِ امت وہ دونوں انبیاء میں داخل نہیں، حالانکہ انبیائے سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے جیسا کہ خود قرآن میں موجود ہے وَجَعَلْنَا اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ (الآیۃ) "اور ہم نے موسیٰ کے بھائی ہارون کو اُن کا وزیر بنا دیا"

اور دوسری جگہ حضرت موسیٰؑ کی دعا اس طرح نقل کی گئی ہے:-

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِيْ .	"یعنی اے اللہ میرے لئے میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے"

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء انبیاء و رسل نہیں حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے، تو صاف ظاہر ہوگیا کہ اس امت میں سوائے آپؐ کے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

حدیث نمبر ۱۲۶ | اخرج ابن جریر فی کتاب السنۃ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ اَصْحَابِيْ عَلٰى جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ سِوَى النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاخْتَارَ مِنْ اصحابی اَرْبَعَةً اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ اَصْحَابِيْ وَفِيْ اَصْحَابِيْ كُلِّهِمْ خَيْرٌ

(خصائص کبریٰ، صفحۃ ۲۰۳ جلد ۲)

ترجمہ:۔ " ابن جریر نے کتاب السنۃ میں حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام اہلِ عالم میں پسند فرمایا، اور پھر صحابہؓ میں سے چار کو پسند فرمایا یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، اور ان چاروں کو تمام صحابہ میں بہترین قرار دیا اور میرے سب صحابہ میں خیر اور بھلائی غالب ہے (خصائص کبریٰ) "

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت سے افضل ہیں اور باایں ہمہ جب وہ بھی نبی نہیں تو اور کوئی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷ | عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (فی حدیث طویل) بَلْ یَا یَہُوْدِیُّ اَنْتُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ اخرجہ ابن راھویہ فی مسندہٖ وابن ابی شیبۃ فی المصنف (خصائص، ص ۲۰۹، ج ۲)

ترجمہ:۔ " ایک طویل حدیث کے ذیل میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی تم دنیا میں ہم سب سے پہلے ہو، اور ہم دنیا میں سب سے آخر ہیں اور قیامت میں سب سے آگے ہوں گے (مسند ابن راہویہ مصنف ابن ابی شیبہ) "

حدیث نمبر ۱۲۸ | اخرج ابو نعیم فی حدیث طویل عَنْ خَالِدٍؓ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّہٗ سَاَلَہٗ مَاھَانُ عَامِلُ مَلِکِ الرُّوْمِ عَلَی الشَّامِ ھَلْ کَانَ رَسُوْلُکُمْ اَخْبَرَکُمْ اَنَّہٗ یَاْتِیْ بَعْدَہٗ رَسُوْلٌ قَالَ لَا وَلٰکِنْ اَخْبَرَ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَاَخْبَرَ اَنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ قَدْ بَشَّرَ بِہٖ قَوْمَہٗ قَالَ الرُّوْمِیُّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ (خصائص ص ۲۴۳ جلد ۲)

ترجمہ:۔ " حضرت ابوعبیدۃ بن الجراحؓ جب یرموک پہنچے تو لشکرِ روم کے سردار نے ایک قاصد بھیجا، قاصد نے کہا کہ ملک شام کے گورنر ماہان کی طرف سے آیا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس اپنی جماعت میں سے ایک عقلمند کو بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے مکالمہ کریں، حضرت ابوعبیدۃؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ تشریف لے گئے۔ دورانِ گفتگو میں ماہان نے

دریافت کیا کہ کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر بھی دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول آئے گا، حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے میرے وجود کی اپنی امت کو پہلے ہی سے بشارت دی تھی، ماہان رومی نے یہ سنکر کہا کہ ہاں میں بھی اس پر گواہ ہوں (ابونعیم)۔

حدیث نمبر ۱۲۹ عَنْ اَنَسٍؓ (فی حدیث طویل) مَرْفُوْعًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّةً لِّلنَّاسِ (الیٰ قوله) وَ جَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَهُمُ الْاَوَّلُوْنَ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی جَعَلْتُ اُمَّتَكَ هُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَهُمُ الْاَوَّلُوْنَ (الیٰ قوله) جَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ خَلْقًا وَّاٰخِرَهُمْ بَعْثًا (الیٰ قوله) وَجَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا (اخرجه ابونعیم (خصائص کبریٰ ص۱۹۴ ج۲)

ترجمہ:۔ "حضرت انسؓ ایک طویل الذیل حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حمد ہے اس ذات قدوس کے لئے جس نے مجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور میری امت کو سب سے آخری اور سب سے پہلا بنایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری امت کو آخری امت اور اول بنایا، اور ہم نے باعتبار خلقت کے آپ کو سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری نبی بنایا اور ہم نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔"

حدیث نمبر ۱۳۰ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّؓ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ وَلَا وِرَاثَةَ (خصائص ص۲۴۹ ج۲ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس مرتبہ پہ ہو جاؤ جس پر حضرت موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے، مگر ہارون کی طرح تم کو نبوت اور وراثت نہیں مل سکتی (طبرانی)۔"

حدیث نمبر ۱۳۱ اخرج ابونعیم عَنْ یُوْنُسَ بْنِ مَیْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ مَلَكٌ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَشَقَّ بَطْنِیْ فَاَخْرَجَ حَشْوَةً فِیْ جَوْفِیْ فَغَسَلَهَا ثُمَّ ذَرَّ عَلَیْهِ ذَرُوْرًا ثُمَّ قَالَ (فیما

قَالَ) وَاَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الْمُقَفّٰى وَالْحَاشِرُ (خصائص ص۶۵ ج۱)

ترجمہ:۔ "حضرت یونس بن میسرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس ایک فرشتہ ایک سونے کا طباق لایا، پھر میرے پیٹ کو چاک کر کے اس میں سے ایک لوتھڑا نکالا پھر اس کو دھویا، اور اس پر کوئی چیز چھڑکی، پھر کہا کہ آپ محمدؐ ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد ہی حشر و نشر ہو جائے گا (ابونعیم)"

حدیث نمبر ۱۳۲ اخرج الدارمی وابن عساکر عَنِ ابْنِ غَنْمٍ قَالَ جِبْرِیْلُ اَنْزَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَقَّ بَطْنَهٗ ثُمَّ قَالَ جِبْرِيْلُ قَلْبٌ وَكِيْعٌ فِيْهِ اُذُنَانِ سَمِيْعَتَانِ وَعَيْنَانِ بَصِيْرَتَانِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الْمُقَفّٰى الْحَاشِرُ (خصائص، ص۶۵ ج۱)

ترجمہ:۔ "دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنمؓ سے روایت کیا ہے کہ جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کا پیٹ چاک کیا، اور پھر کہا کہ قلب حفاظت کرنے والا ہے، کان سننے والے ہیں، اور آنکھیں دیکھنے والی ہیں یہ محمدؐ ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور جن کے بعد ہی قیامت قائم ہو جائے گی (از خصائص، صفحہ ۶۵ جلد ا)"

حدیث نمبر ۱۳۳ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍؓ قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ مِنْ سَرَاةِ الْاَنْصَارِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَمْشِيْ فِيْ طَرِيْقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اِذْ خَرَّ فَتُوُفِّيَ فَاَعْلَمَتْ بِهِ الْاَنْصَارُ فَاَتَوْهُ فَاحْتَمَلُوْهُ اِلٰى بَيْتِهٖ وَسَجَّوْهُ كِسَاءً وَّبُرْدَيْنِ وَفِي الْبَيْتِ نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءِ الْاَنْصَارِ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ وَرِجَالٌ مِّنْ رِّجَالِهِمْ فَمَكَثَ عَلٰى حَالِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِذَا سَمِعُوْا صَوْتَ قَائِلٍ يَقُوْلُ اَنْصِتُوْا اَنْصِتُوْا فَنَظَرُوْا فَاِذَا الصَّوْتُ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ فَحَسَرُوْا عَنْ وَجْهِهٖ وَصَدْرِهٖ فَاِذَا الْقَائِلُ يَقُوْلُ عَلٰى لِسَانِهٖ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ الْاَوَّلِ صَدَقَ صَدَقَ۔

ایک حیرت انگیز واقعہ

ترجمہ:۔ "نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہوگئی، انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں جاکر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا، گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ وزاری میں مبتلا تھیں، اور کچھ مرد جمع تھے، اسی طرح پر جب مغرب وعشار کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سُنی کہ "چُپ رہو چُپ رہو" لوگ متحیر ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھکر لوگوں نے اُن کا مُنہ کھول دیا، اس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجہ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہو کہ محمد رسول اللہ النبی الأمی خاتم النبیین لا نبی بعدہٗ الخ " یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی اُمّی ہیں، جو انبیار کے ختم کرنے والے ہیں آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا" یہی مضمون کتاب اوّل یعنی توریت وانجیل وغیرہ میں موجود ہے، سچ کہا سچ کہا۔"

حدیث نمبر ۱۳۴ | رَوٰی اَبُوْ یَعْلٰی بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابًا دَجَّالًا مِنْھُمُ الْمُسَیْلَمَۃُ وَالْعَنْسِیْ وَالْمُخْتَارُ (کذا فی فتح الباری من طبع الھند، ص ۳۴۳، پ ۱۴)

ترجمہ:۔ "ابو یعلیٰ نے باسناد حسن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک تیس جھوٹے دجّال نہ نکل آویں، جن میں سے مسیلمہ، عنسی، اور مختار ہیں۔"

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ فی حدیث طویل فی خطبۃِ ابی بکرِ الصّدّیقؓ فَجَمَعَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَھُمُ الْاُمَّۃَ الْبَاقِیَۃَ الْوُسْطٰی (کنز العمال ص۱۴۲ ج ۳)

ترجمہ:۔ "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض عرب مرتد ہوگئے

اور حضرت صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کا ارادہ کر کے صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور ان سب نے اپنی قلتِ تعداد اور ضعف کی وجہ سے جہاد کو مناسب نہ سمجھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ منبر پر چڑھے، اور ایک نہایت شجاعانہ طویل الذیل خطبہ دیا (جس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں) کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپؐ کے ذریعہ تمام متفرق اور مختلف لوگوں کا سر جوڑ دیا، اور اُن کو تا قیامت باقی رہنے والی درمیانہ چال کی امّت بنا دیا (تا آخر حدیث) آپ کی امت تا قیامت جب ہی آپ کی امّت رہ سکتی ہے جب کوئی دوسرا نبی نہ آئے۔"

حدیث نمبر ۱۳۶ | وفی حدیث انسؓ عند البیہقی فی الدلائل فی حدیث الاسراء بَیْنَمَا هُوَ یَسِیْرُ اِذْ لَقِیَهٗ خَلْقُ اللّٰهِ فَسَلَّمُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَاشِرُ (زرقانی شرح مواہب ص ۲۰ ج ۶) وفی اٰخرہ قَالَ جِبْرَئِیْلُ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سَلَّمُوْا عَلَیْكَ فَاِبْرَاهِیْمُ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰیؑ۔

ترجمہ:۔ " بیہقی نے حضرت انسؓ سے واقعہ معراج میں ایک حدیث روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر فرما رہے تھے تو آپؐ کا ایک جماعت پر گذر ہوا، جنھوں نے آپؐ کو دیکھکر اس طرح پر سلام کیا، السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر۔ اور اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ جبرئیلؑ نے بعد میں آپ سے کہا کہ جن لوگوں نے آپؐ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ تھے۔"

اس میں آپؐ کے آخر اور حاشر ہونے اور آپؐ پر نبوّت ختم ہونے کا اعلان ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مَرْفُوْعًا اَبُوْبَکْرٍؓ وَعُمَرُؓ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰیؑ (رواہ ابن الجوزیؒ)

ترجمہ:۔ " حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کا مرتبہ میرے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ حضرت ہارونؑ کا تھا۔ (ابن جوزی)"

اس حدیث میں شیخین کا مرتبہ مقام ہارونی کو قرار دیا گیا ہے، مگر با ایں ہمہ وہ نبی نہیں تھے

اور آپؐ نے اُن کے نبی نہ ہونے کے متعلق بارہا اعلان فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ اگر اس امت میں کوئی نبی ہو سکتا تو یہ دونوں بزرگ جو مقام ہارون میں تھے ضرور یہ عہدہ پاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ مَرْفُوْعًا اَبُوْبَكْرٍؓ وَعُمَرُؓ خَيْرُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَخَيْرُ مَنْ بَقِيَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواہ الدیلمی) (کنز، ص ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ :۔ "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ تمام آسمانی اور زمینی مخلوقات سے بہتر ہیں، اور ان تمام لوگوں سے بھی بہتر ہیں کہ قیامت تک جن کا پیدا ہونا باقی اور مقدور ہے۔"

اس حدیث نے نہایت وضاحت سے ہمارے مقصد کو صاف کر دیا ہے کہ شیخینؓ تا قیامت تمام آنے والی نسلوں سے افضل ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آئندہ کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا تاکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم نہ آئے۔ اور اسی مضمون کی دو حدیثیں پہلے بھی گذر چکی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَؓ مَرْفُوْعًا اُتِيْتُ بِكِفَّةِ مِيْزَانٍ فَوُضِعْتُ فِيْهَا وَجِيْئَ بِاُمَّتِيْ وَوُضِعَتْ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰى فَرَجَحْتُ بِاُمَّتِيْ ثُمَّ رُفِعْتُ فَجِيْئَ بِاَبِيْ بَكْرٍ فَوُضِعَ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ فَرَجَحَ بِاُمَّتِيْ ثُمَّ رُفِعَ اَبُوْبَكْرٍ وَجِيْئَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوُضِعَ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ فَرَجَحَ بِاُمَّتِيْ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ اِلَى السَّمَاءِ وَاَنَا اَنْظُرُ (رواہ ابونعیم فی فضائل الصحابۃ) (کنز ص ۱۴۳ ج ۶)

" حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خواب میں) میرے سامنے ایک ترازو لائی گئی اور مجھے اس کے پلّہ میں رکھدیا گیا اور پھر میری تمام امت کو جمع کر کے دوسرے پلّہ میں رکھدیا گیا، تو میں وزن میں ساری امت سے بڑھ گیا اس کے بعد مجھے وہاں سے اٹھا دیا اور ابوبکرؓ کو رکھدیا گیا تو وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے، اس کے بعد ابوبکرؓ کو اس میں سے اٹھا لیا گیا اور عمرؓ کو اس میں رکھدیا گیا وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے۔ اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھا لی گئی، جس کو میں سامنے دیکھ رہا تھا (ابونعیم)۔"

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ مِثْلَهٗ (بتغیر ما) عند الطبرانی فی الکبیر (کنز العمال ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ :۔ "اسی مضمون کی حدیث حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا

اَللّٰهُمَّ صَلَوٰتُكَ وَبَرَكَاتُكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ. اخرجه الديلمي مرفوعًا قال الحافظ ابن حجر العسقلانی المعروف أنه موقوف عليه كذا رواه ابن ماجه (از کنز، ص ۱۲۵ ج ۱)

ترجمہ:۔ "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (بوقت درود) تم یہ کہا کرو کہ "اے اللہ تو اپنی رحمتیں اور برکات رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے رسول (محمدؐ) پر نازل فرما" اس کو دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا ہے، مگر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر موقوف ہے، چنانچہ ابن ماجہ نے اس کو موقوفاً ہی روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۴۲ | عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ نَوْفَلٍؓ فی حدیث طویل فی الرؤیا مرفوعًا فَالدُّنْيَا سَبْعَةُ الْاٰلَافِ سَنَةٍ وَاَنَا فِيْ اٰخِرِهَا اَلْفًا (الی قوله) وَاَمَّا النَّاقَةُ الَّتِيْ رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِيْ اَتَّبِعُهَا فَهِيَ السَّاعَةُ عَلَيْنَا تَقُوْمُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِيْ (رواه الطبرانی فی الکبیر والبیہقی) (کنز ص ۳۵ ج ۸)

ترجمہ:۔ "حضرت ضحاک بن نوفلؓ تعبیر خواب کے باب میں ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار میں مبعوث ہوا ہوں (اس کے بعد ضحاک کے خواب کی تعبیر دیتے ہوئے فرمایا کہ) تم نے جو اونٹنی دیکھی اور یہ دیکھا کہ میں اس کے پیچھے ہوں تو سمجھ لو کہ وہ قیامت ہے، جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی (طبرانی، بیہقی)۔"

حدیث نمبر ۱۴۳ | عَنْ عَلِيٍّؓ فی صیغ الصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِمَامُ الْمُرْسَلِيْنَ، الحدیث (رواه عیاض فی الشفاء)

ترجمہ:۔ "حضرت علیؓ سے درود شریف کے صیغے جو روایت کئے گئے ہیں ان میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمد خاتم النبیین وامام المرسلین بھی آیا ہے (قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں اس کو نقل کیا)۔"

وہ احادیث جن سے مسئلہ ختم نبوت بطور استنباط سمجھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر۱۴۴ عَنْ عَلِیٍّؓ مَرْفُوْعًا اَنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قِيْلَ مَا الْمَخْرَجُ عَنْهَا قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَنْ قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَنْ بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى مِنْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ ۔ (رواہ احمد والترمذی) (کنز، ص۴۵ ج۱)

ترجمہ:۔ ”حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس سے بچنے کی کیا سبیل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ خدا کی کتاب (قرآن جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور آئندہ آنے والوں کی خبریں اور تمہارے نزاعات کے فیصلے موجود ہیں، وہ فیصلہ کن کتاب ہے، ٹھٹھا نہیں، جو ظالم اس کو چھوڑے گا اللہ اس کو ہلاک کرے گا، اور جو اس کے سوا (کسی منسوخ شدہ آسمانی کتاب سے) ہدایت ڈھونڈے گا اس کو اللہ گمراہ کر دے گا (امام احمدؒ، ترمذیؒ)۔“

حدیث نمبر۱۴۵ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ مِثْلُهٗ وَلَفْظُهٗ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهٖ وَاَخَذَ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ الحدیث رواہ احمد فی مسندہ وعبداللہ بن حمید، (من الکنز، ص۱۴۵ ج۱)

ترجمہ:۔ ”حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جس شخص نے اس کی (یعنی قرآن کی) پیروی کی وہ ہدایت پہ ہے اور جس نے اُسے چھوڑا وہ گمراہ ہوگیا۔“

حدیث نمبر۱۴۶ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ مَرْفُوْعًا اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (رواہ ابن ابی شیبۃ وابن حبان فی صحیحہ (کنز، ص۱۴۷ ج۱)

ترجمہ:۔ ”حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے اندر اللہ کی کتاب (قرآن) چھوڑتا ہوں وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اسے پکڑلیا اور اس کا اتباع کیا اس نے ہدایت پائی، اور جس نے چھوڑ دیا گمراہ ہوگیا (ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان)۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے بعد نہ کوئی اور آسمانی کتاب نازل ہوگی اور نہ کوئی شریعتِ جدیدہ آئے گی، نہ قرآن کا کوئی حرف منسوخ ہوگا۔ یہ صرف نبوتِ تشریعیہ کے انقطاع کی دلیلیں ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۷ | عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْزَلَ اللّٰہُ کِتَابَہٗ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ وَاَحَلَّ حَلَالَہٗ وَحَرَّمَ حَرَامَہٗ فَمَا اَحَلَّ فِیْ کِتَابِہٖ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ فَھُوَ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَا حَرَّمَ فِیْ کِتَابِہٖ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ فَھُوَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ رواہ ابوالنصر السنجری فی الامانۃ (کنز، ص ۵۰ ج ۱)

ترجمہ: "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب اپنے نبی کی زبان پر نازل فرمائی، اور اپنے حلال کو حلال اور حرام کو حرام بیان فرمادیا ہے، پس جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کی زبان پر حلال کردیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے، اور جو حرام کردیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے۔"

حدیث نمبر ۱۴۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یَبْرَحَ ھٰذَا الدِّیْنُ قَائِمًا یُقَاتِلُ عَلَیْہِ عِصَابَۃٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ رواہ مسلم (ک ص ۲۳۱ ج ۶)

ترجمہ: "حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دین (یعنی دین محمدی) ہمیشہ قائم رہے گا، اور اس کے باقی رکھنے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی، جب تک کہ قیامت قائم ہو (صحیح مسلم)"

حدیث نمبر ۱۴۹ | عَنْ مُغِیْرَۃَؓ مِثْلُہٗ عند البخاری ومسلم (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ: "حضرت مغیرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۰ | عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ مِثْلُہٗ عند ابن ماجہ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث سننِ ابن ماجہ میں موجود ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۱ | عَنْ عُمَرَؓ مِثْلُہٗ عند الحاکم فی المستدرکؒ (کنز، ص ۲۳۱ ج ۶)

ترجمہ: "حضرت عمرؓ سے اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۲ | عَنْ مُعَاوِیَۃَؓ مِثْلُہٗ عند احمد فی مسندہٖ والبخاری ومسلم (ک ص ۲۳۲ ج ۶)

ترجمہ: "حضرت معاویہؓ سے یہی مضمون بخاری و مسلم و مسند احمد میں مروی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۳ | عَنْ ثَوْبَانَؓ مِثْلُهٗ عند مسلم والترمذی وابن ماجہ (کنز، ص ۲۳۲ ج ۶)

ترجمہ:- "حضرت ثوبانؓ سے بھی اسی معنی کی حدیث کو مسلم و ترمذی، ابن ماجہ میں روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۴ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ مِثْلُهٗ وَفِيْهِ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَهٗ. مسلم (کنز، ص ۲۳۲ ج ۶)

ترجمہ:- "حضرت عقبہ بن عامرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں مروی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۵ | وعَنْ عِمْرَانَ بن حُصَيْنٍؓ مِثْلُهٗ وَفِيْهِ حَتّٰى يُقَاتِلُ اٰخِرُهُمُ الدَّجَّالَ، (اخرجه احمد فی مسنده وابوداؤد والحاکم فی المستدرک (ک، ص ۲۳۲ ج ۶)

ترجمہ:- "حضرت عمران بن حصینؓ سے بھی یہی مضمون امام احمد و حاکم اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ یہاں تک کہ اس امت کا آخری طائفہ دجال سے مقابلہ کرے گا۔"

حدیث نمبر ۱۵۶ | وعَنْ قُرَّةَ بْنِ اِيَاسٍؓ مِثْلُهٗ عند ابن حبان فی صحیحه واحمد والترمذی (کنز، ص ۲۳۲ ج ۶)

ترجمہ:- "اور حضرت قرہ بن ایاسؓ سے بھی یہی مضمون صحیح ابن حبان اور مسند احمد و جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۷ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍؓ مِثْلُهٗ عند الطبرانی فی الکبیر وابن سعد (ک، ص ۲۳۵ ج ۶)

ترجمہ:- "سلمہ بن نفیلؓ سے یہی مضمون طبرانی اور ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۸ | وعَنْ اَنَسٍؓ مِثْلُهٗ عند ابن حبان فی صحیحه (کنز، ص ۲۳۵ ج ۶)

ترجمہ:- "حضرت انسؓ سے صحیح ابن حبان میں بھی مروی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۵۹ | وعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمٍؓ مِثْلُهٗ عند عبد بن حمید.

ترجمہ:- "نیز زید بن ارقمؓ سے یہی مضمون مروی ہے (مسند عبد بن حمید)۔"

حدیث نمبر ۱۶۰ | وعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ مِثْلُهٗ اخرجه ابو النصر السنجری فی الابانة والهروی فی ذم الکلام (کنز، ص ۲۳۵ ج ۶)

ترجمہ:- "حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے یہی مضمون ابو النصر سنجری نے ابانہ میں اور ہروی نے ذم الکلام میں روایت کیا ہے۔"

یہ کُل کی کُل تعدادِ احادیث اعلان کر رہی ہے کہ اُمتِ محمدیہ آپؐ کی امت ہو کر قیامت تک باقی رہے گی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا،

ورنہ پھر تو لوگ اس نبی کی امت کہلادیں گے جیسے انبیار سابقین کی امتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد آپ کی امت کہلاتی ہیں نہ کہ گذشتہ انبیار کی ۔

حدیث نمبر۱۶۱ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ نَبِیٌّ قَبْلِیْ وَلَا اَقُوْلُهُ فَخْرًا بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً اَلْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ وَکَانَ النَّبِیُّ قَبْلِیْ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ رواہ احمد فی مسندہٖ والحکیم ۔ من الکنز، ص ۱۰۹ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، اور یہ میں فخر سے نہیں کہتا (اُن پانچ چیزوں میں) ایک یہ ہے کہ میں تمام انسانوں کی طرف نبی بناکر بھیجا گیا ہوں، جس میں عرب و عجم سب برابر ہیں اور مجھ سے پہلے انبیار صرف اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے (مسند احمد و حکیم ترمذی) ۔"

حدیث نمبر۱۶۲ | عَنْ عَلِیٍّ مَرْفُوْعًا اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اُرْسِلْتُ اِلَی الْاَبْیَضِ وَالْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ (الحدیث) رواہ العسکری فی الامثال (کنز، ص ۱۰۹ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ۔ ایک یہ کہ مجھے بلا امتیاز کالے گورے (عرب و عجم کے) تمام عالم کے لئے نبی بناکر بھیجا گیا ہے (عسکری فی الامثال) ۔"

حدیث نمبر۱۶۳ | وَمِثْلُهٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ۔ رواہ طحم وحک والدارمی (من الکنز ص ۱۰۹ ج ۶)

ترجمہ :۔ " اسی مضمون کی حدیث ابوذرؓ سے مسند احمد و مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی موجود ہے (کنز ص ۱۰۹ ج ۶)

حدیث نمبر۱۶۴ وَمِثْلُهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ عند الحکیم والطبرانی فی الکبیر (کنز ص ۱۰۹ ج ۶)

ترجمہ :۔ " اسی مضمون کی ایک حدیث حکیم ترمذی اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی روایت کی ہے ۔"

حدیث نمبر۱۶۵ | وَمِثْلُهٗ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ۔ اخرجه احمد فی مسندہٖ والطبرانی فی الکبیر ۔ (من الکنز، ص ۱۰۹ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے ۔"

حدیث نمبر۱۶۶ | عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُعْطِیْتُ اللَّیْلَةَ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اَمَّا اَوَّلُهُنَّ فَاُرْسِلْتُ

إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ كَافَّةً عَامَّةً وَكَانَ مَنْ قَبْلِي إِنَّمَا يُرْسَلُ إِلَى قَوْمِهِ۔ رواہ احمد فی مسندہ والحکیم (من الکنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ:۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، ان میں سے پہلی یہ ہے کہ میں تمام عالم کی طرف نبی ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی اپنی قوموں کی طرف پیغمبر ہو کر آتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۷ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَؓ عند الطبرانی فی الکبیر واخرج الترمذی بَعْضَهُ وَقَالَ حسن صحیح (من الکنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت ابو امامہؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے، جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اور ترمذیؒ نے اس کے ایک حصہ کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے (کنز العمال، ص ۱۱۰ ج ۶)"

حدیث نمبر ۱۶۸ | عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً (الحدیث)

ترجمہ:۔ "حضرت خالد بن معدانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام عالم والوں کی طرف بھیجا گیا ہوں"

یہ احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے نبی ہیں، آپؐ کی نبوت کے بعد قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے یا ہوں گے سب آپ کی امت ہیں نبی نہیں۔ کیونکہ عموم بعثت میں دونوں قسم کے عموم داخل ہیں، یعنی عموم اقوام عالم اور عموم زمان یعنی اپنے زمانہ میں بھی آپؐ کی نبوت تمام اقوامِ دنیا کے لئے ثابت تھی اور باعتبار زمانہ کے آپؐ کے بعد کی آنے والی نسلوں کو بھی شامل ہے جیسا کہ گذشتہ احادیث میں حضرت حسنؓ کی حدیث میں تصریح گذر چکا ہے، کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ: أَنَا رَسُوْلُ مَنْ أَدْرَكَهُ حَيًّا وَمَنْ يُوْلَدُ بَعْدِي (یعنی میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں اپنی زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد قیامت تک پیدا ہوگا)۔

بہر حال آپؐ کی نبوت تمام اقوامِ عالم کے لئے اور قیامت تک ہر زمانہ کو شامل ہے اور قیامت تک آپ کی نبوت کا سلسلہ باقی ہے، جب یہ ظاہر ہے تو آپؐ کی نبوت کے

ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں ہوسکتا، ورنہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت کی توہین ہوگی، اور احادیثِ ذیل بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں:۔

حدیث نمبر۱۶۹ | عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَھُدًی لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (رواہ احمد فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہلِ عالم کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے اور مومنین کے لئے ہدایت۔ (مسند احمد و معجم کبیر طبرانی)"

حدیث نمبر۱۷۰ | عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً لِّلنَّاسِ کَافَّۃً. رواہ الطبرانی فی الکبیر (کنز، ص ۱۱۱ ج۶)

ترجمہ:۔ "حضرت مسور بن مخرمہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے۔"

حدیث نمبر۱۷۱ | وَمِثْلُہٗ عَنْ اَنَسٍ ؓ عند الحسن بن سفیان وابن مندۃ وابی نعیم وابن النجار

ترجمہ:۔ "حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ایک روایت حسن بن سفیان اور ابن مندہ اور ابو نعیم اور ابن النجار میں مروی ہے (خصائص کبریٰ، ص ۱۶ جلد ۱)۔"

حدیث نمبر۱۷۲ | عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ رُوَیْمٍ مَرْفُوْعًا خَیْرُ اُمَّتِیْ اَوَّلُھَا وَاٰخِرُھَا اَوَّلُھَا فِیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاٰخِرُھَا فِیْھِمْ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَبَیْنَ ذٰلِکَ نَھْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنْکُمْ وَلَسْتُمْ مِنْھُمْ. رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ مرسلاً (من الکنز، ص ۱۳۲ ج۶)

ترجمہ:۔ "حضرت عروہ بن رویم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا بہترین طبقہ اس کا سب سے پہلا اور سب سے آخری طبقہ ہے، کیونکہ پہلے طبقہ میں اللہ کا رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، اور آخری طبقہ میں حضرت عیسیٰ ہوں گے اور اس کے درمیان ٹیڑھے راستہ والے ہیں، نہ تم میں سے وہ ہیں اور نہ تم ان میں سے (حلیۃ ابو نعیم مرسلاً)۔"

حدیث نمبر۱۷۳ | عَنْ زِمْلِ بْنِ عَمْرٍو الْعُذْرِیِّ ؓ فی حدیث طویل ثُمَّ قَالَ (یعنی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَی الْاَنَامِ کَافَّۃً (اِلٰی اَنْ قَالَ) فَمَنْ اَجَابَنِیْ فَلَہُ الْجَنَّۃُ نُزُلًا وَّثَوَابًا وَمَنْ عَصَانِیْ کَانَتْ لَہُ النَّارُ مُنْقَلَبًا (الحدیث، من الکنز)

ترجمہ:۔ "حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور پھر فرمایا کہ جس نے میری دعوت قبول کی اس کے لئے جنت میں مہمانی ہے، اور جس نے نافرمانی کی اس کے لئے جہنم ٹھکانا ہے"

حدیث نمبر ۱۷۴ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اَنَّ اللّٰهَ اَيَّدَنِيْ بِاَرْبَعَةِ وُزَرَاءَ اثْنَيْنِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاثْنَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ (اخرجہ الطبرانی والبزار)

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ساتھ میری تائید فرمائی دو آسمان والوں میں سے یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ (طبرانی و بزار)"

اس سے بھی ثابت ہوا کہ تمام اقوامِ عالم قیامت تک آپ ہی کی امت ہوگی حتیٰ کہ نزولِ عیسیٰؑ کے بعد بھی سب لوگ آپؐ ہی کی امت ہوں گے، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ باوجود عہدۂ نبوت پر باقی رہنے کے اس امت کے لئے نبی ہوکر نہ آئیں گے، بلکہ جس طرح پہلے بنی اسرائیل کے نبی تھے اُسی عہدۂ نبوت پر ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۷۵ | عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ حَوْلَ الْعَرْشِ فَرِيْدَةً خَضْرَاءَ مَكْتُوْبٌ فِيْهَا بِقَلَمٍ نُوْرٍ اَبْيَضَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، رواہ ابن حبان فی الضعفاء والدارقطنی فی الافراد (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ:۔ حضرت ابوالدرداءؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسریٰ میں نے ایک سبز موتی دیکھا، جس میں نور کے قلم سے لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیقؓ (ابن حبان، دار قطنی)"

حدیث نمبر ۱۷۶ | عَنْ عَلِيٍّ مِثْلُهٗ وفی اٰخرہٖ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ، اخرجہ ابن عساکر (کذا فی الخصائص)

ترجمہ:۔ "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن عساکر نے روایت کی ہے، اور اس کے آخر میں ہے ابوبکر صدیقؓ، عمر الفاروقؓ، عثمان ذوالنورینؓ"

حدیث نمبر ۱۷۷ | عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَرَجَ اِلَى السَّمَاءِ مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اسْمِيْ مَكْتُوْبٌ فِيْهَا وَاَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ

خَلْقِیْ ۔ اخرجہ ابویعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر وابن عرفۃ فی جزئہ المشہور (کذا فی الخصائص)

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شبِ اسریٰ میں نے ہر آسمان سے گذرتے ہوئے وہاں اپنا نام اور اس کے پیچھے ابوبکر الصدیق لکھا ہوا پایا (روایت کیا اس کو ابویعلیٰ، طبرانی نے اوسط میں، ابن عساکر نے اور ابن عرفہ نے جزء میں) (کذا فی الخصائص)۔"

ان احادیث سے بتصریح ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور جب وہ نبی نہیں ہیں تو اور کیسے نبی ہو سکتا ہے، ورنہ غیر کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

نادرہ ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی اپنی تاریخ میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوالحسن علی بن عبداللہ الہاشمی الرقی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا، میں نے اس کے ایک گاؤں میں سیاہ گلاب دیکھا جس پر گلاب کا بڑا پھول کھلتا تھا، اس کی خوشبو نہایت عمدہ اور رنگ سیاہ ہوتا تھا، جس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیقؓ عمر الفاروقؓ۔ مجھے یہ دیکھکر حیرت ہوئی اور یہ خیال کیا کہ مصنوعی ہے کسی نے لکھدیا ہوگا۔ مگر جب میں نے اس کے دوسرے غنچہ کو جو ابھی کھلا نہیں تھا توڑ کر دیکھا تو اس کے اندر بھی یہی لکھا ہوا پھول نکلا، اور میں نے دیکھا کہ اس کے شہر کے لوگ سب پتھروں کو پوجتے تھے۔ کوئی اللہ کو جانتا بھی نہ تھا (کذا فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ص ۸ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۷۸ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ رواہ ن ت (کذا فی الکنز ۴۴ ج ۱)

ترجمہ :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑدی ہیں جن کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو تم ہرگز کبھی گمراہ نہ ہوگے، اور وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ہیں ([illegible] وجامع ترمذی شریف)۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تمام انسانوں کی نجات کے لئے قرآن کریم اور اہلِ بیتؓ وصحابہؓ کے اتباع کو مدارِ ہدایت قرار دیا ہے، جو اس کی دلیل ہے

کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ ورنہ ضروری تھا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس نبی کا ذکر فرماتے جو بعد میں ہونے والا ہے ۔

اس مضمون کی احادیث ذخیرۂ حدیث میں بے شمار ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں :-

حدیث نمبر ۱۷۹ | عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلُهٗ وَلفظهٗ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ خَلِیْفَتَیْنِ کِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَمْدُوْدٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَاِنَّهُمَا لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ ۔ رواہ احمد فی مسندہٖ والطبرانی فی الکبیر (کنز، ص ۱۴۴ ج ۱)

ترجمہ :- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر اپنے دو قائم مقام چھوڑتا ہوں ، ایک اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان خدائی سلسلہ ہے اور دوسرے میری عترت اہل بیت ، اور یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے (مسند احمد طبرانی)

حدیث نمبر ۱۸۰ | عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ مِثْلُهٗ عند الترمذی (کذا فی الکنز)

ترجمہ :- حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ترمذی نے روایت کی ہے (کنز العمال)۔

حدیث نمبر ۱۸۱ | عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ مِثْلُهٗ عند الحاکم فی المستدرک وابی بکر الشافعی (من الکنز)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں موجود ہے ۔

حدیث نمبر ۱۸۲ | عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَؓ مرفوعاً اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَلَوْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ فَاِنَّهٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ تَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۔ رواہ احمد فی المسند وابو داؤد والترمذی وابن ماجه والحاکم فی المستدرک (کنز، ص ۱۴۴ ج ۱)

ترجمہ :- حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو ، اور مسلم حکام کی اطاعت کرو ، اگرچہ ایک حبشی غلام تمہارا امیر بن جائے ، اس لئے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا ۔ پس تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کے

اتباع کو لازم سمجھو، اور اس کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں میں پکڑ لو، تم نئی باتوں سے بچو، کیونکہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، حاکم (از کنز العمال، ص ۱۴۴ ج ۲

حدیث نمبر ۱۸۳ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مَرْفُوْعًا اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِیِّکُمْ. رواہ الحاکم فی المستدرک (من الکنز ص۱۴۶ ج ۲)

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر دو ایسی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اُن کو لازم پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک اللہ کی کتاب، اور دوسرے نبیؐ کی سنت (الحدیث) (مستدرک)۔"

حدیث نمبر ۱۸۴ | وَمِثْلُهٗ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ عند الباوردی وابن ابی شیبة واحمد وابن سعد وابی یعلیٰ (کنز ص ۱۴۷ ج ۲)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوسعیدؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے (امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ)۔"

حدیث نمبر ۱۸۵ | وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ عند احمدؒ فی مسندہٖ والطبرانی فی الکبیر و سعید بن منصور فی سننه (کنز، ص ۱۴۷ ج ۲)

ترجمہ:۔ "حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام احمد اور طبرانی اور سعید بن منصور نے روایت فرمائی ہے (کنز، ص ۱۴۷ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۸۶ | عَنْ جَابِرٍؓ مِثْلُهٗ عند ابن ابی شیبة والخطیب (کنز، ص ۱۴۸ ج ۱)

ترجمہ:۔ "حضرت جابرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن ابی شیبہ اور خطیب نے روایت کی ہے۔"

حدیث نمبر ۱۸۷ | عَنْ مُعَاذٍ مِثْلُهٗ عند الدیلمی (کنز ۱۴۸ ج ۱)

ترجمہ:۔ "حضرت معاذؓ سے بھی یہی مضمون دیلمی نے روایت کیا ہے۔"

ان سب احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے جو دستور العمل تجویز فرمایا ہے، اس میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ بعد میں کوئی نبی مبعوث ہوگا جو تمہاری ہدایت کا کفیل ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۸۸ | عَنْ سَعْدٍؓ مَرْفُوْعًا رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة۔

ترجمہ:۔ "میں عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ پر اور نبوت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دین کے لئے

اسلام پر راضی ہوں، یعنی ان کے سوا ہر معبود اور آپؐ کے بعد ہر مدعی نبوت اور ہر دین سے بیزار ہوں۔"

حدیث نمبر۱۸۹ | من طریق سعید بن خیثم عَنْ شَیْخٍ مِّنْ اَھْلِ الشَّامِ مَرْفُوْعًا اَعْھَدُ اِلَیْکُمْ اَنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ وَتَلْزَمُوْا سُنَّتِیْ وَسُنَّۃَ الْخُلَفَاءِ الْھَادِیَۃِ الْمَھْدِیَّۃِ فَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ فَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا۔ رواہ البغوی (کنز، ص ۵۴ ج ۱)

ترجمہ:۔ "جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع کرو، اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑلو، اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام حاکم بنادیا جائے، اس کی بھی اطاعت کرو۔"

روایت کیا اس کو بغوی نے (کنز، ص ۵۴ ج ۱)

حدیث نمبر۱۹۰ | عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ مَرْفُوْعًا مَنْ اَھَانَ سُلْطَانَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ اَھَانَہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَکْرَمَ سُلْطَانَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ اَکْرَمَہُ اللّٰہُ۔ طبرانی (کنز، ص ۵۵ ج ۱)

ترجمہ:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے حاکم کی اہانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا، اور جو اس کی عزت کرے گا اللہ اس کو عزت دے گا۔"

حدیث نمبر۱۹۱ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مِثْلُہٗ عند السنجری۔

ترجمہ:۔ "حضرت ابن عباسؓ سے یہی مضمون سنجری نے بھی روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر۱۹۲ | عَنْ حُذَیْفَۃَ مِثْلُہٗ عند الدیلمی (کنز، ص ۵۵ ج ۱)

ترجمہ:۔ "حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون دیلمی نے روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر۱۹۳ | وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اعْمَلُوْا بِالْقُرْاٰنِ اَحِلُّوْا حَلَالَہٗ وَحَرِّمُوْا حَرَامَہٗ وَاقْتَدُوْا بِہٖ وَلَا تَکْفُرُوْا بِشَیْءٍ مِّنْہُ وَمَا تَشَابَہَ عَلَیْکُمْ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰی اُولِی الْعِلْمِ مِنْ بَعْدِیْ کَیْمَا یُخْبِرُوْکُمْ وَاٰمِنُوْا بِالتَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک (من الکنز، ص ۴۹ جلد ۱)

ترجمہ:۔ "حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پر عمل کرو،

لہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اختلاف واشتباہ کے موقعوں پر اہل علم کی تقلید کرنی چاہئے اور یہ تقلید عین حکم نبوی کی اطاعت ہے، نہ کہ شرک فی النبوۃ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض جہلاء کا خیال ہے۔ ۱۲ منہ

اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو، اور اس کی اقتدار کرو، اور اس کے کسی حرف کا انکار نہ کرو، اور اس کی جو آیت تم پر مشتبہ ہو جائے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور میرے بعد اہل علم کی طرف رجوع کرو، تاکہ وہ تمہیں صحیح تفسیر بتلائیں، اور توریت و انجیل و زبور اور تمام ان کتابوں یا صحف پر ایمان لاؤ جو پہلے انبیاء پر نازل ہوئی ہیں (مستدرک حاکم، معجم کبیر للطبرانی)"

حدیث نمبر ۱۹۴ | عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یَّبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔ رواہ ابوداؤد والحاکم والبیہقی فی المعرفۃ (ک ص ۲۳۸ ج ۱)

ترجمہ:۔ "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے ایک مجدد بھیجے گا جو اس کے دین کو درست کرے گا، اور جو کچھ اس میں رخنے واقع کر دیئے گئے ہیں اُن کا انسداد کرے گا (کنز العمال ص ۲۳۸ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۹۵ | عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ مَرْفُوْعًا اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِکِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین خیر خواہی کرنے کا نام ہے، ہم نے عرض کیا کہ کس کی خیر خواہی؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتابوں اور مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کی"

حدیث نمبر ۱۹۶ | عَنْ حُذَیْفَةَ مرفوعًا اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَ۔ رواہ احمد فی مسندہ والترمذی وابن ماجہ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ:۔ "حضرت حذیفہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُن دو شخصوں کا اتباع کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے، یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور امام احمد نے اپنی مسند میں (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)"

حدیث نمبر ۱۹۷ | عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مرفوعًا یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کُلُّ اُمَامَةٍ عُطَاشًا اِلَّا مَنْ اَحَبَّ اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیًّا۔ رواہ الرافعی (کنز، ص ۱۶۱ ج ۶)

ترجمہ:۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ساری امتیں پیاسی آئیں گی مگر جو شخص کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی محبت رکھتا ہوگا وہ پیاسا نہ ہوگا۔ روایت کیا اس کو امام رافعی نے (از کنز، ص ۱۶۱ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۹۸ | عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ مَرْفُوْعًا اقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ، اِهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍؓ وَتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ . رواہ الترمذی (کنز صفحہ ۱۴۲ جلد ۶) ۔

ترجمہ :۔ " حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی اطاعت کرو جو میرے صحابہ میں سے میرے بعد ہوں گے، یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ، اور عمارؓ کی سی عادت اختیار کرو، اور عبداللہ بن مسعودؓ کے عہد کے ساتھ تمسک کرو "

حدیث نمبر ۱۹۹ | عَنْ حُذَیْفَةَؓ مِثْلُهٗ عند الرؤیانی (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث رؤیانی نے نقل کی ہے "

حدیث نمبر ۲۰۰ | وَعَنْ اَنَسٍؓ مِثْلُهٗ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ابن عدی نے روایت کیا ہے "

حدیث نمبر ۲۰۱ | عَنْ جَابِرٍؓ مِثْلُهٗ عند الطبرانی فی الاوسط (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت جابرؓ سے بھی یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے (دیکھو معجم اوسط طبرانی) "

حدیث نمبر ۲۰۲ | عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ مِثْلُهٗ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حدیث مروی ہے "

حدیث نمبر ۲۰۳ | عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ مِثْلُهٗ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ :۔ " حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی یہی مضمون منقول ہے "

حدیث نمبر ۲۰۴ | عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیٌّ وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ ۔ اخرجه البخاری ومسلم والترمذی (الریاض النضرۃ للطبری ص ۲۶۴ ج ۲)

ترجمہ :۔ " حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک مخلص و مددگار ہوتا ہے اور میرے مخلص و مددگار زبیرؓ ہیں (بخاری، مسلم، ترمذی) "

حدیث نمبر ۲۰۵ | عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ مَرْفُوْعًا لِکُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِؓ ۔ رواہ البخاری ومسلم (الریاض النضرۃ، ص ۳۰۸ جلد ۲)

ترجمہ :۔ " حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراحؓ ہیں (بخاری ومسلم) "

حدیث نمبر ۲۰۶ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مَرْفُوْعًا لِکُلِّ شَیْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَمِّیْ

الْعَبَّاسُ وَلِکُلِّ شَیْءٍ سِبْطٌ وَسِبْطُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک اعلیٰ حصہ ہوتا ہے اور اس امت کا اعلیٰ حصہ میرے چچا عباس ہیں، اور ہر شے کے لئے ایک شجرہ (درخت) ہے کثیر الاغصان (زیادہ ٹہنیوں والا یعنی پھیلا ہوا) اور اس امت کے شجرہ حسنؓ اور حسینؓ ہیں۔

یہ بشارت ہے ان دونوں صاحبزادوں کے کثیر الاولاد ہونے کی قیامت تک، واللہ اعلم۔ منجد میں ہے السبط ایضا الشجرة لها اغصان کثیرة واصلها واحد۔ صفحہ ۳۲۶ مطبوعہ بیروت۔

حدیث نمبر ۲۰۷ | عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ مَرْفُوْعًا خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ۔ خطابی (کنز ص ۱۶۳ ج ۶)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کے بہترین فرد عبداللہ بن عباسؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۲۰۸ | عَنْ جَابِرٍؓ مَرْفُوْعًا اَعْلَمُهَا (ای الامة) بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنِ جَبَلٍؓ (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶)

ترجمہ: حلال اور حرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبلؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۲۰۹ | عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَکَانَه رَجُلًا یُسْقٰی بِهِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ۔ رواہ احمد (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۵)

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں جب اُن میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ دوسرا پیدا کر دیتا ہے، اُن کی برکت سے قحط دفع ہوگا، اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی (مسند احمد)۔

حدیث نمبر ۲۱۰ | عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَاتِیْکُمْ مِنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَه اُوَیْسٌ (الیٰ قوله) فَمَنْ لَقِیَه مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص تمہارے پاس یمن سے آئیں گے جن کا نام اویس ہوگا، تم میں سے جو شخص اُن سے ملے اپنے لئے استغفار کرائے، (کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہوں گے) روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے (مشکوٰۃ، ص ۵۷۳)۔

احادیث مذکورۃ الصدر سے ختم نبوت کا ثبوت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت وشفقت جو امتِ مرحومہ کے ساتھ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں، اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ زمانۂ ماضی ومستقبل کے جتنے علوم وحالات آپؐ کو عطا کئے گئے ہیں وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کے سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپؐ نے اپنی امت کے لئے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دن اور رات برابر ہو اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ رہے اس میں جتنے خطرات اور مہالک کے مواقع ہونگے وہ سب آپؐ نے ان کو بتلا دیئے ہونگے، نیز اس راہ کے ایسے ایسے نشانات ان کو بتلائے ہونگے کہ جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے ہیں۔

چنانچہ جب ہم حدیثِ نبویؐ کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ آپؐ نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپؐ کے بعد جتنے آدمی قابلِ اقتدار رہنمائی پیدا ہونے والے تھے آپؐ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلا دیا، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے "مشتے نمونہ از خروارے" چند احادیث اوپر ذکر کی گئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت اور مربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا، ورنہ لازمی تھا کہ آپؐ ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے، کیونکہ ان سب کا اتباع امت کی نجات کا مدار نہیں، اور نبی خواہ کسی قسم کا ہو جب کسی امت میں بھیجا جائے تو اس کی پیروی اس امت کے لئے مدارِ نجات ہو جاتی ہے، بغیر اس کی پیروی کے ان کے سارے عمل حبط سمجھے جاتے ہیں۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتدار کا حکم فرماتے ہیں، ائمۂ دین اور امراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، مواقع اشتباہ و اختلاف میں اہلِ علم واجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسرؓ کی اقتدار کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابو عبیدۃ بن الجراحؓ،

معاذ بن جبلؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابۂ کرام کے نام لے لیکر انہیں واجب التکریم اور قابلِ اقتدار فرماتے ہیں، اویس قرنیؓ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددینِ امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملکِ شام میں پیدا ہونا، اور اُن کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا، حالانکہ ایک رؤف و رحیم نبی کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ آنے والے نبی کے مفصل حالات سے اپنی امت کو خوب واقف کرادے، اس کا نام، مقام، پیدائش، تاریخ، حلیہ، والدین کا نام وغیرہ بتلادے، تاکہ ان کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیثِ سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آپؐ کے بعد **تاقیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔**

یہ دو سو دس احادیث نبویہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ختمِ نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کردیا ہے!

جس کے آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ ان فی ذٰلک لعبرۃ لمن کان له قلب او القی السمع وھو شھید وصلوات اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین والنبیین والشھداء والصدیقین والصالحین، وما سبح لک من شئ یا رب العالمین علی سیدنا محمد بن عبد اللہ سید المرسلین وامام المتقین و خاتم النبیین رسول رب العالمین الشاھد البشیر الداعی الیک باذنک المنیر وعلیه السلام

(رواہ عیاض فی الشفاء عن علیؓ)

ختم النبوۃ ـــــ حصہ دوم

تمام شد

ختم النبوۃ

فی الآثار

حصۂ سوم

حصہ سوم

ختم النبوۃ فی الآثار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ــــ اما بعد:۔

پہلے دو حصوں میں ایک سو آیاتِ قرآنیہ اور دو سو سے زائد احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس دعویٰ کی شہادت میں ناظرین کے سامنے آچکی ہیں کہ ہمارے آقائے نامدار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوّت باقی نہیں، اور کسی قسم کا نبی تشریعی یا غیر تشریعی طور پر آپؐ کے بعد پیدا نہیں ہوسکتا، بلکہ ہر مدعیِ نبوت کذّاب و دجّال ہے۔

اب اس تیسرے حصہ میں یہ دکھلایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ملّتِ اسلامیہ کے ان ضروریات میں سے ہے کہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے آج پونے چودہ سو برس تک تمام اُمّتِ اُمیہ کا قطعی اجماع و اتفاق رہا ہے جس نے کسی مسلمان گھرانے میں پرورش پائی ہو وہ کبھی اس مسئلہ میں شبہ یا تاویل کے درپے نہیں ہوسکتا۔

علمائے ربّانیین کے تمام طبقات محدّثین، مفسّرین، فقہاء، متکلمین، صوفیاء کی غیر محصور تصانیف ہمارے اس دعوے کی ناقابلِ انکار شہادتوں سے لبریز ہیں جن کو اگر ہم باستیعاب نقل کرنے کا ارادہ کریں تو نہ صرف یہ رسالہ ایک عظیم الشان دفتر بن جائے گا، بلکہ یقین ہے کہ ہم لکھتے لکھتے تھک جائیں گے اور ان ائمہ سلف اور علمائے امّت کے اقوال و تصریحات ختم نہ ہوں گی۔ اس لئے بالاختصار اوّل اجماعِ امّت اور بالخصوص اجماعِ صحابہ کی نقلیں پیش کرکے اہلِ اجماع میں سے بعض حضرات کے اقوال بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ایک ضروری گذارش

مرزا جی اور ان کی امت چونکہ ختم نبوت کے تمام دلائل و براہین کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں کہ ان سے نبوت تشریعی کا اختتام مراد ہے، غیر تشریعی نبوت اس میں داخل نہیں۔ اس لئے ہم نے اس سے پہلے دونوں حصوں میں اکثر آیات و احادیث کے ذیل میں اس پر تنبیہ کی ہے، کہ قرآن و حدیث نے سینکڑوں مواقع میں صراحۃً اور اشارۃً ختم نبوت کو بیان کیا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی تشریعی و غیر تشریعی کی تقسیم نہیں فرمائی، بلکہ بہت جگہ صراحۃً اس کی نفی کردی گئی۔ اسی بناء پر میں اس حصہ میں بھی ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر بات اور ہر عنوان میں اس کا لحاظ رکھیں کہ ساری امتِ اسلامیہ میں سے کسی ایک نے بھی کہیں یہ تفصیل کی ہے کہ ختم نبوت سے مراد صرف تشریعی نبوت کا اختتام ہے، اور جب یہ نہیں تو پھر مرزا اور مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا وہ اپنی اس طبع زاد تحقیق پر کوئی حجتِ اسلامی دلائل میں سے پیش کرسکتے ہیں؟

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خدائے تعالیٰ کی ہزاراں ہزار درود اس ذات مقدس پر جس کے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور بھی خیر الامم، امتِ وسط، امت مرحومہ، شہدائے خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پکارے جاتے ہیں ؎

که دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

وہ بے شمار خداوندی انعام و اکرام جو ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماعِ امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کرلیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن و حدیث کے صریح احکام۔ جس کی حقیقت دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نبوت ختم کردی گئی تو آپؐ کے بعد کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہتی جس کے

حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے، اس لئے رحمتِ خداوندی نے امتِ محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دے دیا، کہ ساری اُمت جس چیز کے اچھے یا بُرے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔

اسی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:۔

لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ ۔

"یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتا۔"

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط و لوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے، اور احکام شرعیہ کی حجتوں میں قرآن و حدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے، اور درحقیقت اجماع کا شرعی حجتوں میں داخل ہونا اور اس اُمت کے لئے مخصوص ہونا خود بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے، جیسا کہ صاحبِ توضیح لکھتے ہیں:۔

وَمَا اتَّفَقَ عَلَیْہِ الْمُجْتَھِدُوْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَصْرٍ عَلٰی اَمْرٍ فَھٰذَا مِنْ خَوَاصِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّہٗ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لَا وَحْیَ بَعْدَہٗ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَلَا شَکَّ اَنَّ الْاَحْکَامَ الَّتِیْ تَثْبُتُ بِصَرِیْحِ الْوَحْیِ بِالنِّسْبَۃِ اِلَی الْحَوَادِثِ الْوَاقِعَۃِ قَلِیْلَۃٌ غَایَۃَ الْقِلَّۃِ فَلَوْ لَمْ تُعْلَمْ اَحْکَامُ تِلْکَ الْحَوَادِثِ مِنَ الْوَحْیِ الصَّرِیْحِ وَبَقِیَتْ

"اور وہ حکم جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق ہو جائے اس کا واجب التعمیل ہونا اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، کیونکہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، اور آپؐ کے بعد کسی پر وحی نہیں آئے گی، اور اُدھر یہ اشارہ خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل کردیا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے ہیں وہ بہ نسبت روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات کے نہایت قلیل ہیں، پس جب ان واقعات کے احکام وحی صریح سے معلوم نہ ہوئے اب اگر اجماع و قیاس کو

اَحْکَامُھَا مُھْمَلَةٌ لَا یَکُوْنُ الدِّیْنُ کَامِلًا فَلَابُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ لِلْمُجْتَھِدِیْنَ وِلَایَةُ اسْتِنْبَاطِ اَحْکَامِھَا مِنَ الْوَحْیِ (توضیح مصری، ص ۴۹ ج ۱)	حجت نہ بنایا جائے) اور شریعت میں ان واقعات کے متعلق احکام نہ ہوں تو دین کامل نہیں رہتا اس لئے ضروری ہو کہ امت کے مجتہدین کو وحی سے ان احکام کے استنباط کرنے کا حق حاصل ہو۔

الغرض جس طرح قرآن وحدیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں اسی طرح بتصریح نصوص قرآن وحدیث اور باتفاق علمائے امت اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔

البتہ اس میں چند درجات ہیں، جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی **اجماع صحابہؓ** ہے، جس کے متعلق علمائے اصول کا اتفاق ہے، کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام صحابہ کی رائیں بالتصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہؓ نے اس کی تردید نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا، تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے، اور اس سے جو حکم ثابت ہو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔

بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادلۂ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے، اور بعض حیثیات سے تمام حجج شرعیہ پر مقدم ہے، کیونکہ قرآن وسُنّت کے مفہوم ومعنی متعین کرنے میں رائیں مختلف ہو سکتی ہیں، اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

وَاِجْمَاعُھُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ یَجِبُ اِتِّبَاعُھَا بَلْ ھِیَ اٰکَدُ الْحُجَجِ وَ ھِیَ مُقَدَّمَةٌ عَلٰی غَیْرِھَا وَلَیْسَ ھٰذَا مَوْضِعُ تَقْرِیْرِ ذٰلِكَ فَاِنَّ ھٰذَا الْاَصْلَ مُقَرَّرٌ فِیْ مَوْضِعِهٖ وَلَیْسَ فِیْهِ بَیْنَ الْفُقَھَاءِ وَلَا بَیْنَ سَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ خِلَافٌ الخ۔ (اقامۃ الدلیل ص ۱۳۰ ج ۳)	"اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے اس کا اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی حجتوں سے زیادہ مؤکد اور سب سے مقدم ہے، یہ موقع اس بحث کے پھیلانے کا نہیں، کیونکہ اپنے موقع (یعنی کتب اصول) میں یہ بات باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے، اور اس میں تمام فقہاء اور تمام مسلمانوں میں جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا بھی خلاف نہیں۔"

اس کے بعد ہم اپنے اصلی مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نہایت قوی اور صحیح روایات سے دکھلاتے ہیں کہ

صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع

مسئلہ ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتد واجب القتل ہونے پر ہوا ہے

مسیلمہ کذاب کا دعویٰ نبوت اور صحابہ کرام کا اس پر جہاد

اسلامی تاریخ میں یہ بات درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعوائے نبوت کیا، اور بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا مہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا ہے وہ اسی کی جماعت پر تھا، جمہور صحابہ مہاجرین وانصار نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بناء پر کافر سمجھا، اور باجماع صحابہ وتابعین اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا، حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا صاحب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہٖ مرزا صاحب کی طرح آپؐ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا، یہاں تک کہ اُس کی اذان میں برابر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پکارا جاتا تھا، اور وہ خود بھی بوقتِ اذان اس کی شہادت دیتا تھا، تاریخ طبری میں ہے:۔

وَكَانَ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَشْهَدُ فِي الْأَذَانِ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَكَانَ الَّذِيْ يُؤَذِّنُ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ النَّوَّاحَةِ وَكَانَ الَّذِيْ يُقِيْمُ لَهٗ حُجَيْرُ بْنُ عُمَيْرٍ وَيَشْهَدُ لَهٗ وَكَانَ مُسَيْلَمَةُ اِذَا دَنٰى حُجَيْرٌ مِنَ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان دیتا تھا اور اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد رسول اللہ ہیں اور اس کا مؤذن عبداللہ ابن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر ابن عمیر تھا، اور جب حجیر شہادت پر پہنچتا تھا تو مسیلمہ بآواز بلند کہتا تھا کہ حجیر نے صاف بات کہی، اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔

الشَّهَادَةِ قَالَ صَاحَ حُجَيْرٌ فَيَزِيْدُ فِيْ مَوْتٍ وَيَبَالِغُ الصِّدِّيْقِ نَفْسَهُ الخ
(تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳)

(تاریخ طبری، صفحہ ۲۴۴ جلد ۳)

الغرض نبوت و قرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا، مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعوائے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق رضؓ نے صحابۂ کرام، مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں مسیلمہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

جمہور صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہلِ قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اُن کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ابتداءً خلاف کرنا اور بعد تحقیقِ حق کے صدیق اکبرؓ کے ساتھ موافقت کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا، بلکہ مانعینِ زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت و ضعف کا عذر پیش کر کے ابتداءً اُن کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا، لیکن حضرت صدیقؓ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہوگئی۔

الغرض حضرت فاروقؓ کا ابتداءً خلاف کرنا بھی مسیلمہ کے واقعہ میں ثابت نہیں جیساکہ بعض غیر محقق لوگوں نے سمجھا ہے۔

الحاصل بلاخوف و بلانکیر یہ آسمانِ نبوت کے ستارے اور حزب اللہ کا ایک جم غفیر یمامہ کی طرف بڑھا، اس کی پوری تعداد تو اس وقت نظر سے نہیں گذری مگر تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبر کا ایک فرمان خالد بن ولیدؓ

لہ حضرت خالدؓ جب مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے اہل یمامہ پر فتح حاصل کر چکے تو مسیلمہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجاعہ نامی کی لڑکی سے شادی کر لی، حضرت صدیق اکبرؓ کو خبر پہونچی تو ایک عتاب نامہ ان کے پاس بھیجا، جس کے الفاظ یہ تھے:- اِنَّكَ فَارِغٌ تَنْكِحُ النِّسَاءَ بِفِنَاءِ بَيْتِكَ دَمُ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَجِفَّ بَعْدُ (تاریخ طبری، ص ۲۵۴ ج ۳)

کے نام درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ و تابعین اس جہاد میں شہید ہوئے اُن کی تعداد بارہ سو ہے۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسیلمہ کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی، جن میں سے اٹھائیس ہزار کے قریب ہلاک ہوئے اور خود مسیلمہ بھی اسی فہرست میں داخل ہوا، باقی ماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، حضرت خالدؓ کو بہت مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے، اور پھر صلح کرلی گئی۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہؓ کی کتنی بڑی جماعت اس میدان میں آئی تھی جنھوں نے ایک مسئلہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے نہ دقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا، اور نہ اس جماعت کے اذان و نماز اور تلاوت و اقرارِ نبوت اور تمام اسلامی احکام کے ادا کرنے کا، بلکہ اتنی بڑی عظیم الشان جماعت پر جہاد کرنے کے لئے باجماع و اتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔

نتائج

(۱) اس واقعہ میں بغیر اس کے کہ مسیلمہ کے دعویٰ پر دلائل اور معجزات طلب کئے جائیں اور اس کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تمام صحابہؓ کے اس کو کذّاب سمجھنے اور جہاد کیلئے آمادہ ہوجانے سے صاف معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ کرام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعوائے نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو باجماع صحابہ موجبِ کفر و ارتداد ہے۔

(۲) اس سے یہ بھی بلا تکلف معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں نے جو اپنے دعویٰ نبوت میں نبوت غیر تشریعی یا غیر مستقل، یا ظلی یا بروزی یا لغوی یا جزوی وغیرہ بے معنی الفاظ کی آڑ لی ہے، اور مسئلہ ختم نبوت کی تحریف کرکے ایک لفظی معنیٰ بنادیا ہے، اور چاہا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں اور عقلوں پر پردہ ڈال دیں، اُن کا یہ کید اور یہ تحریف انھیں کفر سے نہیں بچا سکتی، جیسا کہ باجماعِ صحابہؓ، مسیلمہ اور اس کی جماعت کی تاویلات اس معاملہ میں نہیں سُنی گئیں، بلکہ مطلق دعویٔ نبوت کو کفر سمجھا گیا۔

(۳) یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص تمام اسلامی فرائض و احکام کو بصدق دل تسلیم کرے

اور سب پر بطیبِ خاطر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے، لیکن احکامِ شرعیہ میں سے صرف ایک حکم کا (بشرطیکہ اس کا شرعی حکم ہونا قطعی اور یقینی ہو) انکار کر دے تو ایسا ہی کفر و ارتداد ہے جیسے تمام شریعت کا انکار کرنا، جیساکہ مسیلمہ اور اس کی جماعت کو باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے اور نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے کے کافر ہی سمجھا گیا۔

آج مرزائیوں کو اپنی اس کوشش پر ناز ہے جس کا نام انھوں نے تبلیغ اسلام رکھا ہے، لیکن مسیلمہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر یہ تبلیغ واقعی اور صحیح اسلام کی تبلیغ بھی ہوتی تب بھی اُن کے عقائد کفریہ کے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں سوائے خسران کے کچھ نہ تھا۔

(۴) یہ بھی واضح ہوگیا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیروؤں کی کثرت اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ہوسکتی، ورنہ مسیلمہ کذاب کے متبعین کی کثرت اور شوکت و قوت بدرجۂ اولیٰ اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی۔ کیونکہ چالیس ہزار جوانوں کا لشکر جرار اس کا پتہ دیتا ہے کہ اُن کے پیچھے اور کتنے مرد و عورت اور بوڑھے بچے اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں گے۔

عجب ہے کہ آج مرزا صاحب کو اپنی ایک مٹھی بھر جماعت پر فخر ہی نہیں، بلکہ اس کو اپنی حقانیت کی ایک بڑی دلیل قرار دیتے ہیں، حالانکہ مرزائیوں کی تعداد آج تک بھی مسیلمہ کے متبعین کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

(۵) صحابۂ کرامؓ کے اس طرزِ عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امتِ محمدیہؐ میں سے جو فرقہ کسی مدعیِ نبوت کی پیروی اختیار کرلے، وہ اسلام اور مسلمانوں سے اتنا بعید ہے کہ اسلام کے صریح مخالفین یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے مقابلہ کے وقت بھی اُن کو مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملایا جاسکتا، جب کہ اسلام اپنے ذاتی ضعف و بے سرو سامانی کے ساتھ تمام بیرونی و اندرونی دشمنوں کے نرغہ میں ہو۔

کیونکہ جس وقت مسیلمہ پر جہاد کیا جاتا ہے، یہ وہ وقت ہے کہ اسلام سخت بیچارگی و بے سرو سامانی کی حالت میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اُدھر بیرونی دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو ہر وقت موقع کے منتظر رہتے تھے، اس وقت مسلمانوں کو نگل جانے کے خواب دیکھنے لگے۔ اُدھر خود مسلمانوں کے بہت سے قبائل اطرافِ مدینہ میں مرتد ہوکر اُن کے ساتھ مل گئے۔ ایک طرف یمامہ میں مسیلمہ کے فتنہ نے ایک طوفان کی صورت اختیار کرلی، اور ہر طرف باہمی اختلافات کی بنیاد پڑ گئی۔ اسلام کے ذمہ دار

ارکان سخت تشویش میں ہیں۔ اس وقت اگر نئی روشنی کی ملحدانہ سیاست سے شورہ لیا جاتا تو بلاشبہ اس کو فرض بتلاتے کہ مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کو جو ایک درجہ میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہے اور اکثر اسلامی احکام و عقائد کو تسلیم کرتی ہے، اس کو اپنے ساتھ ملا کر دوسرے مخالفین کا مقابلہ کیا جائے۔ لیکن وہاں سیاستِ الٰہیہ کی حکومت تھی، حضرت صدیق اکبرؓ اور جمہور صحابہؓ نے ان میں سے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں کی، بلکہ سب سے پہلا جہاد انہی مرتدین پر کیا گیا، کیونکہ وہ اس راز کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کی عزت و ذلت اور فتح و شکست اُن کی مردم شماری کی کثرت کے قبضہ میں نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت کے قبضہ میں ہے جس نے بدر میں ایک بے سروسامان قلیل و ضعیف جماعت کو ہزاروں جوانوں کے باسامان لشکر پر فتح دی، اور وادیٔ حنین میں باوجود کثرتِ تعداد اور ہر قسم کی قوت و طاقت کے شکست دے دی، وہ جانتے تھے کہ مسلمان اگر مسلمان ہوں تو تھوڑے بھی بہت ہیں ورنہ بہت بھی کچھ نہیں۔

الغرض اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی سیاسی مصلحت کی بناء پر مسلمان کے مفہوم کو اتنا عام کر دینا کہ اس میں بہت سے کافر بھی داخل ہو جائیں اور اس طرح سے بیرونی مخالفین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کثرت اور اتفاق دکھلانا سنتِ سلف سیاستِ شرعیہ کے خلاف بھی ہے، اور بے فائدہ بھی۔

دوسرے مدعیان نبوت اور سلف صالحین کا ان کے ساتھ برتاؤ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امت میں بہت سے کذاب لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مگر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد تمام خلفائے اسلام اور پھر عام اہلِ اسلام نے ہمیشہ ہر قرن اور ہر شہر میں اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا، جو ایک مُرتد کے ساتھ ہونا چاہئے۔

چنانچہ جب اسود عنسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نبوت کا دعویٰ کیا تو آپؐ کے حکم سے صحابہ کرام کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح زمانۂ خلفاء میں بھی جب کسی نے یہ دعویٰ کیا فوراً تلوار کے گھاٹ اُتار دیا گیا، جن کے کچھ مختصر واقعات حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل فرمائے ہیں۔ (فتح الباری، ص ۴۵۵ ج ۶)

امام بیہقیؒ کتاب المحاسن والمساوی میں نقل فرماتے ہیں کہ طلیحہ نامی ایک شخص نے صدیق اکبرؓ کے عہدِ خلافت میں نبوت کا دعویٰ کیا، حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کے قتل کیلئے

بھیجا، مگر وہ شام کی طرف بھاگ گیا، ہاتھ نہ آسکا، اور صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد پھر خود بخود مسلمان ہوگیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی، ص ۱۶۴ ج ۱)

خلیفہ عبدالملکؒ بن مروانؒ کے عہدِ خلافت میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے علماءِ وقت کے (جو صحابہ و تابعین تھے) متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کیا، اور سُولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاضؒ شفاء میں اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:-

وَفَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوْكِ بِاَشْبَاهِهِمْ وَاَجْمَعَ عُلَمَاءُ وَقْتِهِمْ عَلٰى صَوَابِ فِعْلِهِمْ وَالْمُخَالِفُ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ۔ (شفاء، قاضی عیاض)

"اور بہت سے خلفاء و سلاطین نے ان جیسے مدعیانِ نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے، اور اس زمانہ کے علماء نے اُن کے اس فعل کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیانِ نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔"

خلیفہ ہارون الرشید کے عہدِ خلافت میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں، کیونکہ عمرِ نوح کے ایک ہزار پورے ہونے میں پچاس سال کی کمی باقی رہی تھی جس کے پورا کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اور کہا کہ قرآن عزیز میں بھی اس کی تصدیق موجود ہے "اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا" یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔ ہارون الرشید نے علماء کے فتویٰ سے بحکمِ ارتداد اس کی گردن ماردی، اور پھر عبرت کے لئے سُولی پر لٹکا دیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی للبیہقی ص ۱۶۴ ج ۱)

ہمارے مرزاجی کے دعوے تو اس سے کہیں بڑھ کر ہیں، وہ آدم بھی ہیں، اور شیث بھی، نوح بھی ہیں موسیٰ بھی عیسیٰ بھی ہوئے داؤد بھی ہوئے، غرض سارے انبیاء کرام ہونے کا دعویٰ کیا (مرزا صاحب حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲[1] میں فرماتے ہیں:- میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہرِ اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں)۔

اور اس پر مزید یہ کہ اکثر انبیاء کی توہین بھی کی، مگر ان کی قسمت بابرکت سے مسلمانوں کا احساس یہاں تک باطل ہوگیا کہ ان کی ایک جماعت ان کی کفریات ہی کو اسلام سمجھنے اور کہنے کے لئے تیار ہوگئی، اور بڑی خوش قسمتی ان کی یہ ہے کہ اُن کا وجود باوجود انگریزی

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷۶۔

سلطنت کے سایہ میں ظہور پذیر ہوا، اور پھر ان کے قدم کی برکت سے رہی سہی اسلامی سلطنتیں بھی مٹ گئیں، اور اب میدان صاف ہوگیا، کوئی پوچھنے والا نہ رہا۔

الغرض مسیلمہ کذاب اور اس کے امثال کے یہ واقعات اور صحابۂ کرام کا دعوائے نبوت معلوم کرکے بغیر مطالبۂ معجزات کے ان کو کذاب و دجال اور مرتد قرار دینا اور قتل کرنا اور کسی ایک صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف آواز بلند نہ ہونا اس بات پر صریح اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوسکتا، اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ اور اس کے تمام متبعین مرتد ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفار میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

لِاَنَّهٗ اَخْبَرَ اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَاَخْبَرَ عَنِ اللهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ وَاَنَّ مَفْهُوْمَهُ الْمُرَادُ بِهٖ دُوْنَ تَاْوِيْلٍ وَلَا تَخْصِيْصٍ فَلَا شَكَّ فِيْ كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا (شفاء قاضی عیاض ص ۳۶۲، مطبوعہ ھند)

"اس لئے کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپؐ انبیار کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے، اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ ہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے، پس اُن لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں، اور یہ قطعی و اجماعی عقیدہ ہے۔"

اور علامہ سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی اجماع کو الفاظ ذیل میں نقل فرماتے ہیں:۔

وَكَوْنُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَعَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَاَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ فَيُكَفَّرُ مُدَّعِيْ خِلَافِهٖ وَيُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ. (روح المعانی ص ۶۵ ج ۷)

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں، اور احادیث نبویہ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں، اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے، پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔"

اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

وَمَنِ اعْتَقَدَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرَ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

"اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔"

اور مُلّا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:۔

وَدَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

"اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع کفر ہے۔"

حضرات صحابہ و تابعین کی شہادتیں ختمِ نبوت پر

اگرچہ اجماعِ صحابہ کی مذکورہ بالا نقل کے بعد ضرورت نہیں کہ صحابہ اور ائمہ سلف کے فرادیٰ فرادیٰ شخصی اقوال نقل کئے جائیں، لیکن تائید کے طور پر چند آثار صحابہ و تابعین لکھ کر اُن حضرات صحابہ کے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں، جن سے ختم نبوت کی تصریحات کسی حدیث میں منقول ہیں:۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں واقعہ ردّت کے وقت ارشاد فرمایا ہے:۔

قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَوَيَنْقُصُ وَاَنَا حَيٌّ۔ رواہ النسائی بھذا اللفظ معناً فی الصحیحین (الریاض النضرۃ ص ۹۸ ج ۱، وتاریخ الخلفاء للسیوطی، ص ۹۴)

"اب وحی منقطع ہو چکی اور دین الٰہی تمام ہو چکا، کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہو جائے گا؟"

نیز حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا:۔

اَلْيَوْمَ فَقَدْنَا الْوَحْيَ وَمِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْكَلَامَ۔ رواہ ابو اسمٰعیل الھروی فی دلائل التوحید (کنز العمال، ص ۵۰ ج ۴)

"آج ہم وحی کو اور خدا کی جانب سے کلام کو گُم کر چکے ہیں۔"

حضرت فاروق اعظمؓ۔ صحیح بخاری، ص ۳۶۰ ج ۱ میں اسی مضمون کا کلام حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے۔

اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو

ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ چلو اُمّ ایمنؓ کی زیارت کرآئیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کی زیارت کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم تینوں وہاں گئے، اُمّ ایمنؓ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا، دیکھو اُمّ ایمنؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپؐ کے واسطے مقدر ہے، انھوں نے کہا کہ:۔

قَدْ عَلِمْتُ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ عَلٰى خَبَرِ السَّمَاءِ قَدِ انْقَطَعَ عَنَّا (ش، م، ع ابو عوانہ)	"یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپؐ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہوگئیں (کذا فی الکنز، ص۴۸ ج۴)

دونوں حضرات بھی یہ سُنکر اُن کے ساتھ رونے لگے۔

اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرطِ غم سے اول تو حضرت عمرؓ آپؐ کی وفات ہی انکار کرتے رہے، پھر جب حضرت صدیقؓ نے سمجھایا تو قلق و اضطراب میں ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا:۔

بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيْلَتِكَ عِنْدَهٗ اَنْ بَعَثَكَ اٰخِرَ الْاَنْبِيَاءِ وَذَكَرَكَ فِيْ اَوَّلِهِمْ فَقَالَ تَعَالٰى اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (مواہب، ص۴۹۶ ج۲)	"یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اس درجہ کو پہونچی ہوئی ہے کہ آپؐ کو سب انبیاء کے بعد بھیجا اور آپؐ کا ذکر سب سے پہلے فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپؐ سے اور نوح (علیہ السلام) سے"

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (رواہ الترمذی فی الشمائل ص۲)	"آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپؐ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں"

حضرت علیؓ کے اس کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پُشت مبارک پر مُہر نبوت ہونا یہ آپؐ کے آخر الانبیاء ہونے کی علامت ہے۔

صاحب مجمع البحار اور شمائل ترمذی کے شارحین مُلّا علی قاریؒ اور شیخ عبدالرؤف مناویؒ وغیرہ علماء نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد[1] حضرت سلامہ کندیؒ تابعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے لئے الفاظ ذیل ہمیں سکھلایا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ دَاحِیَ الْمَدْحُوَاتِ وَبَارِئَ الْمَسْمُوْکَاتِ اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوٰتِكَ وَنَوَامِیَ بَرَکَاتِكَ وَرَأْفَةَ رَحْمَتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ اھ

(شفاء قاضی عیاض)

"اے اللہ زمینوں کے بچھانے والے اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے اپنی پاک رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اور مہربانی و شفقت ہمارے آقا محمدؐ پر فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں بند شدہ دروازوں کے کھولنے والے اور ہر قسم کی نبوت و رسالت کو ختم کرنے والے"

یہ طویل عبارتِ دُرود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عام کتب وظائف و حزب الاعظم وغیرہ میں بھی منقول ہے۔

نیز قاضی عیاضؒ نے شفاء میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ تلاوت فرمائی، اور پھر الفاظ ذیل میں درود پڑھا:۔

صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ مَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اھ

(شرح شفاء، قاضی عیاض، ص ۵۰۳ ج ۳)

"اللہ تعالیٰ رحیم کریم کی رحمتیں اور مقرب فرشتوں کی اور صدیقین و شہداء و صالحین کی جب تک کہ اے رب العالمین تیرے لئے کوئی شے تسبیح کرتی رہے حضرت محمد بن عبد اللہ پر نازل ہوں، جو کہ خاتم النبیین ہیں"

اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور بیہقی نے الفاظ ذیل روایت

---

[1] ابن حبان نے سلامہ کندیؒ کو ثقات تابعین میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ حضرت علیؓ سے احادیث روایت کرتے ہیں، اور درمنثور میں لکھا ہے کہ اس سند سے تو روایت ضعیف ہے، لیکن یہ دوسری کئی سندوں سے مروی ہے جن کے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں، مگر وہ مرسل ہیں، (شرح شفاء عیاض للخفاجی، ص ۵۲۴ ج ۳)۔

کئے ہیں ؛۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ اھ (شرح شفاء ص۵۳ ج ۳)	" اے اللہ اپنے درود اور برکتیں اور رحمت رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے پر نازل فرما "

اور محدث دیلمیؒ نے اس کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ موقوف ہے۔

حضرت ابن ابی اوفیٰؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیمؑ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، اور پھر فرمایا :۔

لَوْ قُدِّرَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ لَعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ (صحیح بخاری)	" اگر یہ مقدر ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوگا تو ابراہیم زندہ رہتے "

حضرت انسؓ سے سدیؒ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا کہ :۔

مَا مَلَأَ مَهْدَهٗ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا لٰكِنْ لَّمْ يَبْقَ لِاَنَّ نَبِيَّكُمْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ (تلخیص التاریخ الکبیر لابن عساکر ص۲۹۴ ج ۱۲)	" وہ تو گہوارہ (جھولے) کو بھی پورا نہیں بھر سکے یعنی بچپن ہی میں انتقال ہوگیا، اور اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں "

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اہلِ جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے، اور اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اور صحف آسمانی میں عاقب اور زبور میں فارق، کذا فی شرح الشمائل للمناوی۔

اور حصہ دوم کی احادیث میں گذر چکا ہے کہ عاقب کے معنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہ ہو۔

حضرت وہب بن منبہؓ جو کتبِ سابقہ کے مشہور عالم ہیں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایک طویل کلام میں ارشاد فرمایا ہے:۔

---

[1] جیسا کہ اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گذر چکا ہے۔

اَخْتِمُ بِهِمُ الْخَيْرَ الَّذِي بَدَأْتُ بِاَوَّلِهِ
(تفسیر ابن کثیر، ص۹۶ ج۸ سورۂ احزاب، طبع قدیم مع بغوی)

"میں انہی پر وہ خیر ختم کروں گا جس سے میں نے اوّل شروع کیا ہے۔"

حضرت ابو جعفر محمد بن علیؓ سے سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ، ص۳ ج۱ میں نقل کیا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا اَخَذَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ مَنْ قَالَ بَلٰى وَلِذٰلِكَ صَارَ يَتَقَدَّمُ الْاَنْبِيَاءَ وَهُوَ اٰخِرُ مَنْ بُعِثَ۔
(خصائص، ص۳ ج۱)

"اللہ تعالیٰ نے جب (عالم امثال میں) بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو اس بات پر گواہ بنایا کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" یعنی کیا میں ہی تمہارا رب نہیں ہوں، تو جس نے سب سے پہلے "بَلٰى" کہا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی لئے انبیاء میں وہ سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخر ہوئے۔"

حضرات صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کو اگر مع عبارات جمع کیا جائے تو یقیناً رسالہ ایک دفتر بن جائے گا، اور پھر بھی استیعاب متعذر ہے، اس لئے بغرض اختصار ان صحابۂ کرام کے اسماء گرامی نقل کر دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے تصریح ختم نبوت کے قطعی ثبوت پر تقریریں منقول ہیں، یا انھوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ روایت کی ہیں جو مع حوالہ کتب حدیث اور تصریح اسماء صحابہ اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکی ہیں کیونکہ جو صحابی کسی مسئلہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے ظاہر یہی ہے کہ اس مسئلہ میں اس کا وہی اعتقاد و مذہب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

ان صحابۂ کرام کے اسماء گرامی جو ختم نبوت کے شاہد ہیں

حضرت[1] صدیق اکبرؓ، حضرت[2] فاروق اعظمؓ، حضرت[3] علیؓ، حضرت[4] عبداللہ بن عمرؓ، حضرت[5] عائشہؓ، حضرت[6] اُبَی بن کعبؓ، حضرت[7] انسؓ، حضرت[8] حسنؓ، حضرت[9] عباسؓ، حضرت[10] زبیرؓ، حضرت[11] سلمانؓ، حضرت[12] مغیرہؓ، حضرت[13] سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت[14] ابو ذرؓ، حضرت[15] ابو سعید خدریؓ، حضرت[16] ابوہریرہؓ، حضرت[17] جابر بن عبداللہؓ، حضرت[18] جابر بن سمرہؓ، حضرت[19] معاذ بن جبلؓ، حضرت[20] ابو الدرداءؓ، حضرت[21] حذیفہؓ، حضرت[22] ابن عباسؓ، حضرت[23] خالد بن ولیدؓ، حضرت[24] عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت[25] عقیل بن ابی طالبؓ، حضرت[26] معاویہ بن جندہؓ، حضرت[27] بہز بن حکیمؓ، حضرت[28] جبیر بن مطعمؓ،

حضرت[29] بریدہؓ، حضرت[30] زید بن ابی اوفیٰ، حضرت[31] عوف بن مالکؓ، حضرت[32] نافعؓ، حضرت[33] مالک بن حویرثؓ، حضرت[34] سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہؓ، حضرت[35] ابوالطفیلؓ، حضرت[36] نعیم ابن مسعودؓ، حضرت[37] عبداللہ بن عمروؓ، حضرت[38] ابو حازمؓ، حضرت[39] ابو مالک اشعریؓ، حضرت[40] اُم کرزؓ، حضرت[41] زید بن حارثہؓ، حضرت[42] عبداللہ بن ثابتؓ، حضرت[43] ابو قتادہؓ، حضرت[44] نعمان بن بشیرؓ، حضرت[45] ابن غنمؓ، حضرت[46] یونس بن میسرہ، حضرت[47] ابو بکرہؓ، حضرت[48] سعید بن جثیمؓ، حضرت[49] سعدؓ، حضرت[50] زید بن ثابتؓ، حضرت[51] عرباض ابن ساریہؓ، حضرت[52] زید بن ارقمؓ، حضرت[53] مسعود بن مخرمہؓ، حضرت[54] عروہ بن رویمؓ، حضرت[55] ابوامامہ باہلیؓ، حضرت[56] تمیم داریؓ، حضرت[57] محمد بن حزمؓ، حضرت[58] سہل بن سعد الساعدیؓ، حضرت[59] ابو زمل جہنیؓ، حضرت[60] خالد بن معدانؓ، حضرت[61] عمرو بن شعیبؓ، حضرت[62] مسلمہ بن نفیلؓ، حضرت[63] قرۃ بن ایاسؓ، حضرت[64] عمران بن حصینؓ، حضرت[65] عقبہ بن عامرؓ، حضرت[66] ثوبانؓ، حضرت[67] ضحاک بن نوفلؓ، حضرت[68] مجاہدؒ، حضرت[69] مالکؒ، حضرت[70] اسماء بنت عمیسؓ، حضرت[71] حبشی بن جنادہؓ، حضرت[72] عبداللہ بن حارثؓ، حضرت[73] سلمہ بن اکوعؓ، حضرت[74] عکرمہ بن اکوعؓ، حضرت[75] عمرو بن قیسؓ، حضرت[76] عبدالرحمٰن بن سمرہ، حضرت[77] عصمہ بن مالکؓ، حضرت[78] ابو قبیلہؒ، حضرت[79] ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت[80] عبداللہ بن مسعود۔

یہ اسّی حضرات میرے مقدمہ کے گواہوں کی پہلی قسط ہیں، جو مرزاجی کی نبوت کے گواہ کنہیا لال وغیرہ نہیں بلکہ آفتابِ نبوت کی شعاعیں، ہدایت کے ستارے، علومِ نبوت کے وارث، تفاہت و دیانت کے مجسمے، علم و عمل میں سارے عالم کے مسلّم اُستاد، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے افراد ہیں ؎

اُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ ❊ اِذَا جَمَعَتْنَا یَا غُلَامُ الْمَجَامِعُ

یہ میرے مقتدا ہیں پس (اگر دعویٰ ہے) اے غلام احمد مجلس میں اُن کی مثال پیش کر

اس فرشتہ صفت جماعت پر اگر میں فخر کروں تو بجا ہے ؎

دلے دارم جواہر خانۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

یہ صحابہ کی جماعت ہے۔ ہم تو بحمداللہ تعالیٰ اُن کے اقتدار کو ذریعۂ نجات اور فرمانِ نبوی مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ کی تعمیل سمجھتے ہیں، اگر یہ حق پر ہیں تو ہم بھی اُن کے

متبع ہیں، اور اگر حق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے اُسوۂ حسنہ کے سوا کسی اور چیز کا نام ہے تو ہم شرح صدر سے کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے مرزائی حق کی ضرورت نہیں ؎

دَرَشَادِیْ اِنْ تَکُنْ فِیْ سَلْوَتِیْ فَدَعُوْنِیْ لَسْتُ اَرْضٰی بِالرَّشَادِ

"اور اگر میری ہدایت اسی میں منحصر سمجھی جائے کہ میں آپ کی محبت سے علیحدہ ہو جاؤں تو مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو میں ایسی ہدایت نہیں چاہتا۔"

اس کے بعد ہم اپنے دعوے کی شہادت میں اساطین امت، ائمہ اسلام اور علماء سلف کو پیش کرتے ہیں، لیکن یہ ایک ایسا دریائے ناپیداکنار ہے کہ اُن کی شہادتیں سُنانے اور سُننے کے لئے عمرِ نوح (علیہ السلام) چاہیئے۔ اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ بغیر کسی تحقیق وتفتیش اور استقراء اور تتبع کے جن اکابر علماء کے اقوال اس باب میں سامنے آگئے ہیں، ان کو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اس قدر وسیع ہے کہ پھر بھی تطویل کا اندیشہ ہے، اس لئے بغرض اختصار چند حضرات علماء اور ان کی تصانیف کی عبارتیں نقل کرنیکے بجائے صرف اُن کے اسماءِ گرامی کی تصریح اور حوالۂ کتاب پر اکتفاء کیا جاتا ہے، البتہ کہیں کہیں کوئی خاص عبارت بھی لکھ دی گئی ہے، اور اس بیان کو بغرض سہولت طبقاتِ اہل علم پر تقسیم کیا جاتا ہے، مثلاً طبقات المحدثین، طبقات المفسرین، طبقات الفقہاء وغیرہ۔

ضروری اطلاع

طبقات علماء کے تحریر کرنے میں یہ مشکل پیش نظر ہے کہ بعض بلکہ اکثر علماء سلف جس پایہ کے محدث ہیں اُسی رتبہ کے مفسر اور فقیہ بھی ہیں اب اُن کے اسمائے گرامی کو کس طبقہ میں لیا جائے، نیز یہ کہ تقدیم و تاخیر میں اُن کے مراتب و درجات کا لحاظ بھی دشوار ہے۔ لیکن چونکہ اصل مقصد سے اس بات کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے اس بات میں ہم نے تحقیق و تعمیق کو چھوڑ کر زیادہ توسیع سے کام لیا ہے، اور سرسری طور پر اپنے نزدیک جس طبقہ میں جس عالم کی شہرت معلوم ہوئی اسی طبقہ میں اُن کا نام درج کر دیا، اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

طبقات المحدثین

اس باب میں ہم سب سے پہلے اُن حضرات محدثین کے اسمار گرامی پیش کرتے ہیں، جنھوں نے ختم نبوت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور اختلاف رائے یا تاویل و تخصیص کو اس میں ظاہر نہیں فرمایا، بلکہ اس کو بعینہٖ اپنی ظاہری مراد میں تسلیم کیا ہے۔ اور چونکہ وہ تمام احادیث مع حوالۂ صفحات کتاب اور تصریح اسمائے محدثین اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گذر چکے ہیں، اس لئے اب مکرر حوالۂ صفحات یا نقل عبادات بالکل زائد سمجھ کر صرف اُن حضرات محدثین کے اسمائے گرامی شمار کرنے پر اکتفار کیا جاتا ہے جن سے ہم نے روایات حدیث لی ہیں:۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ، امام المحدثین امام مسلمؒ، نسائیؒ، ابوداؤد سجستانیؒ، ترمذیؒ، ابن ماجہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، طحاویؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابوداؤد طیالسیؒ، طبرانیؒ، ابن شاہینؒ، ابونعیمؒ، ابن حبانؒ، ابن عساکرؒ، حکیم ترمذیؒ، حاکمؒ، ابن سعدؒ، بیہقیؒ، ابن خزیمہؒ، ضیارؒ، ابویعلیؒ، محی السنہ بغویؒ، دارمیؒ، خطیبؒ، سعید بن منصورؒ، ابن مردویہؒ، ابن ابی الدنیاؒ، دیلمیؒ، ابن النجارؒ، ابن ابی حاتمؒ، بزارؒ، ابوسعید باوردیؒ، ابن عدیؒ، رافعیؒ، ابن عرفہؒ، ابن راہویہؒ، ابن جوزیؒ، قاضی عیاضؒ، عبد بن حمیدؒ، ابونصر سنجریؒ، ترمذیؒ، ابن منذرؒ، دارقطنیؒ، ابن السنی تلمیذ نسائیؒ، رویانیؒ، طبریؒ فی الریاض النضرۃ، خطابیؒ، خفاجیؒ، حافظ ابن حجرؒ در شرح بخاری، علامہ عینیؒ در شرح بخاری، قسطلانیؒ در شرح بخاری، نوویؒ در شرح مسلم، صاحب سراج الوہاج در شرح مسلم، سندھیؒ در حاشیہ نسائی، شارح ترمذی، شعبیؒ۔

یہ ان محدثین کے اسمائے گرامی ہیں جنھوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائیں، اور بغیر کسی تاویل و تخصیص کے قبول کی ہیں، اس کے بعد اس مقدس جماعت کے چند خصوصی کلمات بھی بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں، جن میں ان حضرات نے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی ہے۔

امام الحدیث قاضی عیاضؒ کی مفصل عبارت بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے، جس

میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ یہ آیات واحادیث بالکل اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہیں، ان میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص نہیں چل سکتی۔

شیخ الاسلام ابوزرعہ عراقیؒ خاتم نبوت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

وَالْاِشَارَةُ بِهٖ اِلٰی اَنَّهٗ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ (کذا فی شرح الشمائل)	"مہر نبوت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔"

اسی طرح محدث عبدالرؤف مناویؒ اپنی شرح شمائل میں فرماتے ہیں:۔

واضافته الی النُّبُوَّةِ لِاَنَّهٗ اٰیَةُ تَمَامِهَا اِذَا الشَّیْئُ یُخْتَمُ بَعْدَ تَمَامِهٖ۔	"مہر نبوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ وہ اختتام نبوت کی علامت ہے کیونکہ مہر کسی شے پر جب ہی ہوتی ہے جب وہ ختم ہوچکے۔"

اور حافظ حدیث علامہ ابن کثیرؒ کی طویل اور مفصل عبارت آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں لکھی جاچکی ہے، جس میں آپ نے نہ فقط مسئلہ زیر بحث پر ایک فیصلہ کن تقریر فرمائی ہے، بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتلایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعیِ نبوت کذاب ودجال ہے، خواہ کتنے ہی خرقِ عادت اور کرامات وعجائبات دکھلائے (تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ، طبع قدیم مع بغوی)

علامہ زرقانیؒ کی عبارت بھی پہلے حصہ میں اسی جگہ گزر چکی ہے، جس میں فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔

علامہ قرطبیؒ نے فرمایا ہے:۔

لِاَنَّ بِمَوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْقَطَعَ الْوَحْیُ (مواہب لدنیہ ص ۲۵۹)	"اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوچکی ہے۔"

اور تیسری صدی کے مجدد امام طحاویؒ نے اپنے رسالہ "عقیدہ طحاویہ" میں تحریر فرمایا ہے:۔

وَکُلُّ دَعْوَةٍ بَعْدَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَغْیٌ وَّهَوًی وَّهُوَ الْمَبْعُوْثُ اِلَی الْجِنِّ وَکَافَّةِ الْوَرٰی (عقیدہ، ص ۱۴)	"اور ہر دعویٰ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بغاوت اور گمراہی ہے، اور آپ ہی تمام مخلوق جن وانس کے لئے رسول ہیں۔"

حافظ ابن قیمؒ نے اپنے رسالہ "الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان" میں کئی جگہ (ص ۶ و ۱۲۳ و ۵۶ وغیرہ میں) اسی مضمون کی تصریح فرمائی ہے جن میں سے ایک عبارت یہ ہے:۔

وَالْاَنْبِیَاءُ کُلُّھُمْ یَاْتِیْھِمُ الْوَحْیُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی لَاسِیَّمَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ فِیْ نُبُوَّتِہٖ مُحْتَاجًا اِلٰی غَیْرِہٖ فَلَمْ تَحْتَجْ شَرِیْعَتُہٗ لَا اِلٰی نَبِیٍّ سَابِقٍ وَلَا اِلٰی لَاحِقٍ بِخِلَافِ غَیْرِہٖ فَاِنَّ الْمَسِیْحَ اَحَالَھُمْ فِیْ اَکْثَرِ الشَّرِیْعَۃِ عَلَی التَّوْرَاۃِ وَشَرِیْعَۃُ التَّوْرَاۃِ جَاءَ الْمَسِیْحُ یُکَمِّلُھَا وَلِھٰذَا کَانَ النَّصَارٰی مُحْتَاجِیْنَ اِلَی النُّبُوَّۃِ الْمُتَقَدِّمَۃِ عَلَی الْمَسِیْحِ کَالتَّوْرَاۃِ وَالزَّبُوْرِ وَتَمَامِ الْاَرْبَعِ وَالْعِشْرِیْنَ نُبُوَّۃً وَکَانَ الْاُمَمُ قَبْلَنَا مُحْتَاجِیْنَ اِلَی الْمُحَدَّثِیْنَ بِخِلَافِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَغْنَاھُمْ بِہٖ فَلَمْ یَحْتَاجُوْا مَعَہٗ لَا اِلٰی نَبِیٍّ وَلَا اِلٰی مُحَدِّثٍ بَلْ جَمَعَ لَہٗ مِنَ الْفَضَائِلِ وَالْمَعَارِفِ وَالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ مَا فَرَّقَہٗ فِیْ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ

(الفرقان، ص ۵۶)

"سب انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ بالخصوص ہمارے نبی محمد صلی اللہ جو اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہیں، اور اسی لئے آپؐ کی شریعت نہ کسی نبی سابق کی محتاج اور نہ آئندہ آنے والے کی، بخلاف آپؐ کے علاوہ دوسرے انبیاء کے، اس لئے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی شریعت کے اکثر حصہ میں توراۃ کا حوالہ دیا، اور شریعت تورات کی تکمیل کرنے کے لئے خود حضرت مسیحؑ تشریف لائے اور اسی لئے نصاریٰ اس شریعت کے محتاج تھے، جو حضرت مسیحؑ سے پہلے ظہور میں آچکی تھیں مثل تورات و زبور اور پوری چوبیس نبوتوں کے۔ اور ہم سے پہلی امتیں محدثوں کی بھی محتاج تھیں بخلاف امتِ محمد علیٰ صاحبہا السلام کے کہ نہ وہ کسی نبی کی محتاج ہے اور نہ کسی محدث کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے فضائل اور علوم اور اعمال و اخلاق اس قدر جمع کر دیئے ہیں جو تمام انبیاء سابقین میں متفرق طور موجود تھے۔"

نیز علامہ موصوف نے اپنی کتاب زاد المعاد میں بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔

اور محدث قسطلانیؒ شارح بخاری نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں مسئلہ ختم نبوت کو متعدد مقامات میں تفصیلاً و اجمالاً ذکر فرمایا ہے، جس کی بعض عبارات اس رسالہ کے حصہ اول میں آیت خاتم النبیین کے ماتحت گذر چکی ہیں، اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرے تو یہ دعا پڑھنا چاہیئے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ

"اے رسولوں کے سردار اور انبیاء

وَخَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ (مواہب، ص۲۵۰۹ ج۲) | ختم کرنے والے آپ پر سلام :

نیز امام الحدیث ابو نعیمؒ نے اپنی مسند صفحہ ۳ میں اور حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہؒ نے "جواب صحیح لمن بدل دین المسیح" میں اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اعتقاد الصحیح وغیرہ میں اس مضمون کی تصریح فرمائی ہے۔

علامہ خفاجیؒ شفاء قاضی عیاض کی شرح میں فرماتے ہیں :-

فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ وَلَا رَسُوْلَ يُرْسَلُ بَعْدَهُ وَلَا فِي عَهْدِهٖ۔

"اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور نہ آپؐ کے عہد مبارک میں۔"

نیز علامہ موصوف شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَكَذٰلِكَ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي مَنْ تَنَبَّأَ وَزَعَمَ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ وَقَالَهُ سَحْنُوْنُ وَقَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِيْمَنْ تَنَبَّأَ أَنَّهُ كَالْمُرْتَدِّ سَوَاءٌ كَانَ دَعَا ذٰلِكَ إِلَى مُتَابَعَةِ نُبُوَّتِهٖ سِرًّا كَانَ أَوْ جَهْرًا كَمُسَيْلَمَةَ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ يُوْحٰى إِلَيْهِ كَالْمُرْتَدِّ فِي أَحْكَامِهٖ لِأَنَّهُ قَدْ كَفَرَ بِكِتَابِ اللّٰهِ لِأَنَّهُ كَذَّبَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهٖ أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ مَعَ الْفِرْيَةِ عَلَى اللّٰهِ۔

"اور ایسے ہی ابن قاسمؒ نے اس شخص کے متعلق کہا ہے جو دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اور یہ سحنونؒ کا بیان ہے۔ اور ابن قاسم مدعی نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے، برابر ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی نبوت کے اتباع کی دعوت دے یا نہ دے اور پھر یہ دعویٰ خفیہ ہو یا علانیہ، جیسے مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ تعالیٰ۔ اور اصبغ بن الفرج فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے وہ احکام میں مثل مرتد کے ہے، اس لئے کہ وہ قرآن کا منکر ہوگیا اور اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قول میں جھٹلایا کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افترار بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔"

اس کے بعد اس کے کفر و ارتداد کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لِأَنَّهُ مُكَذِّبٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ الَّذِيْ نَقَلَهُ عَنْهُ الثِّقَاتُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ أَيْ لَا يُنَبَّأُ أَحَدٌ بَعْدَ نُبُوَّتِيْ۔ (خفاجی شرح شفاء، ص۳۴۰ ج۴)

"اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا ہے اس قول میں، جس کو ثقات نے نقل فرمایا ہے، کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا یعنی کسی کو میرے بعد جدید نبوت نہ دی جائے گی۔"

اور ابن حبانؒ فرماتے ہیں:۔

مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ النُّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ لَا تَنْقَطِعُ أَوْ إِلَى أَنَّ الْوَلِيَّ أَفْضَلُ مِنَ النَّبِيِّ فَهُوَ زِنْدِيقٌ يَجِبُ قَتْلُهُ.

(زرقانی، ص ۱۸۸ ج ۶)

"اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب کرکے حاصل کی جاسکتی ہے اور وہ منقطع نہیں ہوئی، یا یہ عقیدہ رکھے کہ ولی نبی سے افضل ہے تو یہ شخص زندیق ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔"

اور شفاء قاضی عیاضؒ میں ہے:۔

وَقَدْ قَتَلَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ الْحَارِثَ الْمُتَنَبِّيَ وَصَلَبَهُ وَفَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوكِ بِأَشْبَاهِهِمْ وَأَجْمَعَ عُلَمَاءُ وَقْتِهِمْ عَلَى صَوَابِ فِعْلِهِمْ وَالْمُخَالِفُ فِي ذٰلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ.

(از اکفار، ص ۴۳)

"اور خلیفہ عبدالملکؒ بن مروانؒ نے حارث مدعی نبوت کو قتل کیا اور سُولی پر چڑھایا، اور ایسا ہی معاملہ بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے اس جیسے مدعیانِ نبوت کے ساتھ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کا یہ فعل صحیح و درست تھا اور جو ان کے کافر کہنے کا مخالف ہے وہ خود کافر ہے۔"

اور شرح شفاء میں ہے:۔

وَكَذٰلِكَ نُكَفِّرُ مَنِ ادَّعٰى نُبُوَّةَ أَحَدٍ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ فِي زَمَنِهِ كَمُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ وَالْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ أَوِ ادَّعٰى نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَهُ فَإِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِيْثِ فَهٰذَا تَكْذِيْبٌ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْعِيْسَوِيَّةِ.

(شرح شفاء)

"اور ایسے ہی ہم اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے یعنی آپؐ کے زمانۂ مبارک میں دعویٰ کرے جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی نے کیا، یا آپؐ کے بعد کرے، اس لئے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، بتصریح قرآن و حدیث۔ پس دعویٰ نبوت اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے مثل عیسائیوں کے۔"

اور صبح الاعشیٰ صفحہ ۳۰۵ ج ۱۳ میں ہے:۔

وَهَاتَانِ الْمَسْأَلَتَانِ مِنْ جُمْلَةِ مَا كَفَرُوْا بِهٖ بِتَجْوِيْزِ النُّبُوَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ أَخْبَرَ تَعَالٰى أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ.

"اور یہ دونوں مسئلے بھی منجملہ ان کے ہیں جن کی وجہ ان کو کافر کہا گیا ہے بوجہ جائز رکھنے نبوت کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے متعلق حق تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آخری پیغمبر ہیں۔"

محدثین کی اس عظیم الشان جماعت کے اقوال وتصریحات آپ نے ملاحظہ فرمائیں کیا کسی ایک نے بھی ختم نبوت میں یہ شاخ نکالی ہے کہ صرف تشریعی نبوت کا اختتام ہوا ہے، غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی قیامت تک جاری رہے گی ؟

اچھا اگر محدثین سے بھی یہ فروگذاشت ہو گئی تو آگے آئیے ، ہم ارباب تفسیر سے اس عقدہ کا حل طلب کریں جن کی تمام تر مساعی کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی مراد کو سہل اور صاف طریق سے امت کے سامنے پیش کر دیں ۔

طبقات المفسرین

حضرات مفسرین کے اقوال مسئلہ زیر بحث کے متعلق بیشتر اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں آیات ختم نبوت کے ماتحت گذر چکے ہیں ، لہٰذا اب ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ، بلکہ صرف ان حضرات کے اسمائے گرامی شمار کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے ۔

امام التفسیر والحدیث حافظ ابو جعفر طبریؒ ، امام راغب اصفہانیؒ ، حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ ، علامہ زمخشریؒ صاحب کشاف ، سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد صاحب روح المعانی ، علامہ نسفیؒ صاحب مدارک ، علامہ بغویؒ صاحب معالم التنزیل ، خازن ، امام رازیؒ صاحب تفسیر کبیر ، قاضی بیضاویؒ ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ صاحب جلالین و درمنثور ، ابو حیانؒ صاحب بحر محیط ، علامہ شربینیؒ صاحب سراج المنیر ، صاحب جمل حاشیہ جلالین ، شیخ محی الدین ابن عربیؒ ، علامہ شیخ محمد نوویؒ صاحب مراح لبید ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ صاحب تفسیر مظہری ، علامہ شیخ اسمٰعیل حقیؒ صاحب روح البیان ، شیخ معین الدینؒ صاحب جامع البیان ، حضرت شاہ عبد القادرؒ صاحب موضح القرآن ، ابو محمد روزبہان شیرازیؒ صاحب عرائس البیان ، علامہ ثعالبیؒ صاحب جواہر حسان ، شیخ کمال الدین حسین ہرویؒ ، فواتح الٰہیہ ، علامہ ابو السعودؒ ، علامہ احمدؒ معروف بملا جیون صاحب تفسیر احمدی ، تفسیر مواہب لدنیہ ۔

ان حضرات کے اقوال اور تصریحات عموماً آیت خاتم النبیین کے تحت مذکور ہیں جن میں سے بعض کے اقوال اس رسالہ میں درج کئے گئے ہیں اور بعض جدید ہیں ، لیکن کسی ایک نے بھی کہیں یہ نہ لکھا کہ ختم نبوت سے فقط تشریعی نبوت کا اختتام مراد ہے ، کوئی ظلی بروزی نبوت کی قسم اب بھی باقی ہے ۔ اس لئے ہم اور آگے بڑھ کر فقہاء امت سے اس کا

استفسار کرتے ہیں، کیونکہ یہ جماعت بال کی کھال نکالنے اور مسئلہ کے ہر پہلو اور ہر قید و شرط کو بوضاحت بیان کرنے میں مشہور ہے۔

حضرات فقہاء

صاحب الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ میں لکھتے ہیں:۔

اِذَا لَمْ یَعْرِفْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ لِاَنَّہٗ مِنَ الضَّرُوْرِیَاتِ۔ (اشباہ، ص ۲۹۶)	"اور جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروریات[1] دین میں سے ہے۔"

اور علامہ ابن نجیمؒ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وَیَکْفُرُ بِقَوْلِہٖ اِنْ کَانَ مَا قَالَ الْاَنْبِیَاءُ حَقًّا اَوْ صِدْقًا وَبِقَوْلِہٖ "اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ" بحر، ص ۱۳۰ (ج ۵)	اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح اور سچ ہو الخ تو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں"

اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۳ ج ۲ میں ہے:۔

اِذَا لَمْ یَعْرِفِ الرَّجُلُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ وَلَوْ قَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوْ قَالَ بِالْفَارِسِیَّۃِ مَنْ پیغمبرم یُرِیْدُ بِہٖ مَنْ پیغام می برم یَکْفُرُ۔	"جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔"

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

مَنِ اعْتَقَدَ وَحْیًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَفَرَ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔	"جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمین کافر ہو گیا۔"

اور ملا علی قاریؒ شرح شمائل میں مہر نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[1] ضروریات دین وہ احکام ہیں جن کا وجود مذہب اسلام میں درجۂ تواتر کو پہونچ چکا ہو، خواہ یہ حکم فرض ہو یا واجب، مسنون ہو یا مباح ۱۲

وَإِضَافَتُهُ إِلَى النُّبُوَّةِ لِأَنَّهُ خُتِمَ بِهِ بَيْتُ النُّبُوَّةِ حَتَّى لَا يَدْخُلَ بَعْدَهُ أَحَدٌ ۔

"مہر نبوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے محل نبوت پر مہر لگ چکی ہے یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا"

نیز علامہ موصوف شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں:۔

وَدَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرٌ بِالاجماع ۔

"اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے"

عجب ہے کہ مرزائی امت مُلّا علی قاریؒ پر یہ تہمت باندھتی ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں، بلکہ غیر تشریعی نبوت کے بعد میں جاری رہنے کو جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ کس صفائی کے ساتھ اس جگہ مطلقاً دعویٰ نبوت کو کفر فرماتے ہیں تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔

اور علامہ سیّد محمودؒ مفتی بغداد کی مفصل عبارت پہلے گذر چکی ہے جس کے چند جملے یہ ہیں:۔

وَكَوْنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَعَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَأَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيُكَفَّرُ مُدَّعِي خِلَافِهِ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَّ ۔

(روح المعانی، ص ۶۵ ج ۱۷)

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور جن کو احادیث نبویہ نے نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہے اور جن پر امت نے اجماع کیا ہے، اس لئے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا اور اگر اصرار کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا"

اور شیخ سلیمانؒ بجیری شرح منہاج میں ایک نظم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حَتْمٌ عَلَى كُلِّ ذِي التَّكْلِيفِ مَعْرِفَةٌ ⁂ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى التَّفْصِيلِ قَدْ عُلِمُوا

"ہر مکلف مسلمان پر واجب ہے کہ ان انبیاء کرام کو پہچانے جن کے اسمائے گرامی قرآن میں تفصیل مذکور ہیں"

فِي تِلْكَ حُجَّتُنَا مِنْهُمْ ثَمَانِيَةٌ ⁂ مِنْ بَعْدِ عَشْرٍ وَيَبْقَى سَبْعَةٌ وَهُمْ

"انہیں ہماری حجت پچیس انبیاء علیہم السلام ہیں جن میں سے سات کے اسمائے گرامی یہ ہیں"

إِدْرِيسُ هُودٌ شُعَيْبٌ صَالِحٌ وَكَذَا ⁂ ذُوالْكِفْلِ آدَمُ بِالْمُخْتَارِ قَدْ خُتِمُوا

"حضرت ادریسؑ، ہودؑ، اور شعیب اور صالحؑ اور ذوالکفلؑ، آدمؑ جو محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیئے گئے ہیں"

اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

وَكَذَا لَوْ قَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللهِ أَوْ قَالَ بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ پیغامبرم یرید بہ پیغام می برم يَكْفُرُ وَلَوْ أَنَّهُ حِيْنَ قَالَ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ طَلَبَ غَيْرُهُ مِنْهُ الْمُعْجِزَةَ قِيْلَ يَكْفُرُ الطَّالِبُ وَالْمُتَأَخِّرُوْنَ مِنَ الْمَشَايِخِ قَالُوْا إِنْ كَانَ غَرَضُ الطَّالِبِ تَعْجِيْزَهُ وَافْتِضَاحَهُ لَا يَكْفُرُ .

(فصول، ۱۳۰)

"اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا ، اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی کافر ہو جائے گا ، لیکن متأخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا "

اور خلاصۃ الفتاویٰ میں امام عبدالرشید بخاریؒ فرماتے ہیں :-

وَلَوِ ادَّعٰى رَجُلٌ النُّبُوَّةَ وَطَلَبَ رَجُلٌ الْمُعْجِزَةَ قَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنْ كَانَ غَرَضُهُ إِظْهَارَ عِجْزِهِ وَافْتِضَاحَهُ لَا يَكْفُرُ .

"اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہاء کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض نے یہ تفصیل فرمائی ہو کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا "

اور تحفہ شرح منہاج میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

أَوْ كَذَّبَ رَسُوْلًا أَوْ نَبِيًّا أَوْ نَقَّصَهُ بِأَيِّ مُنَقِّصٍ كَأَنْ صَغَّرَ بِاسْمِهِ مُرِيْدًا تَحْقِيْرَهُ أَوْ جَوَّزَ نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَ وُجُوْدِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ قَبْلُ فَلَا يَرِدُ .

(از اکفار ص ۴۲)

" یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے یا کسی قسم کی تنقیص کرے جیسے اس کے نام کو تصغیر کے ساتھ بہ نیت تحقیر ذکر کرے یا کسی کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز رکھے ، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی ہو چکے ہیں اس لئے اُن کے نزول سے اعتراض نہیں ہو سکتا "

گذشتہ عبارات فصول عمادی اور خلاصۃ الفتاویٰ جو فقہ کی متفق علیہ اور مستند کتابیں ہیں اُن میں جس طرح یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کافر و مرتد اور واجب القتل ہے ، اسی طرح یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ جو شخص اس کے دعوے کو محتمل الصدق سمجھ کر

اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا احتمال باقی نہیں، بلکہ جس وقت دعوائے نبوت کا لفظ کسی کی زبان پر آئے تو فوراً بغیر امتحان مدعی اور طلب دلیل وغیرہ کے یقین کرنا چاہئے کہ وہ کذاب ہے، اس کے دعوے میں صدق کا احتمال نکالنا درحقیقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے میں کذب کا احتمال پیدا کرنا اور سینکڑوں احادیث نبویہ کو جھٹلانا ہے، والعیاذ باللہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ارباب فتویٰ نے بھی مطلقاً نبوت کے اختتام کا اعلان فرمایا جس میں تشریعی وغیر تشریعی سب داخل ہیں، اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر مدعی نبوت اور ہر مدعی وحی کو کافر، کاذب، دجال قرار دیا، خواہ تشریعی نبوت کا مدعی ہو یا غیر تشریعی کا، اس لئے اب ہم اس مسئلہ کو حضرات متکلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جن کے یہاں لفظ لفظ پر بحث و تمحیص کے بازار گرم ہوتے ہیں، کہ شاید وہ ہمیں پتہ دیں کہ غیر تشریعی نبوت کا اختتام نہیں ہوا ہے۔

حضرات متکلمین

امام الحدیث والکلام حافظ ابن حزم اندلسی نے ملل و نحل میں اس مسئلہ کو متعدد مواقع میں روشن فرمایا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

فوجب الاقرار بھذہ الجملۃ وصح ان وجود النبوۃ بعدہ علیہ السلام باطل لا یکون البتۃ (ملل، ص ۷۷، ج ۱)

"پس ان تمام امور کا اقرار واجب ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

اور ملل صفحہ ۲۴۹ جلد ۳ میں فرماتے ہیں:۔

وکذالک من قال (الی قولہ) او ان بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا غیر عیسی بن مریم علیہ السلام فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ لصحۃ قیام الحجۃ بکل ھذا۔

"اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے۔"

اور یہی مضمون ملل صفحہ ۱۹۸ جلد ۴، اور صفحہ ۱۲ جلد ۱، وصفحہ ۱۸۰ جلد ۴ وغیرہ میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

فَكَيْفَ يَسْتَجِيْزُ مُسْلِمًا اَنْ يُّثْبِتَ بَعْدَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا فِي الْاَرْضِ۔ (ملل ونحل)	"پس کوئی مسلمان اس کو کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمین میں اور کوئی نبی ثابت کرے"

اور ملا علی قاری کی عبارت شرح فقہ اکبر ابھی آپ نے ملاحظہ فرمائی جس میں مطلقاً دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے۔

اور امام نجم الدین عمر نسفی اپنے عقائد میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وَاَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ اٰدَمُ وَاٰخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	"یعنی انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

اور علامہ تفتازانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ دَلَّ كَلَامُهٗ وَكَلَامُ اللّٰهِ الْمُنَزَّلُ عَلَيْهِ اَنَّهٗ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّهٗ مَبْعُوْثٌ اِلٰى كَافَّةِ النَّاسِ بَلْ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ثَبَتَ اَنَّهٗ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ۔ (شرح عقائد نسفی)	"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام جو آپ پر نازل ہوا، اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ آپ تمام انسانوں بلکہ تمام جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ آخری رسول ہیں"

اور یہی مضمون علم عقائد وکلام وغیرہ کی کتب مندرجہ ذیل میں بھی مجمل ومفصل موجود ہے، جن کے فقط نام شمار کئے جاتے ہیں:۔

المعتقد المنتقد، ص ۲۰۹۔ الاتقان للسیوطیؒ، ص ۱۲۸ ج ۲۔ مسامرہ لابن ہمام ص ۲۰۳ مجموعۃ العقائد للیافعیؒ، ص ۱۵۔ عقیدۃ العوام للشیخ احمد المرزوقیؒ، ص ۱۲۔ شرح عقیدۃ العوام از علامہ نوویؒ۔ مسائل ابواللیث۔ قطر الغیث للنوویؒ، ص ۱۵۰۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں:۔

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلٌ وَخَاتِمُهُمْ۔	"محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں"

اور علم عقائد کی معروف ومعتمد کتاب جوہرۃ التوحید میں ہے:۔

وَخُصَّ خَيْرُ الْخَلْقِ اَنْ قَدْ تَمَّمَا ؎ بِهِ الْجَمِيْعَ رَبُّنَا وَعَمَّمَا

"ہمارے پروردگار نے خیر الخلائق یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت دی کہ انبیاء کو آپ پر ختم کردیا، اور آپؐ کی بعثت تمام جن وانس کے لئے عام کردی۔"

اور شیخ امام عبدالسلام بن ابراہیمؒ مالکی المذہب اس کتاب کی شرح "اتحاف المرید" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اَیْ خَتَمَ رَبُّنَا بِنُبُوَّتِہٖ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ قَالَ تَعَالٰی وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَیَلْزَمُ مِنْہُ خَتْمُ الْمُرْسَلِیْنَ اَیْضًا لِاَنَّ خَتْمَ الْاَعَمِّ خَتْمٌ لِلْاَخَصِّ مِنْ غَیْرِ عَکْسٍ فَلَا تَبْتَدِأُ نُبُوَّۃٌ وَلَا شَرِیْعَۃٌ بَعْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (اتحاف المرید، ص ۱۲۶)

"یعنی ہمارے پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے تمام انبیاء کو ختم فرمادیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ"۔ اور ختم نبوت سے ختمِ رسالت بھی لازم آتا ہے کیونکہ نبوت عام ہے، اور عام کا ختم خاص کا اختتام بھی ہے مگر اس کا عکس نہیں ہوتا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبوت شروع ہوگی اور نہ شریعت۔"

اس میں لاتبتدأ نبوۃ کے لفظ سے اس شبہ کا بھی ازالہ کردیا کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی سمجھا جاسکتا تھا، اس لئے بتلادیا کہ ختمِ نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نبوت آپؐ کے بعد شروع نہ ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پہلے شروع ہوچکی ہے۔

اور شیخ عبدالغنی نابلسیؒ شرح کفایۃ العوام صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں:۔

اَوَّلُھُمْ اٰدَمُ ثُمَّ الْاٰخِرُ مِنْھُمْ بِحَیْثُ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ اَصْلًا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ النَّبِیُّ الْبَاقِیْ عَلٰی رِسَالَتِہٖ وَاِنْ مَاتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اٰخِرِ الزَّمَانِ وَانْقِطَاعِ الدُّنْیَا۔

"سب سے پہلے رسول آدم علیہ السلام، پھر ان میں سے آخری نبی اس طرح کہ ان کے بعد مطلقاً نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، اور آپؐ ہی ایسے نبی ہیں کہ آپؐ کی نبوت و رسالت دنیا میں آپؐ کی وفات کے بعد بھی آخر زمانہ اور فناءِ دنیا تک باقی ہیں۔"

وہ لوگ جو تشریعی اور غیر تشریعی کی شاخیں نکال کر ہر عبارت کی تحریف کیا کرتے ہیں آنکھیں کھول کر ان عبارتوں کو پڑھیں کہ کس طرح ان حضرات نے ان کے مکر و تحریف کا راستہ بند کردیا ہے کیونکہ ان دونوں عبارتوں میں نہایت وضاحت کے ساتھ تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت کے اختتام کی تصریح کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ

آپؐ کے بعد کسی کو منصبِ نبوت نہ دیا جائے گا کسی قدیم نبی کا اپنی نبوت پر رہنا یا پھر دنیا میں آنا ختم نبوت کے کسی طرح معارض نہیں، اس لئے مسئلہ نزولِ مسیحؑ کو ختم نبوت کا معارض سمجھنا خاص مرزائی فہم و فراست کا اعجاز ہے۔

اور شیخ ابو شکور سالمیؒ تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وَقَالَتِ الرَّوَافِضُ اَنَّ العالَمَ لَایَکُوْنُ خَالِیًا مِّنَ النَّبِیِّ قَطُّ وَھٰذَا کُفْرٌ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَالَ "وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ" وَمَنِ ادَّعَی النُّبُوَّۃَ فِیْ زَمَانِنَا فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ کَافِرًا وَمَنْ طَلَبَ مِنْہُ الْمُعْجِزَاتِ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ کَافِرًا لِاَنَّہٗ لَاشَکَّ فِی النَّصِّ فَیَجِبُ الْاِعْتِقَادُ بِاَنَّہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لِاَحَدٍ فِی النُّبُوَّۃِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ مَا قَالَتِ الرَّوَافِضُ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ شَرِیْکًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النُّبُوَّۃِ وَھٰذَا مِنْھُمْ کُفْرٌ۔

"روافض کہتے ہیں کہ عالم نبی سے کبھی خالی نہیں رہے گا، اور اُن کا یہ خیال کفر ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وخاتم النبیین" اور جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے گا، اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ قرآن مجید کی نصِ قطعی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کسی کو شرکت حاصل نہیں، بخلاف عقیدۂ روافض کے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریکِ نبوت تھے، اور ان کا یہ عقیدہ کفر ہے۔"

اور شرح عقیدۂ سفارینیؒ میں ہے:۔

وَمَنْ زَعَمَ اَنَّھَا مُکْتَسَبَۃٌ فَھُوَ زِنْدِیْقٌ یَجِبُ قَتْلُہٗ لِاَنَّہٗ یَقْتَضِیْ کَلَامُہٗ وَاعْتِقَادُہٗ اَنْ لَّا تَنْقَطِعَ وَھُوَ مُخَالِفٌ لِلنَّصِّ الْقُرْاٰنِیِّ وَالْاَحَادِیْثِ الْمُتَوَاتِرَۃِ بِاَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (الیٰ قولہ) وَکَانَ ذٰلِکَ مُمْتَدًّا مِنْ عَھْدِ الْاَبِ الْاَوَّلِ الصَّفِیِّ اٰدَمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی اَنْ بُعِثَ الْخَاتَمُ النَّبِیُّ الْحَبِیْبُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (شرح عقائد سفارینی ص۲۵۷)

"اور جو شخص یہ سمجھے کہ نبوت کوشش اور سعی سے حاصل ہو سکتی ہے، وہ زندیق ہے، اس کا قتل کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اس کا یہ عقیدہ تو اس کو مقتضی ہے کہ سلسلۂ نبوت کبھی ختم نہ ہو، اور یہ نصِ قرآنی و احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بیان کیا گیا ہے (اس کے بعد فرماتے ہیں) اور یہ سلسلہ اسی طرح ممتد ہوتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ نبی خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔"

اور حجۃ الاسلام[19] امام غزالیؒ اپنی کتاب اقتصاد میں مسئلۂ زیر بحث کو اس طرح صاف بیان فرماتے ہیں کہ کسی مخالف کو لب کھولنے کی گنجائش نہیں رہتی :-

اِنَّ الْاُمَّةَ فَهِمَتْ بِالْاِجْمَاعِ مِنْ هٰذَا اللَّفْظِ وَمِنْ قَرَائِنِ اَحْوَالِهٖ اَنَّهٗ فَهِمَ عَدَمُ نَبِيٍّ بَعْدَهٗ اَبَدًا وَعَدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَدًا وَاَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ تَاْوِيْلٌ وَلَا تَخْصِيْصٌ

(الاقتصاد، طبع مصر، ص۱۲۳)

"بیشک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لانبی بعدی) سے اور قرائنِ احوال سے باجماع یہی سمجھا ہے کہ آپؐ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول، اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔"

"اقتصاد" کے اس صفحہ میں اس عبارت سے پہلے امام غزالیؒ نے ان تمام تاویلات کو اقسامِ ہذیان میں شمار فرمایا ہے جو ملحدین نے لفظ "خاتم النبیین" یا "لانبی بعدی" کے متعلق لکھی ہیں۔

اربابِ عقائد و کلام کے یہ تمام اقوال و تصریحات ہمارے سامنے ہیں، اور ہماری نظریں ان میں بھی اسی مقصد کو ڈھونڈھ رہی ہیں کہ کیا اس کی طرف کوئی اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی نصوص میں ختم نبوت سے فقط تشریعی نبوت کا اختتام مراد ہے، غیر تشریعی ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔

لیکن اہلِ کلام کے کلام میں بھی کہیں اس تفصیل و تقسیم کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا جو قادیانی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے۔ اس کے بعد ہم نکتہ شناس صوفیائے کرام کے اقوال ہدیۂ ناظرین کر کے یہی سوال پیش کرتے ہیں کہ کیا ختم نبوت میں کوئی تشریعی یا غیر تشریعی کی تفصیل ہے یا مطلقاً ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔

---

[1] ختم نبوت کے سابقہ ایڈیشن میں اقتصاد کے حوالہ سے جو عبارت لکھی گئی تھی وہ درحقیقت اقتصاد کے مضمون کا خلاصہ تھا، جو حجۃ الاسلام حضرت سیدی مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اکفار الملحدین" میں بزبانِ عربی نقل فرمایا ہے۔ اُس وقت احقر کے سامنے اصل کتاب اقتصاد نہیں تھی، اکفار الملحدین میں درج شدہ خلاصۂ عبارت کو اصل عبارت سمجھ کر وہی خلاصۂ عبارت ختم نبوت میں نقل کر دیا گیا، بعد میں جب اصل کتاب اقتصاد سامنے آئی تو اب اس کتاب کی اصل عبارت لکھدی گئی ہے، مگر کوئی اہلِ علم اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ پہلے جو خلاصۂ مفہوم اکفار الملحدین سے نقل کیا گیا تھا وہ، بالکل اصل کتاب کی عبارت کے مطابق ہے ۱۲ محمد شفیع

صوفیائے کرامؒ

عارف باللہ حضرت مولانا جامیؒ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقائد نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

خاتم الانبیاء والرسل است ؎ دیگراں ہمچو جزو او چو کُل است

وز پئے او رسولِ دیگر نیست ؎ بعد ازاں ہیچ کس پیمبر نیست

چوں در آخر زماں بقولِ رسول ؎ کند از آسمان مسیحؑ نزول

پیرو دین و شرع او باشد ؎ تابع اصل و فرع او باشد

دیں ہمہ شرع و دین او داند ؎ ہمہ کس را بدینِ او خواند

شرح تعرف جس کے متعلق صاحبِ کشف الظنون لولا التعرف لما عرف التصوف فرماتے ہیں (یعنی اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو لوگ تصوف کو نہ سمجھتے) اس میں مسئلہ زیر بحث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ ختم کرد پیغمبراں را علیہم السلام بمحمد علیہ السلام چنانکہ خدائے گفت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ چوں خاتَم بنصب خوانی مہر پیغمبراں باشد و آخر پیغمبراں و چوں خاتِم بکسر خوانی مہر کنندہ باشد و آخر کنندہ و نیز پیغمبر سلام اللہ علیہ علی را کرم اللہ وجہہ گفت اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ نیز گفت وَاَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ الخ

(شرح تعرف، ص ۱۴)

"اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا، جیساکہ ارشاد ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ، جب خاتَم کو بفتح تا پڑھو تو معنی پیغمبروں کی مہر اور اُن کے ختم کرنے والے اور اگر بالکسر پڑھو تو معنی مہر کرنے والے اور آخر کرنیوالے ہوں گے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہ نسبت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی، مگر ہارونؑ نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اس لئے تم نبی نہیں، نیز فرمایا کہ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

اور مولانا نظامیؒ گنجوی مخزن الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں :-

کنت نبیاً کہ علم پیش برد

ختمِ نبوت بمحمد سپرد

اور حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادرؒ غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اِدَّعَتْ ایضاً اَنَّ عَلِیًّا نبیٌّ (الٰی قولہ) لَعَنَہُمُ اللّٰہُ وَالْمَلَائِکَۃُ وَسَائِرُ خَلْقِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَقَلَعَ وَاَبَادَ خَضْرَائَہُمْ وَلَا یَجْعَلُ مِنْہُمْ فِی الْاَرْضِ دَیَّارًا فَاِنَّہُمْ بَالَغُوْا فِیْ غُلُوِّہِمْ وَمَرَدُوْا عَلَی الْکُفْرِ وَتَرَکُوا الْاِسْلَامَ وَفَارَقُوا الْاِیْمَانَ وَجَحَدُوا الْاِلٰہَ وَالرُّسُلَ وَالتَّنْزِیْلَ فَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِمَّنْ ذَہَبَ اِلٰی ہٰذِہِ الْمَقَالَۃِ (غنیہ، منقول از اکفار الملحدین ص۴۲)

"روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نبی ہیں، لعنت کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق اُن پر قیامت تک اور برباد کرے اُن کی کھیتیوں کو، اور نہ چھوڑے ان میں سے کوئی گھر بسنے والا، اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلو میں مبالغہ سے کام لیا، اور کفر میں جم گئے، اور اسلام و ایمان کو چھوڑا یا، اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء اور قرآن کا انکار کیا، پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں اُس شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا۔"

اور علامہ عارف باللہ شیخ عبد الغنی نابلسیؒ شرح فرائد میں غالی روافض کی تکفیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

فَسَادُ مَذْہَبِہِمْ غَنِیٌّ عَنِ الْبَیَانِ بِشَہَادَۃِ الْعِیَانِ کَیْفَ وَہُوَ یُؤَدِّیْ اِلٰی تَجْوِیْزِ نَبِیٍّ مَعَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَعْدَہٗ وَذٰلِکَ یَسْتَلْزِمُ تَکْذِیْبَ الْقُرْاٰنِ اِذْ قَدْ نَصَّ عَلٰی اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاٰخِرُ الْمُرْسَلِیْنَ وَفِی السُّنَّۃِ اَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی اِبْقَاءِ ہٰذَا الْکَلَامِ عَلٰی ظَاہِرِہٖ وَہٰذِہٖ اِحْدَی الْمَسَائِلِ الْمَشْہُوْرَۃِ الَّتِیْ کَفَّرْنَا بِہَا الْفَلَاسِفَۃَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی

(از اکفار، ص ۴۲)

"اُن کے مذہب کا فساد محتاج بیان نہیں، بلکہ مشاہد ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو، اور اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے، اس لئے کہ اس کی تصریح کردی گئی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں، اور حدیث میں ہے کہ میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر بغیر کسی تاویل و تخصیص کے رکھا جاوے، اور یہ بھی انہی مسائل میں سے ہے جن کی وجہ سے ہم نے فلاسفہ ملاعنہ کی تکفیر کی ہے۔"

یہ سلوک و تصوف کے جلیل القدر ائمہ اُن روافض کو کافر قرار دیتے ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو نبی مانتے ہیں، حالانکہ خود روافض بھی اُن کے لئے مستقل اور تشریعی نبوت

ثابت نہیں کرتے، معلوم ہوا کہ مطلقاً کسی قسم کی نبوت کسی شخص کے لئے تسلیم کرنا قرآن و حدیث کو جھٹلانا اور کفر صریح ہے۔

اور عارف باللہ شیخ عماد الدین اموی قدس سرہٗ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں، اپنی کتاب "حیات القلوب فی کیفیۃ الوصول الی المحبوب" میں مستقل طور پر طائفہ صوفیہ کے عقائد کو جمع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِیْ شَرْحِ عَقِیْدَتِهِمُ الَّتِیْ اَجْمَعُوْا عَلَیْهَا وَمَا اَخَذُوْا بِهٖ مِنَ الْمَذَاهِبِ فِیْ فُرُوْعِ الْاَحْکَامِ اَمَّا عَقِیْدَتُهُمْ فَعَقِیْدَةُ شَیْخِ السُّنَّةِ اَبِی الْحَسَنِ الْاَشْعَرِیِّ وَاَصْحَابِهٖ مِنْ فَاتِحَتِهَا اِلٰی خَاتِمَتِهَا (حیات القلوب بر حاشیۃ قوت القلوب، ص ۲۲ ج ۲)

"چوتھی فصل عقائد صوفیاء کے بیان میں ہے جن پر ان کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان مذاہب کے بیان میں جو انہوں نے فرعی احکام میں اختیار کئے ہیں، یعنی اُن کا عقیدہ تو وہی ہے جو امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب کا ہے، من اولہ الیٰ آخرہ۔

اس اجمالی بیان کے بعد پھر اُن کے عقائد کو مفصلاً نقل فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

وَاَنَّ مُحَمَّدًا اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَتَمَ بِهِ النُّبُوَّةَ۔ (حیات القلوب مذکور، ص ۴۶ ج ۲)

"اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔"

اور شیخ عارف باللہ تقی الدین عبدالملکؒ اپنی کتاب "نزہۃ الناظرین" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص شمار کرتے ہوئے مستقل طور پر ختم نبوت کو افضل ترین خصائص میں شمار کرتے ہیں، اور احادیثِ ختم نبوت کا ایک کافی حصہ نقل فرماتے ہیں، جو اس رسالہ کے دوسرے حصہ میں درج ہو چکی ہیں (نزہۃ الناظرین، ص ۱۵ ج ۱)

اور عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ "فتوحات" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الرُّؤْیَا جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ فَقَدْ بَقِیَ لِلنَّاسِ فِی النُّبُوَّةِ هٰذَا لَا غَیْرُهٗ وَمَعَ هٰذَا لَا یُطْلَقُ اسْمُ النُّبُوَّةِ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلایا ہے کہ (سچا) خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جزو ہے، تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے یہ جزو (رؤیا، وغیرہ) کا باقی رہ گیا ہے، لیکن اس کے باوجود

وَلَا النَّبِيِّ اِلَّا عَلَى الْمُشَرِّعِ خَاصَّةً فَحَجَرَ هٰذَا الْاِسْمُ لِخُصُوْصِ وَصْفٍ مُعَيَّنٍ فِی النُّبُوَّةِ۔

(فتوحات، ص ۴۹۵ ج ۲)

بھی نبوت کا لفظ اور نبی کا نام بجز صاحب شریعت کے اور کسی پر بولا نہیں جا سکتا تو نبوت میں ایک خاص وصف معین ہونے کی وجہ سے اس نام (نبی) کی بندش کردی گئی۔"

اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

كَمَنْ يُوْحٰى اِلَيْهِ فِى الْمُبَشِّرَاتِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُ الْمُبَشِّرَةِ نَبِيًّا فَتَفَطَّنْ لِعُمُوْمِ رَحْمَةِ اللّٰهِ فَمَا تُطْلَقُ النُّبُوَّةُ اِلَّا لِمَنِ اتَّصَفَ بِالْمَجْمُوْعِ فَذٰلِكَ النَّبِيُّ وَتِلْكَ النُّبُوَّةُ الَّتِيْ حُجِبَتْ عَلَيْنَا وَانْقَطَعَتْ فَاِنَّ مِنْ جُمْلَتِهَا التَّشْرِيْعُ بِالْوَحْيِ الْمَلَكِيِّ فِى التَّشْرِيْعِ وَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ اِلَّا لِنَبِيٍّ خَاصَّةً۔

(فتوحات، ص ۵۶۸ ج ۲)

"جیسے کسی کی طرف مبشرات کی وحی آئی اور وہ مبشرات اجزائے نبوت میں سے ہیں، اگرچہ صاحب مبشرہ نبی نہیں ہو جاتا، پس رحمتِ الٰہیہ کے عموم کو سمجھو تو نبوت کا اطلاق اسی پر ہو سکتا ہے جو تمام اجزاء نبوت سے متصف ہو وہ نبی ہے اور وہی نبوت ہے، جو ہم سے روک دی گئی اور منقطع ہو چکی، کیونکہ نبوت کے اجزاء میں سے تشریع بھی ہے جو وحی ملکی سے ہوتی ہے، اور یہ بات صرف نبی کے ساتھ مخصوص ہے۔"

شیخ نے ان دونوں عبارتوں میں ٹھیک اسی عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے، جو جمہورِ امت اور تمام طائفۂ صوفیائے کرام کی زبانی آپ سن چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا عہدۂ جلیلہ کسی کو عطا نہیں ہو سکتا، بلکہ جس چیز کا نام عرفِ شرع میں نبوت ہے وہ بالکلیہ منقطع ہو چکی ہے، البتہ کمالاتِ نبوت آپ کی امت کے افراد میں نسبت امم سابقہ کے بھی زیادہ موجود ہیں، اس کا انکار نہ علماء ظاہر کرتے ہیں، نہ صوفیائے کرام، چنانچہ ہم حصہ اول میں اس کی تصریح بعض آثار و احادیث سے بھی نقل کر آئے ہیں۔

نیز ان عبارتوں سے شیخ کے اس کلام کی مراد بھی حل ہو گئی، جو فتوحات کے بعض دوسرے مقامات میں درج ہے کہ "نبوت بغیر تشریع کے باقی ہے" کیونکہ اس کلام کو ان عبارتوں کے ساتھ جوڑ دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے کمالاتِ نبوت اور مبشرات اور ولایت کو نبوتِ غیر تشریعی فرمایا ہے، جو ان کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

اوران عبارتوں میں یہ صاف اعلان کردیا کہ جو نبوّت بغیر تشریع ہو وہ نبوت نہیں کہلاتی، بلکہ نبوّت کا اطلاق اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب تمام اجزاءِ نبوّت (جن میں تشریع بھی داخل ہے) مکمل موجود ہوں، اس لئے اس عبارت کا حاصل تقریباً وہی ہوا جو ایک حدیث کا مضمون ہے، جس میں ارشاد ہے کہ "سچا خواب اجزاءِ نبوّت میں سے ہے" مگر کسی کے نزدیک اس کو نبوّت نہیں کہتے۔

اسی طرح شیخ کے کلام میں جب ایک طرف یہ تصریح موجود ہے کہ تشریع اجزاءِ نبوّت میں سے ہے اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ نبوت بغیر تشریع باقی ہے، تو اس کا حاصل سوا اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ نبوت باقی نہیں، بلکہ بعض اجزاءِ نبوّت باقی ہیں، جن کو نہ شرعاً نبوّت کہا جاسکتا ہے نہ عرفاً، اور نہ خود شیخ اکبر کی اصطلاح میں، کیونکہ وہ خود فرماچکے ہیں کہ جب تک جزءِ تشریعی ساتھ نہ ہو اس وقت تک نبوّت کا اطلاق جائز نہیں۔

یہاں سے مرزائیوں کے اس فریب کی بھی قلعی کھل گئی جو انھوں نے شیخ اکبرؒ کے کلام کی آڑ لے کر مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ شیخ اکبرؒ غیر تشریعی نبوّت کی بقاء کے قائل ہیں، کیونکہ آپ ابھی خود شیخ کی زبانی معلوم کرچکے ہیں کہ غیر تشریعی نبوّت، نبوت نہیں بلکہ بعض اجزاءِ نبوت ہیں۔

الغرض جس کی بقاء کے وہ قائل ہیں وہ نبوّت نہیں، اور جو نبوّت ہے اس کی بقاء کے قائل نہیں، اور یہی تمام امّت کا اجماعی عقیدہ ہے، اور اسی پر ایمان واجب ہے۔

اور اگر بالفرض شیخ کی مراد ہماری سمجھ میں نہ آتی تب بھی نصوصِ قرآن و حدیث اور اجماعِ صحابہ اور جمہورِ امّت کے متفق عقیدہ کو شیخ اکبرؒ کی کسی موہم عبارت پر شیخ کی جلالتِ قدر مسلّم ہونیکے باوجود نثار نہیں کیا جاسکتا۔

اور شیخ عبد الغنی نابلسیؒ شرح فصوص الحکم میں شیخ اکبرؒ کی ایک عبارت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وَقَدِ انْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ وَالرِّسَالَةُ بِنُبُوَّةِ نَبِيِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ	"اور تحقیق نبوت و رسالت ہمارے رسول و نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہوچکی اس طرح پر کہ کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جو

يَتَّصِفُ بِذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔
(شرح فصوص، ص ۸۱)

قیامت تک اس وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہوسکے ۔

اور امام العارفین حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں فرماتے ہیں :۔

چوں ایں فرقہ مبتدعہ اہلِ قبلہ اند در تکفیر آنہا جرأت نباید نمود تا زمانیکہ انکار ضروریاتِ دینیہ نمایند ورد متواترات احکام شرعیہ نکنند، و قبولِ ما علم مجیئہ من الدین بالضرورۃ نکنند۔
(مکتوبات امام ربانی صفحہ ۳۸ ج ۳ و صفحہ ۹۰ ج ۸)

چونکہ یہ فرقہ مبتدعہ (روافض) اہل قبلہ ہے اس لئے ان کی تکفیر سے اس وقت پرہیز کیا جانا چاہئے جب تک کہ ضروریات دینیہ اور متواتر احکام شرعیہ کا انکار و رد ثابت نہ ہوجائے[1]

جس میں تصریح ہے کہ جو مسئلہ اسلام میں متواتر اور ضروری الثبوت ہو اس کا انکار کفر ہے، اور یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے کہ مسئلہ زیر بحث (ختم نبوت) اعلیٰ درجہ کا تواتر لئے ہوئے ہے، اس لئے اس کا انکار حضرت مجددؒ کے نزدیک بھی کفر ہوگا۔

اور اس مضمون کو شیخ اکبرؒ نے فتوحات صفحہ ۲۵۷ جلد ۲ میں بیان کرکے اتنا اور اضافہ کیا ہے :۔

"اَلتَّاوِيْلُ الْفَاسِدُ كَالْكُفْرِ" (کہ ضروریات میں تاویل فاسد کرنا بھی مثل کفر کے ہے)

یہ عارفین صوفیاء کے مقالات ہیں، جن میں سے چند بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین ہوئے، ان میں بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جمہور امت کی طرح یہ بلند پرواز جماعت بھی ہر قسم کی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتی ہے اور اسی عقیدہ کو جزو ایمان بتاتی ہے۔

علماءِ امت کے ہر طبقہ اور ہر جماعت میں سے چند ارکان و عمائد کی شہادتیں آپ کے سامنے آچکی ہیں، جن میں بغیر کسی تاویل و تخصیص اور بلا تقسیم و تفصیل کے جس چیز کا نام عرفِ شریعت میں نبوت ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختتم مانا گیا ہے۔

اس کے بعد ہم انبیاء سابقین اور امم ماضیہ سے اسی دعوے کی شہادتیں پیش کرتے ہیں جس کے آنکھ ہو دیکھے اور جس کے کان ہو سنے، وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ

---

[1] اس ترجمہ کا اس جدید ایڈیشن میں اضافہ کیا گیا ہے ۱۲ نجیب غفرلہٗ

کتبِ قدیمہ توراۃ وانجیل
میں
خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
اور
مسئلہ ختمِ نبوت پر انبیاء سابقین اور انکی اُمتوں کی شہادتیں

آخر میں ہم ناظرین کے سامنے کتبِ قدیمہ کے چند اوراق کھولتے ہیں، جن میں مسئلۂ زیرِ بحث پر کافی روشنی ڈال کر یہ جتلا دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام آپؐ کی ایک ایسی خصوصی فضیلت ہے کہ جماعتِ انبیاء میں سے آپؐ کے لئے طغرئ امتیاز ہے، اور امتیاز بھی وہ کہ آپؐ کی تشریف آوری سے بہت پہلے دنیا میں اس کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

لیکن موجودہ توراۃ وانجیل چونکہ اپنے پرستاروں کے دستِ ظلم سے مسخ وفسخ اور حذف وازدیاد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن اُن کے بدلنے کے لئے کمیشن بیٹھتے ہیں، اس لئے ہم نے اس باب میں بھی اپنے علماء سلف اور صحابہ وتابعین کی نقلوں پر اعتماد کیا ہے جو مستند کتبِ حدیث سے اخذ کی گئی ہیں، جس کو ہم اگر اقوالِ محدثین میں داخل کرنا چاہیں تو بلا تکلف کر سکتے ہیں۔ پھر جب ہم نے اس میدان میں قدم رکھا تو ابوابِ سابقہ کی طرح یہ بھی ایک ناپیداکنار دریا نکلا، جس کے چند موتی ھدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں، اور باقی کو بخوفِ تطویل حذف کیا جاتا ہے، وھی ہذا:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم

امام التفسیر ابن جریر طبریؒ آیۂ کریمہ وَاَخَذَ الْاَلْوَاحَ کے تحت الواحِ توراۃ

کا ذکر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

قَالَ مُوْسٰی یَا رَبِّ اِنِّیْٓ اَجِدُ فِی الْاَلْوَاحِ اُمَّۃً ھُمُ الْاٰخِرُوْنَ فِی الْخَلْقِ السَّابِقُوْنَ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ رَبِّ اجْعَلْھُمْ اُمَّتِیْ قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میں الواحِ تورات میں ایک ایسی اُمت دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب سے آخری ہے اور دخولِ جنت میں سب سے مقدم، اے میرے رب! ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔"

محدّث ابو نعیمؒ نے بھی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۴ میں یہ روایت مفصل نقل کی ہے، نیز ابو نعیمؒ نے حضرت حسانؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:۔

"میں آخرِ شب میں ایک ٹیلہ پر تھا کہ یکایک ایک بلند آواز سُنی، جس سے زیادہ بلند اور رسا آواز میں نے کبھی نہیں سُنی تھی، دیکھا گیا تو وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ طیبہ کے ایک ٹیلہ پر ایک مشعل لئے ہوئے ہے۔ اس کو دیکھ کر لوگ جمع ہوگئے، اور کہا کیا ہوا کیوں چلاتے ہو؟ حضرت حسانؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کو یہ کلمات کہتے ہوئے سُنا:۔

ھٰذَا کَوْکَبُ اَحْمَدَ قَدْ طَلَعَ ھٰذَا کَوْکَبٌ لَا یَطْلُعُ اِلَّا بِالنُّبُوَّۃِ وَلَمْ یَبْقَ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ اِلَّا اَحْمَدُ۔

(دلائل النبوۃ، ص ۱۷)

"یہ ستارۂ احمد طلوع ہو چکا، یہ ستارہ ایسا ہے جو نبوت کے ساتھ طلوع ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی باقی نہیں رہا جو مبعوث نہ ہوا ہو۔"

اور حضرت خویلصہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

"یہود ہمارے ساتھ رہتے تھے، اور وہ (آنحضرت صلی اللہ وسلم کی بعثت سے پہلے) ایک ایسے نبی کے پیدا ہونے کا ذکر کیا کرتے تھے جو مکہ میں مبعوث ہوں گے، اور ان کا نام احمد ہوگا، اور انبیاء میں سے اُن کے سوا کسی کی بعثت باقی نہیں رہی، اور یہ سب ہماری کتابوں میں موجود ہے۔" (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۷)

اور حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابو مالک ابن سنانؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں ایک روز قبیلہ بنی عبد الاشہل میں گیا تھا، وہاں یوشع یہودی سے سُنا کہ وہ کہتا تھا:۔

"ایک نبی کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے، جن کو احمد کہا جاتا ہے، جو حرم میں پیدا ہوں گے، اور پھر کہا کہ یہ بات تنہا یوشع نہیں کہتا بلکہ یثرب (مدینہ) کے تمام یہودی یہی کہہ رہے ہیں"

ابو مالک بن سنانؓ کہتے ہیں کہ میں یہاں سے فارغ ہو کر بنی قریظہ میں پہنچا، تو ایک جماعت دیکھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہی تھی، زبیر ابن باطا نے کہا کہ:۔

"کوکب احمد طلوع ہو چکا ہے، اور یہ ستارہ جب ہی طلوع ہوتا ہے جب کوئی نبی پیدا ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کی پیدائش باقی نہیں رہی، اور یہ (مدینہ) اُن کی ہجرت گاہ ہے" (رواہ ابونعیم فی الدلائل، ص ۱۸)

اور حضرت کعبؓ احبارؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد تورات اور اس کلام پاک کے سب سے زیادہ عالم تھے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، اور وہ جو کچھ جانتے تھے مجھ سے کچھ نہ چھپاتے تھے، جب اُن کی وفات قریب آئی تو مجھے بلایا اور کہا:۔

"بیٹا! تم جانتے ہو کہ جو کچھ علم مجھے حاصل تھا میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا، مگر دو ورق ابھی تک میں نے تم پر ظاہر نہیں کئے تھے، جن میں ایک نبی کا ذکر ہے، جن کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے، میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ تمہیں پہلے سے اس پر مطلع کر دوں، کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی کذاب اُٹھے اور تم اسی کو نبی موعود سمجھ کر اطاعت شروع کر دو، ان دونوں ورقوں کو میں نے اس طاق میں جس کو تم دیکھ رہے ہو گارے سے بند کر دیا"

کعب احبارؓ نے (اس کا طویل دلچسپ قصہ لکھنے کے بعد) فرمایا کہ پھر میں نے یہ دو ورق اس طاق سے نکالے تو ان میں یہ کلمات بھی لکھے تھے:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (رواہ ابونعیم، الدر منثور ص ۱۲۲ ج ۳)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور سب انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں"

حضرت شعیب علیہ السلام

اور حضرت وہب بن منبہؒ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، جس میں طویل کلام کے ضمن میں یہ کلمات

بھی مذکور ہیں :۔

اِنِّیْ بَاعِثٌ نَبِیًّا اُمِّیًّا اَفْتَحُ بِہٖ اٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا وَّاَعْیُنًا عُمْیًا مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُھَاجَرُہٗ بِطَیْبَۃَ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ (اِلٰی قَوْلِہٖ) وَاَجْعَلُ اُمَّتَہُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ (الٰی قولہ) اَخْتِمُ بِکِتَابِہِمُ الْکُتُبَ وَبِشَرِیْعَتِہِمُ الشَّرَائِعَ وَبِدِیْنِہِمُ الْاَدْیَانَ ، الحدیث (رواہ ابونعیم فی الدلائل ص۱۶ والسیوطی فی الدر المنثور ، ص۱۱۴ ج ۳)

"میں ایک نبی اُمّی بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعہ سے بہرے کانوں اور بند دلوں، اور اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا ، ان کی جائے پیدائش مکہ اور ہجرت گاہ مدینہ اور اقتدار شام میں ہوگا ، (اس کے بعد فرمایا) اور ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا ، ان کی کتاب پر آسمانی کتابیں اور ان کی شریعت پر تمام شریعتیں اور ان کے دین پر تمام ادیان ختم کر دوں گا "

حضرت دانیال علیہ السلام

اور حضرت کعب احبارؓ نقل فرماتے ہیں کہ ارضِ بابل سے بنی اسرائیل کی غلامی کا سبب بخت نصر کا ایک طویل خواب ہوا ہے ، جس میں اس نے ایک عظیم الشان بت دیکھا تھا ، جس کا سر آسمان میں اور پاؤں زمین میں ہیں ، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ، اور درمیانی چاندی کا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اور دونوں پنڈلیاں لوہے کی اور پاؤں مٹی کے ہیں ، اچانک آسمان سے ایک پتھر آیا جو اس کے سر کی چوٹی پر پڑا ، جس سے اس کا ریزہ ریزہ ہو کر چاندی ، سونا ، لوہا تانبہ سب ایک ہو گیا ، پھر دیکھا کہ یہ آسمانی پتھر بڑھ رہا ہے ، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے اس نے تمام زمین کو گھیر لیا ، اور سوائے آسمان اور اس پتھر کے کچھ نظر نہیں آتا ، جس کی تعبیر اس زمانہ کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام نے مفصل بیان فرمائی ، جس کے چند کلمات یہ ہیں :

"وہ پتھر جو بت کے سر پر پھینکا گیا وہ اللہ کا دین ہے ، جو اس امت کے سر پر آخر زمانہ میں ڈالا جائے گا ، اور اللہ تعالیٰ ایک نبی اُمّی عرب سے بھیجے گا ، جس کے ذریعہ سے تمام امم و ادیان کو زیر و زبر کر دیا جائے گا ، جس طرح اس پتھر نے بت کو زیر و زبر کر دیا " (از دلائل ابونعیم ، صفحہ ۲۰)

اور یہی روایت سیوطیؒ نے خصائص صفحہ ۲۴ جلد ۱ میں بھی مفصل نقل فرمائی ہے ۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کی قوم کی شہادت

اور اُس کا قابلِ دید واقعہ؛

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور ابن مالکؓ بادشاہِ رُوم مقوقس کے یہاں پہنچے۔ مقوقس نے ہم سے پوچھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب تو درمیان میں تھے، انھوں نے تمہیں روکا نہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم دریا کے کنارے کنارے چلے آئے، ہمیں بھی یہی خوف دامنگیر تھا۔

پھر اس نے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں جس دین کی دعوت دی تم نے اس کے متعلق کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے بھی اُن کی دعوت قبول نہیں کی. اس نے پوچھا کیوں؟ ہم نے کہا وہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں، جس پر ہمارے باپ دادا عامل نہیں، اور نہ بادشاہ (یعنی آپ) اور ہم اسی طریقہ پر ہیں جس پر ہمارے آباء و اجداد گذر گئے ہیں۔

پھر مقوقس نے کہا کہ اچھا اُن کی قوم (قریش) نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ نوعمر لوگ اُن کے متبع ہو گئے، اور جو لوگ مخالف تھے انھوں نے مختلف مواقع میں کئی مرتبہ مقابلہ کیا کبھی میدان اُن کے ہاتھ رہا اور کبھی اس نے فتح پائی۔

پھر مقوقس نے کہا کہ کیا تم مجھے سچ سچ بتا سکتے ہو کہ وہ لوگوں کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ اُن کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، جس کا کوئی شریک نہیں، اور ان تمام معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء و اجداد پوجا کرتے تھے، اور نماز و زکوٰۃ کی تعلیم کرتے ہیں۔

مقوقس نے پوچھا، نماز اور زکوٰۃ کیا چیز ہیں؟ کیا اُن کے لئے کوئی وقت اور کوئی عدد مقرر ہے؟ ہم نے کہا ہاں، وہ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، جن کے لئے خاص خاص نام بھی ہیں، اور وہ بیس مثقال سونے میں سے چالیسواں حصہ ادا کرتے ہیں، اسی طرح سے مفصل زکوٰۃ کے احکام سنائے۔

اس نے پوچھا کہ پھر وہ یہ مالِ زکوٰۃ لے کر کہاں خرچ کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور وہ صلۂ رحمی اور ایفاءِ عہد کا حکم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ سود لینا،

زنا کرنا، شراب پینا حرام ہے۔ اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے اس میں سے نہیں کھاتے۔

مقوقس نے کہا بیشک وہ نبی ہیں، جو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اور اگر وہ قبط اور روم کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپؐ کا اتباع کرتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اس کا امر فرمایا ہے۔ اور تم نے جو کچھ حالات و اوصاف اُن کے بیان کئے ہیں یہ سب وہی اوصاف ہیں جن پر انبیاء سابقین مبعوث ہوئے ہیں اور قریب ہے کہ انجام اُن کے ہاتھ ہوگا، یہاں تک کہ ایک متنفس اُن سے جھگڑنے والا نہ رہے گا۔ اور ان کا دین ہر اس حد تک غالب آجائے گا جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاسکتے ہیں، اور جہاں تک انسانوں کی آبادی ہے، اور قریب ہے کہ ان کی قوم اُن سے نیزوں کے ساتھ مدافعت کرے گی۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام انسان بھی اُن کے دین میں داخل ہو جائیں تب بھی ہم داخل نہ ہوں گے۔ یہ سُنکر مقوقس نے (نفرت سے) سر ہلایا، اور کہا کہ تم لہو ولعب میں ہو۔

پھر مقوقس نے پوچھا کہ اُن کا نسب کیسا ہے؟ ہم نے کہا کہ وہ نسب میں اشرف ہیں۔ اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء اسی طرح اپنی قوم میں شریف نسب سے بھیجے جاتے ہیں۔

پھر پوچھا کہ اُن کے سچ بولنے کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا کہ اپنی سچائی کی وجہ سے تمام عرب میں امین کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ سُنکر کہنے لگا کہ تم اپنے معاملہ میں پھر سے غور کرو، کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سچ بولے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے۔

پھر کہا کہ کن کن لوگوں نے آپؐ کا اتباع کیا؟ ہم نے کہا، نوعمر لوگوں نے۔ مقوقس نے کہا کہ وہ اور حضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاء سابقین کی طرح ہیں۔

پھر پوچھا کہ یثرب کے یہود نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس لئے کہ وہ اہل توریت ہیں۔ ہم نے بیان کیا کہ انھوں نے مخالفت کی، تو اس نے اُن کا مقابلہ کیا، بعض کو قتل کیا، اور بعض کو قید، اور وہ سب منتشر ہو گئے۔

یہ سُنکر کہنے لگا کہ وہ حاسد ہیں، حسد کی وجہ سے مخالفت کی، ورنہ وہ بھی اُن کے

حال کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم اُن کے پاس سے اُٹھے، اور ایک ایسی بات سُنکر اٹھے جس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منقاد و مطیع بنادیا تھا، اور ہم نے آپس میں کہا کہ عجمی بادشاہ باوجود بُعد تعلقات کے اُن کی تصدیق کرتے ہیں اور اُن سے ڈرتے ہیں، اور ہم اُن کے رشتہ دار اور پڑوسی ہونے کے باوجود اُن کے دین میں داخل نہیں ہوتے، حالانکہ وہ ہمیں دعوت دینے کے لئے ہمارے گھروں میں تشریف لائے۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اسکندریہ میں مقیم رہا، اور کوئی کنیسہ (گرجا) نہیں چھوڑا جس میں جاکر انھوں نے وہاں کے قبطی اور رومی پادریوں سے دریافت نہ کیا ہو کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا کیا صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔

کنیسہ ابی عُنَی میں ایک بڑا مشہور پادری تھا جس کو متبرک سمجھ کر لوگ اپنے مریضوں کو دعار پڑھوانے کے لئے اس کے پاس لاتے تھے، اور میں دیکھتا تھا کہ وہ پانچ نمازیں نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتا تھا، میں نے اس سے دریافت کیا کہ:-

أَخْبِرْنِيْ هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ قَالَ نَعَمْ وَهُوَ اٰخِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ أَحَدٌ وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ أَمَرَنَا عِيْسٰى بِاتِّبَاعِهٖ وَهُوَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ اسْمُهٗ أَحْمَدُ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ فِيْ عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ الحدیث رواہ ابونعیم فی الدلائل، ص ۲۰، ۲۱)

"مجھے بتلاؤ کہ کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی ہیں؟ اس نے کہا ہاں، اور وہی آخر الانبیاء ہیں، اُن کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی اور نبی نہیں، وہ نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں اُن کے اتباع کا حکم فرمایا ہے، وہ نبی اُمّی عربی ہیں، ان کا نام احمد ہے، نہ دراز قد ہیں نہ پست قد بلکہ درمیانہ، ان کی آنکھوں میں سرخی ہے (اس کے بعد اور بہت سے اوصاف بیان کئے)"

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے کلام کو خصوصاً اور دوسرے پادریوں کے کلمات عموماً یاد رکھے، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام واقعہ سُنایا اور مشرف باسلام ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ہمیں اس جگہ اس تمام واقعہ سے صرف وہ سطریں مقصود تھیں جو عربی عبارت

میں نقل کی گئی ہیں، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا کلی اختتام بتلایا گیا ہے، لیکن ناظرین کی دلچسپی کے لئے پورا واقعہ نقل کر دیا، جو فائدہ سے خالی نہیں۔

اور بلال بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ تجارت کے لئے ملک شام میں طرف چلا، جب میں شام کے گرد و نواح میں پہنچا تو اہلِ کتاب میں سے ایک شخص ملا جس نے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ اس نے پوچھا کہ تم اُن کی صورت پہچانتے ہو؟ میں نے اقرار کیا۔ یہ سُنکر وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ میں اس کے گھر پہنچا، تو اندر داخل ہوتے ہی ٹھیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نظر پڑی، ایک آدمی آپؐ کی پُشت کے پیچھے کھڑا ہے، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ شخص جو آپؐ کی پشت کی جانب کھڑا ہے کون ہے؟ اس نے جواب دیا:۔

اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا كَانَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ اِلَّا هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَهٰذَا الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهٗ۔ رواه الطبرانی كذا فی الكنز، ص ۲۸۱ ج ۶)	"بات یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو سوائے اس کے کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ شخص جو پیچھے کھڑے ہیں ان کے خلیفہ ہیں"

بلال بن حارثؓ کہتے ہیں کہ اب جو میں نے غور کیا تو پیچھے والی تصویر ٹھیک ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے:۔

اِنَّهٗ كَائِنٌ مِنْ وُلْدِكَ شُعُوْبٌ شُعُوْبٌ حَتّٰى يَاْتِيَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الَّذِيْ يَكُوْنُ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ (خصائص کبریٰ السیوطی ص۹ ج ۱)	"آپ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ نبی اُمّی آجائیں، جو خاتم الانبیاء ہوں گے"

اور ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعاء کی:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآيه قَدْ اسْتُجِيْبَ لَكَ وَهُوَ كَائِنٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ	"یعنی اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول بھیج الخ تو بذریعہ وحی اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ آپکی

دعاء قبول کی گئی اور وہ رسول آخری زمانہ میں ہونے والے ہیں"

اور امام بیہقیؒ بروایت عمرو بن الحکم نقل فرماتے ہیں کہ میرے آباء و اجداد سے ایک ورق محفوظ چلا آتا تھا، جو جاہلیت میں نسلاً بعد نسلٍ وراثت میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ دین اسلام ظاہر ہوا، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگ یہ ورق آپؐ کی خدمت میں لائے، پڑھوایا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی تھی :-

بِسْمِ اللّٰهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ هٰذَا الذِّكْرُ لِأُمَّةٍ تَأْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَسْبَلُوْنَ أَطْرَافَهُمْ وَيَأْتَزِرُوْنَ عَلٰى أَوْسَاطِهِمْ وَيَخُوْضُوْنَ الْبِحَارَ اِلٰى أَعْدَائِهِمْ فِيْهِمْ صَلٰوةٌ لَوْ كَانَتْ فِيْ قَوْمِ نُوْحٍ مَا أُهْلِكُوْا بِالطُّوْفَانِ وَفِيْ عَادٍ مَا أُهْلِكُوْا بِالرِّيْحِ وَفِيْ ثَمُوْدَ مَا أُهْلِكُوْا بِالصَّيْحَةِ ـ

(خصائص کبریٰ، ص ۱۶ ج ۱)

ترجمہ :- "اللہ کے نام پر شروع ہے، اور اسی کا قول حق ہے۔ یہ ذکر ہے اس امت کا جو آخر زمانہ میں آئے گی، جن کے لباس کے اطراف چھوٹے ہوئے ہوں گے اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے۔ ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر قوم نوحؑ میں یہ نماز ہوتی تو وہ طوفان میں ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم ثمود میں ہوتی تو وہ ہولناک آواز سے ہلاک نہ کئے جاتے۔"

جب یہ ورق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے مضمون کو سنکر آپؐ خوش ہوئے۔

اور زید ابن عمرو بن نفیلؓ جو علماء اہل کتاب میں سے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات پاگئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و صفات بیان کیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا :-

اِنِّيْ بَلَغْتُ الْبِلَادَ كُلَّهَا أَطْلُبُ دِيْنَ اِبْرَاهِيْمَ وَكُلُّ أَسْأَلُ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ يَقُوْلُ هٰذَا الدِّيْنُ وَرَاءَكَ وَيَنْعَتُوْنَ مِثْلَ مَا نَعَتُّهُ لَكَ وَلَمْ يَبْقَ نَبِيٌّ غَيْرُهُ (خصائص کبریٰ، ص ۲۵ ج ۱)

"میں دین ابراہیم کی طلب میں تمام شہروں میں پہنچا، اور یہود و نصاریٰ اور مجوس میں جس کسی سے پوچھتا تھا یہی جواب دیتا تھا کہ یہ دین تم سے آگے آنے والا ہے اور

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی اوصاف بیان کرتے تھے جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔"

اور محدث ابونعیمؒ حضرت سعد بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیا کرتے تھے، جب کوکبِ احمر طلوع ہوا تو سب نے متفقہ طور پر کہا:-

إِنَّهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَاسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص، ص ۲۷ ج ۱)

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپؐ کا نام احمد ہے۔"

نیز ابونعیمؒ زیاد بن لبیدؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے اچانک یہ آواز سنی:-

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاللّٰهِ نُبُوَّةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ هٰذَا النَّجْمُ قَدْ طَلَعَ بِمَوْلِدِ أَحْمَدَ وَهُوَ نَبِيٌّ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ مُهَاجَرُهُ إِلَىٰ يَثْرِبَ (خصائص، ص ۲۷ ج ۱)

"اے اہل یثرب! خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت جاتی رہی، یہ ستارہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کے ساتھ طلوع ہوا ہے، اور وہ آخر الانبیاء ہیں، اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب ہے۔"

امام بیہقیؒ اور طبرانیؒ اور ابونعیمؒ اور خرائطیؒ خلیفہ بن عبدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا کہ زمانۂ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھدیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی ہے میں نے خود اپنے والد سے دریافت کی تھی، انھوں نے اس کا یہ واقعہ سنایا کہ:-

"قبیلۂ بنی تمیم کے ہم چار آدمی شام کے سفر کے لئے نکلے، جن میں ایک میں تھا، اور دوسرے سفیان بن مجاشع بن آدم، اور تیسرے یزید بن عمرو بن ربیعہ، اور چوتھے اسامہ بن مالک بن خندف۔ جب ہم ملکِ شام پہونچے تو ایک تالاب پر اترے، جس کے کنارہ پر درخت کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر ایک پادری ہمارے پاس آیا اور پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت ہے۔ اس نے کہا:-

إِمَّا اِنَّهٗ سَوْفَ يُبْعَثُ مِنْكُمْ وَشِيْكًا نَبِيٌّ فَسَارِعُوْا اِلَيْهِ وَخُذُوْا بِحَظِّكُمْ مِنْهُ تَرْشُدُوْا فَاِنَّهٗ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ۔

"تمہارے قبیلہ میں سے عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں، تم ان کی طرف جلد پہنچو، اور اپنا حصۂ دین ان سے لے لو تم ہدایت پاؤ گے، کیونکہ وہ آخری نبی ہیں۔"

ہم نے پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے؟ انھوں نے محمد بتلایا۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے تو اتفاقاً ہم چاروں کے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنے لڑکے کا نام اس طمع پر "محمد" رکھ دیا کہ شاید یہ وہی نبی ہو جائیں۔"

(خصائص کبریٰ، ص ۲۳ ج ۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام

ابن سعدؒ محمد بن کعبؓ قرظی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ پر یہ وحی نازل فرمائی۔

اِنِّیْ اَبْعَثُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ مُلُوْكًا وَّاَنْبِيَاءَ حَتّٰى اَبْعَثَ النَّبِيَّ الْحَرَمِيَّ الَّذِيْ تَبْنِيْ اُمَّتُهٗ هَيْكَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَهُوَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَاسْمُهٗ اَحْمَدُ (خصائص، ص ۹ ج ۱)

"میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا یہاں تک کہ حرم والے نبی مبعوث ہوں، جن کی امت ہیکل بیت المقدس کو بنائے گی اور وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام "احمد" ہوگا۔"

مسئلہ زیر بحث پر تمام شرعی حجتیں اور اُن کے متعلقات کافی طور پر پیش کرنے کے بعد اُن آزاد خیال لوگوں کی ضیافتِ طبع کے لئے کچھ سامان عقلی حکمتوں کا بھی پیش کر کے حجت تمام کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جن کے یہاں آزادی کے معنی ہی دین و مذہب سے بیزاری ہے جنھیں قرآن و حدیث سے شفا نہیں ہوتی، اگرچہ ایسے حضرات سے کیا توقع ہے کہ وہ ہماری عرضداشت پر بھی کان لگائیں لیکن ع

حجت تمام کرتے ہیں آج آسماں سے ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام نبوت کی عقلی دلیلیں

مسئلۂ ختم نبوت کے متعلق قرآن حکیم کا ناطق فیصلہ، احادیثِ نبویہ کی تصریحات، اجماع صحابہ اور پھر سینکڑوں علماءِ سلف کے اقوال ناظرین کے سامنے آچکے ہیں۔ اور یہی تین اصول ہیں جن سے عقیدہ کے مسائل ثابت ہو سکتے ہیں۔ چوتھے درجہ میں قیاس بھی شرعی حجت ہے۔ لیکن اوّل تو بابِ عقائد میں قیاس محض حجت نہیں سمجھا جاتا، دوسرے قیاس فقہی معتبر ہونے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس حکم کو قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے وہ قرآن وحدیث میں مذکور نہ ہو، اور نہ صحابہ کا اجماع اس پر ہوا ہو، بلکہ یہ تینوں حجتیں جس حکم سے خاموش ہوں، صرف وہ ہی قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے، اس لئے قیاس فقہی اس مسئلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ منصوصات اور منقولات کی عقلی حکمتیں ہر وقت بیان کی جا سکتی ہیں۔

اگرچہ قرآن وحدیث اور آثار صحابہ وسلف کے اتنے بڑے ذخیرے کے سامنے آجانے کے بعد ایک سلیم الطبع سچا مسلمان تو یہی کہے گا کہ ؎

شد از حقائقِ عرفاں دلم خزینۂ راز ✽ گر اوفتد فلسفیاں کے بہ نیم فلس خرم
پر است گوش من از لہجۂ ملک چو مسیح ✽ کجا مشوش خاطر شود نہیق خرم

اور حقیقت یہی ہے کہ کسی مسئلہ کی حقیقت اگر منکشف ہو سکتی ہے اور کسی تحقیق میں اگر شفاءِ صدر ہو سکتی ہے تو اس کا راستہ نورِ نبوت اور وحیِ الٰہی کے سوا نہیں، پائے استدلال نے کبھی اس میدان کو طے نہیں کیا، جن لوگوں نے محض اپنی عقل کو کافی سمجھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھا ہے، عمر بھر ناکامی اور نامرادی کے ساتھ حیران و پریشان پھرنے کے بعد انہیں بھی وہی کہنا پڑا ہے جو دانائے روم نے فرمایا تھا ؎

آزمودم عقل دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

الغرض قرآن وحدیث، اجماع اور آثار صحابہ پیش کرنے کے بعد کسی مسلمان کے لئے حاجت نہیں کہ عقلی حکمتیں پیش کرنے کا انتظار کرے۔ بلکہ اس کے نزدیک ساری عقلی حکمتیں اور عقلیں اس ایک حکمت پر قربان ہیں کہ جب ایک ذات مقدس کو آفتاب سے زیادہ روشن علامات کے ذریعہ خدا کا رسول تسلیم کرلیا، تو پھر جزئی حکم میں اس سے حکمت یا علت پوچھنا عقل اور حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ایسی کامل اور مکمل عقل کا متبع ہے جس کے سامنے ساری دنیا کی عقلیں ہیچ ہیں، جس کے نشاط میں وہ کہہ اٹھتا ہے ؏

افلاطون کا شکے می دید یونانے کہ من دارم

اس کا سینہ ایک ایسی حکمت سے معمور ہے جس کے سامنے ساری حکمتیں گرد ہیں ؎

دلے دارم جواہر خانۂ عشق است تحویلش

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

الحاصل ضرورت نہ تھی کہ شرعی حجتوں کو پیش کرنے کے بعد ہم اس میدان میں قدم رکھتے، لیکن دو وجہ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اول تو یہ کہ نقل کو جب عقل کے ساتھ مطابق کرکے دکھلایا جاتا ہے تو یہ حکم دل میں اُتر جاتا ہے، اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی ابلہ فریب تحریفات نے جیساکہ قرآن وحدیث پر اپنا جال پھیلانا چاہا ہے، ایسے ہی یہ بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ عقل کے خلاف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو گھٹانے والا ہے ؎

چشمِ بداندیش کہ برکندہ باد

عیب نماید ہنرش درنظر

اس لئے ضرورت ہوئی کہ ان کا یہ طِلسم توڑکر عقلی طور بھی یہ دکھلایا جائے کہ ختم نبوت عین مقتضائے عقل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ امتیازی فضیلت ہے جو آپ کی شان کو تمام انبیاء ورسل سے بڑھا دیتی ہے۔

مرزائیوں نے اس باب میں بزورِ خطابت جو کچھ مسلمانوں کے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اُس کا خلاصہ دو یا تین باتیں ہیں۔

اوّل یہ کہ نبوت ایک رحمت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم نبوت قرار

دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ رحمۃ للعالمین کے آتے ہی دنیا سے رحمت منقطع ہوگئی، یہ اچھی برکت ہوئی کہ رحمت کا خاتمہ ہوگیا، اور قیامت تک اس کا دروازہ بند ہوگیا، اور یہ صریح توہین ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

دوم یہ کہ قدیم سے عادۃ اللہ اس پر جاری ہے کہ جب دنیا میں گمراہی غالب آئی لوگ صراط مستقیم سے ہٹنے لگے تو اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرما دیا۔

آج بھی جب کہ دنیا پر ظلم وجور کی حکومت ہے، کفر وضلالت کی گھٹائیں عالم پر چھا گئی ہیں نبوت کی ضرورت پیدا ہوگئی، ادھر خداوند عالم کی رحمت میں کمی نہیں، اس لئے عادۃ اللہ کے مطابق ضرور کوئی نبی مبعوث ہونا چاہئے۔

سوم انبیاء سابقین میں سے جو اولوالعزم انبیاء گذرے ہیں، ان کے ماتحت بہت سے انبیاء انہی کی شریعت کی نشر واشاعت کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں جس سے ان کی عظمتِ شان ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ ایک بادشاہ کے ماتحت جس قدر خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں، رجواڑے ہوتے ہیں اسی قدر اس بادشاہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور شاہ کے بجائے اس کو شہنشاہ کہا جاتا ہے، اس فطری قاعدہ کا مقتضا بھی یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انقطاعِ نبوت کے انبیائے ماتحت کی اس قدر کثرت ہو جو انبیاء سابقین سے بھی بڑھ جائے۔

یہ چند کلمات ہیں جن کو دلفریب صورت سے مسلمانوں کے سامنے پیش کرکے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان اور فضیلت مطلقہ کے حامی ہیں، اور ختمِ نبوت کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

ان سب باتوں کا اجمالی اور مختصر جواب تو یہ ہے کہ ختمِ نبوت کا عقیدہ (جیسا کہ ہم اُوپر ثابت کرآئے ہیں) ہم نے خود تصنیف نہیں کیا، بلکہ اس عظیم الشان رسول کے بھیجنے والے نے اور خود رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ ہمیں بتلایا ہے ہم نے تسلیم وانقیاد کو اپنا فرض سمجھ کر قبول کرلیا ؎

بارہا گفتہ ام دبار دگر می گویم ۞ کہ من گم شدہ ایں رہ نہ بخودمی پویم
درپسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ۞ آنچہ استادِ ازل گفت ہماں می گویم

تو اگر بالفرض عقیدۂ ختم نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بڑی عظمت

ظاہر نہیں ہوتی ، تو کس کو حق پہنچتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر زبردستی کر کے اس عظمت سے زائد کوئی عظمت آپؐ کے لئے ثابت کرے جو خداوند عالم نے آپؐ کو عنایت فرمائی ہے ۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدائے قدوس نے عقل وفہم کا کوئی حصہ عنایت فرمایا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی فضیلت اور انتہائی عظمت ہے کہ ایک نبی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں ہو سکتی ، جس کی تفصیل مرزائیوں کے بیانات مذکورہ کی ترتیب پر ذیل میں عرض کی جاتی ہے :

امر اول کے متعلق گزارش ہے کہ نبوت کا رحمت ہونا تو مسلّم ہے اور یہ بھی تسلیم کہ آپ اس رحمت کے خاتم ہیں ۔ لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ دنیا اب رحمت سے خالی رہ جائے گی ، اور رحمۃ للعالمین کا وجود دنیا کے لئے (معاذ اللہ) زحمت بن جائے گا ، صرف مرزائی فہم اور مرزائیت کی برکات میں سے ہے ۔

میں کہتا ہوں کہ اگر رحمت کے مختلف چھوٹے چھوٹے دروازے بند کر کے ایک اتنا بڑا پھاٹک کھول دیا جائے جس سے سارے عالم کی تربیت اور پرورش ہو سکے تو کیا اس کو زحمت کہا جائے گا ؟ یا انتہائی درجہ کی عظیم الشان رحمت ، اور کیا یہ دنیا سے رحمت کا انقطاع سمجھا جائے گا یا ساری دنیا کا رحمت سے لبریز ہو جانا ؟

اگر چھوٹی چھوٹی گولوں اور نالیوں کو بند کر کے ایک عظیم الشان نہر ، یا معمولی وقتی اور مقامی نالیوں کو بند کر کے ایک عالمگیر جھڑی لگادی جائے تو اس کو دنیا کے لئے خشک سالی کہا جائے گا یا حیاتِ دائم کا پیغام ؟

ٹمٹماتے ہوئے بے شمار چراغوں کو اٹھا کر اگر اتنا بڑا برقی گیس قائم کر دیا جائے ، جس کی روشنی تمام چراغوں کے مجموعہ سے کہیں زائد ہو تو ان چراغوں کا ختم ہونا اندھیر کا باعث ہوگا یا پہلے سے زیادہ روشنی کا ، یا ان گنت ستارے غائب ہو کر آفتاب عالمتاب سامنے آجائے تو یہ ظلمت کا سبب ہوگا یا پہلے سے کہیں زائد نور کا ، فَمَا لِهٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۔

ابتداءِ عالم سے رحمت نبوت جزوی صورت سے محدود زمانہ اور محدود مکان کے لئے دنیا میں آتی رہی ، ایک خطہ میں موسیٰؑ خدا کی رحمت بن کر خلق اللہ کی تربیت کرتے ہیں تو دوسرے

میں شعیب علیہ السلام اسی خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ ایک ملک میں اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صورت میں رحمتِ خداوندی جلوہ گر ہوتی ہے تو دوسرے میں لوطؑ اسی رحمت کا پیکر بنکر آتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے ایک زمانہ میں آدمؑ ہیں تو دوسرے میں نوحؑ۔ ایک قرن میں ابراہیمؑ احکامِ الٰہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو دوسرے میں موسٰی علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام کے یہ خدمت سپرد ہوتی ہے۔

آخر میں یہ عنایاتِ الٰہیہ اور رحمتِ حق کا اقتضا رہوتا ہے کہ اب وہ عالمگیر رحمت دنیا میں بھیجی جائے جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار و برکات کا خزانہ ہے۔

وَلَیْسَ عَلَی اللہِ بِمُسْتَنْکَرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

یہ عالمگیر رحمت نبی الانبیاء، سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ میں ظاہر ہوئی، جو تمام انبیاء و رسل کے کمالات کی جامع اور اس کی مصداق ہے ؎

حُسنِ یوسف دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء سابقین اپنی اپنی حد میں سب شمعِ ہدایت تھے، لیکن جب یہ ماہتاب روشن ہوگیا تو سب کی روشنی اس کی روشنی میں مغلوب ہوگئی، اور اب سارے عالم کی تنویر کے لئے تنہا یہی کافی ہوگیا ؎

گو شمع بیجئے بنشیں کز رخت امشب
کاشانۂ ما را ہمہ مہتاب گرفت ست

یا یوں کہئے کہ انبیائے سابقین نجوم ہدایت تھے جو اپنی اپنی حد اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق عالم سے ظلمتِ کفر مٹانے میں مصروف تھے، ایک وہ وقت آیا کہ ارہاصاتِ[1] خاتم الانبیاء کی صبح صادق نمودار ہوئی، اور پھر آفتابِ نبوت جلوہ آرا ہوگیا، تو وہ ستارے سب اپنی اپنی جگہ پر اُسی آب و تاب کے ساتھ ہونے کے باوجود آفتاب کی روشنی میں ظاہر

---

[1] نبی کی عظمتِ شان اور سچائی ثابت کرنے کے لئے جو واقعات بطور خرقِ عادت رونما ہوئے ان میں جو عطائے نبوت سے پہلے ظاہر ہوں ان کو ارہاص کہتے ہیں، اور جو بعد عطائے نبوت کے صادر ہوں ان کا نام معجزہ ہے۔

نہیں ہو سکتے ، اور اب سارے عالم کی نظریں صرف اسی کرۂ نور کو دیکھتی ہیں اور اسی کی ضیا گستری پر عالم کے ظلمت و نور کا مدار ٹھہر گیا ؎

رات محفل میں ہر ایک مہ پارہ گرم لاف تھا
صبحدم خورشید جب نکلا تو مطلع صاف تھا

اب کوئی مرزائی ہی ہوگا تو ان شمعوں یا ستاروں کے غائب ہونے پر ماتم کرے گا اور یہ سمجھے گا کہ ہائے اب دنیا نور سے خالی رہ جائے گی ۔ ایک بصیر انسان تو اس عالمگیر روشنی کو اپنا فخر سمجھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے سوا کوئی کام نہیں کر سکتا ۔

مرزائیوں سے میرا سوال

اس کے بعد میں خود مرزائیوں سے دریافت کرتا ہوں جس طرح آپ کی مزعومہ نبوت غیر تشریعی ایک رحمت ہے ، اسی طرح تشریعی نبوت اور شریعت مستقلہ اور کتب سماوی کا نزول وحی ملکی وغیرہ کو غالباً آپ بھی زحمت نہ کہہ سکیں گے ، بلکہ چار و ناچار رحمت ہی کہنا پڑے گا ، اور ساتھ ہی آپ کو اقرار ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد تشریعی نبوت اور شریعت جدیدہ کتب سماویہ کے نزول کا انقطاع بالکلیہ ہو چکا ہے ، تو کیا جو الزام آپ ہم پر لگاتے تھے وہی آپ پر نہیں لوٹ آیا کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے (معاذ اللہ) انقطاع رحمت کا سبب ہو گئے ۔ اگر رحمتِ شریعت کے انقطاع سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور رحمۃ للعالمین ہونے میں فرق نہیں آتا تو غیر تشریعی نبوت کے انقطاع سے بھی نہیں آسکتا ۔

الغرض نبوتِ تشریعی کی رحمت و برکت کا انقطاع جو آپ کو بھی مسلم ہے جو آپ اس کا جواب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے اپنی مزعومہ غیر تشریعی نبوت کے لئے بھی خیال فرمالیں اور بس ۔

امرِ دوم کے متعلق مختصراً یہ گذارش ہے کہ بیشک ابتداء عالم سے سنت اللہ یوں ہی جاری رہی ہے کہ کفر و ضلالت عالم کا احاطہ کر لے ، اور حق و باطل کا امتیاز نہ رہے تو خداوند عالم اپنی رحمتِ کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرما دیتے ہیں ۔

لیکن موجودہ زمانہ میں اس میں دو وجہ سے کلام ہے ۔ اول تو یہ تسلیم نہیں کہ عالم کو

کفر و ضلالت نے اس طرح گھیر لیا ہو کہ کفر و اسلام میں امتیاز نہ رہے، طالبِ ہدایت کو ہدایت کرنے والے موجود نہ ہوں، کیونکہ یہ بات جس طرح واقعات و مشاہدات کے خلاف ہے، اسی طرح حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے بھی خلاف ہے جس میں ارشاد ہے:۔

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَیَنْزِلَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ (مسند احمد ج۴ ص۴۲۹ ورجالہ کلہم ثقات)

"میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو اپنے مقابل پر غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں"

ادھر واقعات و مشاہدات بتلاتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت باوجود بُعدِ زمان و مکان کے آج بھی اپنی امتِ مرحومہ کی تربیت میں اسی طرح مصروف ہے۔ زمانہ پر شرک و بدعات کی گھٹائیں چھا جانے کے باوجود آفتابِ نبوت کی ضیاء گستری نے دن کو رات نہیں ہونے دیا، اس قدر روشنی باقی ہے کہ بصیر آنکھیں اچھے بُرے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکیں۔

انبیاء سابقین اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ستاروں اور آفتاب کی سی ہے، آفتاب پر کتنا ہی ابر محیط ہو جائے، مگر اس کی ظلمت شگاف شعاعیں تمام موادِ غلیظ کو پھاڑتی ہوئی عالم میں نور افشانی سے باز نہیں رہتیں، اور ستاروں پر جب گھٹا چھا جائے تو عالم اُن کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہیئے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے بعد جب کفر و ضلالت کا ابرِ غلیظ عالم پر محیط ہوتا تو کفر و اسلام کا امتیاز مٹ جاتا تھا، اور اسی لئے بعثتِ نبوت کی احتیاج ہوتی تھی، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب وہی ضلالت کی گھٹائیں اٹھیں اور آفاق عالم پر چھا گئیں تو بیشک مذہبی مطلع غبار آلود ہو گیا، لیکن بہرحال دن ہی رہا اندھیری رات نہیں ہو گئی۔

الغرض آفتابِ نبوت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء گستری عالم میں آج بھی اسی طرح وقفِ عام ہے۔ اس آفتاب کی شعاعیں اگر ایک زمانہ تک صدیق و فاروق اور ذی النورین و مرتضیٰ کی صورت میں جلوہ افروز ہیں تو آج بھی علماء و صلحاءِ امت کی صورت میں اسی خدمت کو انجام دیتی ہیں جس کے لئے عہدِ قدیم میں انبیاء تشریف لاتے تھے،

یہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت ہے کہ آپ کی امت کے افراد وہ کام کرتے ہیں جو انبیاء سابقین کیا کرتے تھے، سعید اور خوش نصیب لوگ اس سے آج بھی اسی طرح بہرہ اندوز ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے ؎

ہست مجلس براں قرار کہ بود
ہست مطرب براں ترانہ ہنوز

اس لئے اس آفتاب کے ہوتے ہوئے نہ کوئی مشعل روشن ہو سکتی ہے اور نہ اس کی ضرورت اور دوسرے اگر ضرورت بھی تسلیم کر لی جائے اور موجودہ زمانہ کو عہد قدیم کے زمانہ فترت[1] سے کوئی امتیاز نہ رکھا جائے تو اوّل تو یہ خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادتِ مطلقہ اور نبوت شاملہ و عامہ کے منافی ہے۔ اور اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ جب کبھی دنیا میں کفر و ضلالت کی ظلمت عام ہو جائے تو ضرور نبی مبعوث ہو، کیونکہ یہ سنت اللہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ اس کو اس عالم کا قیام منظور ہے، اور جب اس عالم کی اجلِ مقدر پوری ہو جائے اور خلّاق عالم کو یہی منظور ہو کہ اب اس قوم کا قصہ طے کیا جائے، اور قیامت قائم ہو، تو پھر لامحالہ بعثتِ انبیاء کا سلسلہ قطع کرنا ضروری ہوگا، ورنہ قیامت کے آنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ ادھر تو احادیث میں یہ تصریح ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا، اور ادھر آپ کے خیال کے مطابق یہ ضروری کہ جب لوگ خدائے تعالیٰ سے غافل ہونے لگیں، تو کوئی نبی مبعوث ہو کر خدا کی یاد دوبارہ تازہ کر دے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ابدالآباد تک عالم پر کوئی وقت ایسا نہ آئے جس میں کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے، اور جب ایسا کوئی وقت نہ آئے گا تو حسب تصریحات احادیث قیامت بھی نہ آئے گی۔

خلاصہ یہ کہ غلبۂ کفر و شرک اور فسق و فجور کے وقت انبیاء کے مبعوث فرمانے پر سنت اللہ جاری ہونا مسلّم ہے، لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک بقاء عالم مقصود ہو اور جب کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور مبعوث ہونے سے اس عالم کی

---

[1] فترت وہ زمانہ کہلاتا ہے جو ایک نبی کی وفات کے بعد دوسرے نبی کی بعثت کے درمیان ہو ۱۲

پیدائش کا مقصد پورا ہو چکا تو اب قانونِ فطرت کے مطابق یہ دربار ختم ہو جانا چاہئے، اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

امر سوم کے متعلق یہ عرض ہے کہ کسی نبی کے ماتحت یا اُن کے ساتھ دوسرے انبیاء کا مبعوث ہونا یہ اُن کی عظمتِ شان کو حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ وسلم سے نہیں بڑھاتا۔ کیونکہ تصریحاتِ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام پہلے نبی کے کام کی تکمیل اور ان کی امداد کے لئے مبعوث ہوتے تھے، جس سے حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی کمال کی بدولت مستغنی ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کے ساتھ حضرت ہارونؑ کی بعثت کا جو سبب قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے وہ خود اسی مضمون کا شاہد ہے، فرماتے ہیں:۔

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ | "ہم تمہارے بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کر دیں گے"

اور خود حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کی نبوّت کے لئے جو دعا فرمائی ہے اس میں بھی اپنی بعض کمزوریوں کا عذر پیش کر کے بطور امداد اُن کو مبعوث کرنے کی درخواست کی ہے:۔

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ فَاَرْسِلْ مَعِيَ هَارُوْنَ اَخِيْ اُشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۔

"اور قوم فرعون کا میں نے جرم کیا ہے، اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں، اس لئے میرے ساتھ میرے بھائی ہارون کو بھی مبعوث فرما دیجئے تاکہ اُن کے ذریعہ میں اپنی قوت کو مستحکم کر سکوں"

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت، ہمت اور کمالات نبوت کا انتہائی درجہ چونکہ کسی اور نبی کی اعانت کا محتاج نہ تھا، اس لئے ضرورت نہ ہوئی کہ آپؐ کے ساتھ یا بعد میں کوئی نبی مبعوث کیا جائے۔

رہا یہ خیال کہ ایک بادشاہ کے ماتحت بہت سی خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں ہونا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اوّل تو نبوّت کو ظاہری سلطنت پر قیاس کرنا محض بے معنی ہے اور یہی اجتہاد ہے تو عجب نہیں کہ یہ لوگ خداوند عالم کی عظمت اور قدرت کو بھی

اس وقت تک کامل نہ مانیں جب تک کہ اس کے ماتحت اور بہت سے چھوٹے چھوٹے خدا نہ ہوں، (والعیاذ باللہ العلی العظیم)

اور اگر ملک الملوک کی شہنشاہی کے لئے ماتحت معبودوں کا ہونا ضروری نہیں تو اسی سلطنت الٰہیہ کے خلیفہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور نبی الانبیاء ہونے کے لئے بھی آپؐ کے ساتھ یا بعد میں اور انبیاء کا ہونا ضروری نہیں۔

اس کے علاوہ اگر ذرا عقل سے کام لیا جائے تو ان خود مختار سلطنتوں کا وجود بادشاہ کے لئے باعثِ عظمت اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ اُن کے تمام اختیارات اس بادشاہ کے دیئے ہوئے اور اسی کے اختیارات میں مدغم ہوں، اور جو ایسا نہیں تو "دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند" ایسی ہی صورتوں کے لئے مشہور ہے، اس بادشاہ میں اگر ہمت و طاقت ہے تو ایسے خود مختار کا وجود کبھی پسند نہیں کر سکتا، جس کے اختیارات خود اس کی عنایات پر موقوف نہ ہوں۔

ادھر نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کو عطا کر دے، یا ایک نبی (خواہ وہ نبوت میں کتنا ہی بلند مرتبہ رکھتے ہوں) دوسرے کو نبی بنا دیں، بلکہ یہ وہ منصب ہے جو بلا واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں کسی دوسرے نبی کا ساتھ مبعوث ہونا یا بعد میں اُن کے ماتحت مبعوث ہونا پہلے نبی کی زیادہ عظمت کو ثابت نہیں کرتا۔

اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو یہ بھی غلط ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت دوسرے انبیاء نہیں ہیں، کیونکہ بتصریحات قرآن و حدیث تمام انبیاء و مرسلین آپؐ کے ماتحت اور آپؐ کے ہی جھنڈے کے نیچے ہیں، اور اسی بنا پر آپ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ہاں یہ مزید فضیلت ہے کہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یا بعد میں بطور امداد انبیاء مبعوث ہوتے تھے، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور کمال مستغنی عن الامداد کو واضح کرنے کے آپؐ کے کل ماتحت انبیاء پہلے مبعوث ہو چکے، اور آپؐ سب کے بعد میں تشریف لائے، فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الف الف صلوات۔

قادیانیوں سے ایک سوال

اس کے بعد ہم مرزا صاحب اور مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اسی پر موقوف تھی کہ آپؐ کے ماتحت غیر تشریعی طور پر انبیاء مبعوث ہوں تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ جس قدر انبیاء حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کے ماتحت مبعوث ہوئے ہیں آپؐ کے ماتحت اُن سب سے زیادہ مبعوث ہوتے، حالانکہ مرزا صاحب اپنی تصانیف میں صاف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں میرے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، تو یہ اچھی عظمت ہوئی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ موسیٰؑ کے ماتحت تو ہارونؑ جیسے جلیل الشان پیغمبر اور اُن کے بعد اُن کے بہت سے امثال مبعوث ہوں اور حضرت خاتمیتؐ کے ماتحت ساڑھے تیرہ سو برس میں صرف ایک نبی پیدا ہو اور وہ بھی اس شان کے کہ اُن کی علمی، عملی، اخلاقی زندگی انھیں ایک ادنیٰ مسلمان بلکہ ایک باوقار انسان بھی ثابت نہیں کر سکتی، معاذ اللہ یہ صریح توہین ہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لَعَنَ اللّٰہُ مَنِ ادَّعَاھَا۔

قانونِ فطرت بھی ختمِ نبوت کا مقتضی ہے

کائناتِ عالم پر سرسری نظر ڈالنے والا دنیا میں دو چیزیں دیکھتا ہے، ایک وحدت دوسری کثرت۔ لیکن جب ذرا تأمل کیا جائے اور نظر کو عمیق کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں بھی وحدت ہی اصل الاصول ہے، جتنی کثرتیں سطحی نظر میں سامنے آتی ہیں وہ بھی کسی وحدت کے سلسلہ میں بندھ کر قائم ہیں۔ اور جو کثرت کسی وحدت پر منتہی اور وحدت میں منسلک نہیں اس کا شیرازۂ وجود منتشر ہو کر قریب ہے کہ عدم میں شامل ہو جائے، اس لئے ایسی کثرت کو موجود کہنا بھی فضول ہوگا۔

مثال کے لئے دیکھئے کہ جب ہم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو اس کے محیر العقول طول وعرض میں بے شمار کثرتیں کھپی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، لیکن جب ان کثرتوں کے سلسلہ میں نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کثرتیں ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں، اور ایک ہی محور پر حرکت کر رہی ہیں، اور اگر ان کا سلسلہ اس وحدت پر

منتہی نہ ہوتا تو یہ نظامِ سماوی کسی طرح باقی نہ رہ سکتا تھا۔

آسمان سے نیچے اتر کر موالید ثلاثہ میں بھی یہی فطری قانون نافذ ہے۔ جمادات کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالو تو کس قدر بے شمار کثرتیں سامنے آتی ہیں، لیکن وہ سب بھی اسی طرح ایک وحدت میں منسلک ہیں، اور جب رشتۂ انسلاک ٹوٹتا ہے تو اس کے لئے موت کا پیام ہوتا ہے۔

نباتات میں بے شمار شاخیں، پتے اور پھل پھول نئے نئے رنگ اور نئی نئی وضع میں کثرت کی شان لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، لیکن اگر ان کی انتہا ایک جڑ کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو فرمائیے کہ اس باغ و بہار کی عمر کتنی رہ سکتی ہے۔

حیوانات میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور تین سو ساٹھ جوڑوں کی کثرت موجود ہے لیکن اگر یہ سب ایک رشتۂ وحدت میں منسلک نہ ہو تو یہی اس کی موت ہے۔

اس کے بعد دنیا میں تمام مشینوں، انجنوں، گاڑیوں، برقی تاروں، اور واٹر ورکس کے نلوں، وغیرہ وغیرہ پر نظر ڈلئے تو سب کو اسی قانونِ فطرت کی جکڑ بند سے آباد پائیں گے، اور جب کسی انجن کے کل پُرزے اس کے رُوح (اسٹیم) سے علیحدہ ہوں، یا گاڑیوں کا باہمی ربط ٹوٹے یا برقی تاروں کا اتصال بجلی کے خزانہ کے ساتھ نہ رہے، یا پانی کے نل واٹر ورکس سے منقطع ہو جائیں تو اُن کا وجود بھی بے کار ہے۔

کائناتِ عالم کی ان مثالوں پر نظر کر کے جو قانون قدرت ذہن نشین ہوتا ہے، نبوت اور رسالت بھی اس سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے، بلکہ عالم کی تمام نبوتوں کا سلسلہ بھی کسی ایسی نبوت پر ختم ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ اقویٰ واکمل ہو اور جس کے ذریعہ سے نبوتوں کی کثرت ایک وحدت پر منتہی ہو کر اپنے وجود کو قائم اور مفید بنا سکے، اور مسلم ہو کہ اس سیادت و فضیلت کے حقدار صرف حضرت خاتم الانبیاء ہی ہو سکتے ہیں، جن کی سیادت پر انبیاء سابقین اور اُن کی کتب سماوی اور پھر ان کی امتیں خود گواہ ہیں، جن کی تصریحات ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اور یہی رمز ہے اس میثاق میں جو تمام انبیاء و رسل سے لیا گیا ہے کہ اگر وہ آپؐ کا زمانہ پائیں تو آپؐ پر ایمان لائیں، اور آپؐ کی مدد کریں، ارشاد ہے:-

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۔ ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں؛

اور اس میثاق کی تصدیق اور سیادت کو ثابت کرنے کے لئے خداوند عالم نے دو مرتبہ دنیوی حیات میں آپؐ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع فرمایا، اور یہ سیادت اس طرح ظاہر فرمائی کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہوئے، جس کا مفصل واقعہ اسراء و معراج کے تحت میں تمام کتبِ حدیث میں صحیح و معتبر روایات سے منقول ہے، پھر آخرِ زمانہ میں انبیائے سابقین میں سے سب سے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ کو آپؐ کی شریعت کا صریح طور پر متبع بنا کر بھیجدیا، تاکہ اس میثاق پر صاف طور سے عمل ہو جائے۔

اور پھر قیامت میں شفاعتِ کبریٰ کے ذریعہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپؐ کی سیادت واضح فرمائی جائے گی۔ الغرض عقل و حکمت اور قانونِ فطرت کا اقتضاء ہے کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو جائیں۔

قانونِ فطرت کی دوسری نظیر

دنیا کی اکثر چیزوں پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقصد کے پورا کرنے کے لئے سینکڑوں اسباب و آلات کام میں آتے ہیں، اور ایک زمانہ دراز ابتدائی مقدمات طے کرنے میں صرف ہوتا ہے، سب سے آخر میں اصل مقصود کی صورت نظر آتی ہے۔

مثال کے لئے درختوں کو دیکھئے اور بیج بونے کے وقت تک تمام درمیانی مراحل پر تفصیلی نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام کاوشوں کا اصلی مقصود یہ تھا جو آج سامنے آیا ہے۔

اسی طرح تمام کائنات کی پیدائش کا اصلی مقصد اور تمام نبوتوں کا خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قانونِ فطرت کے موافق آخر میں تشریف لائے ہیں۔

اسی مضمون کو سندی شیخی و استاذی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے اس بلیغ شعر میں ادا فرمایا ہے ؎

اے ختمِ رسل امتِ تو خیر الامم بود ٭ چوں ثمرہ کہ آید ہمہ در فصل نفیری

تیسری نظیر

اسی طرح شاہی درباروں پر نظر ڈالو کہ ایک مدت پہلے سے اس کا انتظام کرنے کے لئے سینکڑوں بڑے چھوٹے حکام برسرِ کار آتے ہیں، لیکن ان سب کا اصلی مقصد

سلطانی دربار کے لئے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے، اور اسی لئے جب دربار کا وقت آتا ہے اور بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مقاصدِ دربار کی تکمیل کرتا ہے تو اس کے بعد اور کسی کا انتظار باقی نہیں رہتا، اور اسی پر دربار ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ زیرِ بحث میں بھی اسی طرح سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کا ختم ہو جانا بالکل قانونِ فطرت اور مقتضائے عقل کے موافق ہے۔

اسی قسم کی سینکڑوں نظیریں ذرا تأمل سے ہر شخص نکال سکتا ہے۔

قرآن و حدیث اور اجماعِ امت اور اقوالِ سلف اور پھر عقلی وجوہ کا جس قدر ذخیرہ اب تک اس رسالہ میں جمع ہو چکا ہے ایک بصیرت والی آنکھ اور سماعت والے کان کے لئے کفایت سے بہت زائد ہے، اور ازلی بدبخت کا کوئی علاج نہیں۔

ارجو ان ینفعنی والمسلمین بہ و
ھو ولی التوفیق وخیر الرفیق فی
کل مضیق ؎

مسئلہ زیر بحث

یعنی ختم نبوت پر میرے گواہ

اُولٰئِکَ اٰشْہَادِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِہِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا غُلَامُ الْمَجَامِعُ

آخر میں ہم اپنے اُن گواہوں کی فہرست پیش کرتے ہیں جن کی شہادتیں اس رسالہ میں موقع بموقع قلمبند ہو چکی ہیں، تاکہ ناظرین خود مقدمہ کا فیصلہ کر سکیں، اور ہر شخص اپنی عاقبت کو پیش نظر رکھ کر کسی ایک جانب کو اختیار کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ میں کس گروہ میں داخل ہوتا ہوں، اور کس کو چھوڑتا ہوں۔

خداوند عالم جل ذکرہٗ و مجدہٗ سب سے پہلے خدائے جل و علا کا کلام پاک ہمارا گواہ ہے (وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا) جس نے نہ صرف دو چار آیتوں میں بلکہ پوری سو آیات میں صراحۃً و اشارۃً اس مسئلہ کو بیان فرما کر ہر تاویل و تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے، اور جن میں کسی ایک جگہ اشارہ بلکہ شبہ اور وہم بھی اس معنی کا نہیں ہوتا جو مرزا صاحب اور اُن کے متبعین نے ایجاد کئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام یہ برگزیدہ جماعت جس کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم نہیں۔ جب اُن میں سے کوئی رسول دنیا میں آیا اس نے اپنے فرائض منصبی میں اس کو بھی اہم ترین فرض سمجھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان کر دے۔ جیسا کہ بحوالہ روح المعانی اخذِ میثاق کی تفسیر میں گذر چکا ہے، کہ ازل میں انبیاء علیہم السلام سے جو میثاق لیا گیا تھا، اس میں یہ بھی داخل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا دنیا میں اعلان فرما دیں۔

اس لئے ہر نبی اور رسول کا فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے اعلان کے ساتھ اس کو بھی بیان کر دیں، کہ آپ ہی خاتم الانبیاء ہیں، اور آپ کے بعد

اور کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

چنانچہ اس مقدس جماعت نے اس کی تکمیل کی، جن میں سے حضرات ذیل کی تصریحات اُن کی آسمانی کتب وصحائف سے ابھی نقل کی جاچکی ہیں:۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اس جماعت نے بھی مطلقاً انقطاع رسالت ونبوت کی خبر دی، کوئی اشارہ بھی اس طرف نہ کیا کہ کوئی قسم غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی پھر بھی باقی رہے گی۔ اُن کے بعد خود

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے تو آپ نے دو سو دس احادیث میں اس مسئلہ کو مختلف عبارات اور مختلف عنوانات سے مختلف مجالس میں اس طرح بیان فرمایا کہ مسئلہ کا کوئی پہلو یا اس کی کوئی قید وشرط مخفی نہ رہی۔

لیکن ان تمام احادیث کے طویل دفتر میں بھی کہیں نہ بیان کیا گیا کہ اختتام نبوت سے ہماری مراد صرف شریعت جدیدہ کا اختتام ہے، غیر تشریعی یا ظلی بروزی طور پر کوئی قسم نبوت کی ہمارے بعد بھی باقی رہے گی۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ بہت سی احادیث میں صراحۃً ہر قسم کی نبوت کا انقطاع صاف طور پر بیان کر کے تمام اُن تحریفات کی جڑ کاٹ دی جو مرزا صاحب اور اُن کی امت نے ایجاد کی ہیں۔

صحابہ وتابعین
رضوان اللہ علیہم اجمعین

میرے گواہوں کی چوتھی قسط صحابہ وتابعین کی وہ مقدس جماعت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات اوّلین وآخرین سے افضل ہیں۔ جن میں سے ترانوے حضرات کی شہادتیں اس رسالہ میں قلمبند ہوچکی ہیں۔ لیکن ہمیں ان کے بیانات میں بھی کوئی لفظ ایسا نظر نہیں پڑتا جس میں تشریعی غیر تشریعی، یا ظلی بروزی، یا لغوی مجازی نبوت کی تفصیل کر کے کسی قسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی بتلایا گیا ہو بلکہ نہایت وضاحت کے ساتھ جمیع اقسام نبوت کے اختتام کا اعلان کر کے مدعی نبوت کے کفر وارتداد کے حکم پر اجماع کیا گیا ہے۔

حضرات محدثین رح

ہمارے گواہوں کی پانچویں قسط وہ حضرات محدثین ہیں جنھوں نے احادیث نبویہ کے ایک ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ایک زیر وزبر

کی تحقیق کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کے سفر قطع کئے، اور اپنی عمر کے لیل ونہار ان کے الفاظ کی تحقیق اور معانی کی تشریح میں صرف کرکے ایسا منقح اور صاف کردیا کہ کسی شبہ کی گنجائش نہ رہے، اس جماعت سے اڑسٹھ حضرات کی شہادتیں اس مقدمہ میں پیش کی جاچکی ہیں، لیکن ان میں بھی کسی کی زبان سے نہ نکلا کہ اختتامِ نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ کا اختتام مراد ہے، غیر تشریعی یا ظلی بروزی طور پر نبوت باقی ہے، بلکہ انھوں نے پہلے حضرات سے زیادہ وضاحت سے ہر قسم کی نبوت ووحی کا انقطاع اور ہر مدعیِ نبوت کے کفر وارتداد کا حکم دیا۔

حضرات مفسرینؒ

میرے شہداء کی چھٹی قسط حضرات مفسرینؒ ہیں جنھوں نے قرآن کریم کے ایک ایک حرف بلکہ زیر وزبر اور حرکت و وقف کی تشریح وتفسیر کے لئے اپنی عمروں کو وقف کرکے آیاتِ فرقانیہ کو اس طرح واضح فرمایا کہ کسی شبہ کا راستہ باقی نہ رہے، جن میں سے پچیس حضرات کی شہادتیں اسی رسالہ میں گزر چکی ہیں۔ اس مقدس جماعت نے بھی اس معمہ کو حل نہ کیا جو مرزاجی اور ان کی امت کا مدعیٰ ہے، بلکہ (معاذاللہ) امت کو اس گمراہی اور غلطی میں رہنے دیا جس میں اب تک تمام حضرات سابقین نے چھوڑا تھا، یعنی کسی نے نہ فرمایا کہ ختمِ نبوت سے فقط شریعت جدیدہ کا اختتام مقصود ہے بعض اقسامِ نبوت اور بھی باقی رہیں گی۔

حضرات فقہاءِ مذاہبِ اربعہ

حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ،

مسئلہ زیر بحث اگرچہ اصولی مسئلہ ہونے وجہ سے فقہاء کے فرائض سے علیحدہ ہے، لیکن کہیں کہیں ضمنی طور پر کلماتِ کفر اور موجباتِ ارتداد کو بیان کرتے ہوئے ان حضرات نے بھی اس سے تعرض کیا ہے، جن میں سے مذاہبِ اربعہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ کے دس حضرات کی عبارتیں نقل کی جاچکی ہیں، جن میں ہر مدعیِ نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والوں کو ہی کافر ومرتد نہیں بتلایا گیا، بلکہ اس شخص کو بھی باتفاق کافر کہا گیا جو مدعیِ نبوت کے دعوے میں سچائی کا احتمال بھی پیدا کرے یہ حضرات اگرچہ بال کی کھال نکالنے والے ہیں، مگر انھوں نے بھی کوئی تفصیل نہ فرمائی، کہ یہ سنگین جرم (کفر) صرف اس شخص پر عائد ہے جو نبوت مستقلہ اور شریعت جدیدہ کا مدعی ہو، یا اس کی تصدیق کرنے والا ہو، غیر تشریعی یا ظلی بروزی یا لغوی یا مجازی

طور پر اگر کوئی دعویٰ کرے یا اس کی تصدیق کرے تو وہ اس میں داخل نہیں۔

حضرات متکلمینؒ

گواہانِ ختم نبوت کی ساتویں قسط حضرات متکلمین ہیں، جن میں سے سولہ حضرات کے بیانات قلمبند کئے گئے ہیں، اُن حضرات کے یہاں اگرچہ بات بات پر اور حرف حرف پر بحث ومباحثہ کا بازار گرم ہے، ایک عبارت میں جتنے احتمالات عقلی طور پر ہوسکتے ہیں ان کے یہاں تقریباً تا تردیداً تمام زیر بحث آجاتے ہیں، لیکن ان میں بھی کسی کے مُنہ سے یہ نہیں نکلا کہ ختم نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ مستقلہ کا اختتام مقصود ہے، غیر تشریعی طور پر نبوت بعد میں بھی ہوسکتی ہے۔

صُوفیائے کرامؒ

آخر میں ہم وہ گواہ پیش کرتے ہیں جن کے مقالات وحالات مقامِ نبوت کے اظلال ہیں، جن کے علوم ومعارف کا میدان صرف اوراقِ کتب نہیں، بلکہ الہام رحمانی اور مکاشفات بھی اُن کے مشعلِ راہ ہیں جن میں سے دس حضرات کی شہادتیں ابھی درج کی گئی ہیں۔

اس نکتہ رس اور دقیقہ سنج جماعت نے بھی اُمت کو یہ اطلاع نہ دی کہ اصطلاحِ شریعت اور قرآن وحدیث میں جس کو نبوت کہا جاسکتا ہے اس کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی رہے گی، بلکہ علماء ظاہر اہلِ سنت والجماعت کے عقائد اور بیانات کے مطابق انہوں نے بھی مطلقاً ہر قسم کی نبوت کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھا اور سمجھایا۔

الغرض ابتداء آفرینش سے آج تک انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور علماء وصلحاء کی بے شمار جماعتیں جس چیز کی گواہی دیتی چلی آئیں اور کسی نے اس میں تاویل وتخصیص کی شاخ نہ نکالی بلکہ اپنے اطلاق پر تسلیم کیا، اور کرایا۔ آج اگر کوئی شخص ان سب کے خلاف اس میں تحریف کرنے لگے تو اس کے سوا کیا کہا جائے ؎

سرِ خدا کہ عارف وزاہد کسے نہ گفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

اور میں تو پھر وہی عرض کروں گا جو پہلے کرچکا ہوں، کہ اگر حق وہدایت ان حضرات انبیاء وصحابہ وغیرہم کے راستہ کے سوا کہیں اور ہے تو مجھے ایسے حق کی ضرورت نہیں میں ایسی ہدایت سے معافی چاہتا ہوں ؎

وَرَشَادِیْ اِنْ یَکُنْ فِیْ سَلُوَتِیْ ؏ فَدَعُوْنِیْ لَسْتُ اَرْضٰی بِالرَّشَادِ

"اور میری ہدایت اگر اسی میں مضمر ہے کہ میں ان حضرات سے علیحدہ ہو جاؤں تو تم مجھے چھوڑ دو، میں ایسی ہدایت کا خواہاں نہیں "

اور نہایت شرح صدر کے ساتھ کہوں گا کہ اگر ان حضرات کا اتباع گمراہی ہے تو وہ گمراہی ہی میرا مذہب ہے، مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں،

وَلَنِعْمَ مَا قَالَ الشَّافِعِیُّ ؎

اِنْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ؏ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّیْ رَافِضٌ

"اگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام رافضیت ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں بھی ایسا رافضی ہوں"

اگر کسی مجنوں کے نزدیک یہ سارے افضل الخلائق خلاصۂ کائنات (معاذ اللہ) گمراہ ہیں تو میں تنہا ہدایت پاکر کیا کروں گا ؎

وَمَا اَنَا اِلَّا مِنْ غَزِیَّةَ اِنْ غَوَتْ ؏ غَوَیْتُ وَاِنْ تَرْشُدْ غَزِیَّةُ اَرْشُدْ

"میں قبیلۂ غزیہ کا ایک فرد ہوں، اگر غزیہ سب گمراہ ہوئے تو میں بھی گمراہ ہوں اور اگر وہ ہدایت پر ہیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں"

قادیانیوں کی خدمت میں
ایک دردمندانہ ومخلصانہ گذارش

سب سے پہلے تو یہ حلفیہ گذارش ہے کہ واللہ باللہ ثم باللہ کہ مجھے مرزا صاحب اور اُن کے متبعین سے کوئی بغض یا عناد نہیں، اور جو اوراق اس بحث میں سیاہ کئے ہیں ان کی غرض نہ اپنی حرف دانی کا اظہار ہے، اور نہ اُن مغلظات گالیوں کا بدلہ لینا جو مرزا صاحب اور اُن کے متبعین نے ہمارے بزرگوں کو اپنی تصانیف میں دی ہیں، کیونکہ ان سب کا جواب تو ہمارے نزدیک یہ ہے:۔

وَقُلْ لِغُلَامٍ اِنْ شَتَمْتَ سَرَاتَنَا فَلَسْنَا بِشَتَّامِيْنَ لِلْمُتَشَتِّمِ

"اور مرزا غلام سے کہہ دو کہ اگر تم نے ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو دو، ہم تو گالیاں دینے والے کو گالیاں دینے والے نہیں۔"

بلکہ اخلاص کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے دینِ انبیاء اور قرآن و حدیث اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف وخلف کے عقائد مسئلہ ختم نبوت کے متعلق پیش کرنا تھا، جس میں ایک حد تک ربّ القوی والقدر نے ان ضعیف ہاتھوں اور ناکارہ دل و دماغ کو کامیاب فرمایا، والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

خدا کے لئے سمجھو کہ اگر تم سب کے سب مرزا صاحب نہیں ان سے بھی کسی لوفی آدمی کو نبی بلکہ خدا تسلیم کرلو، اور تمام نصوص قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کو ٹھکرا دو تو ہمارا کیا بگڑتا ہے اور کروڑوں کافر دنیا میں اس سے زیادہ شریعتِ اسلام کی توہین کرنے والے موجود ہیں، ان میں چند ہزار کا اور اضافہ سہی، ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور اپنے کئے کو بھگتنا ہے، لَهُمْ مَا كَسَبُوْا وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔

ہاں دل میں درد ہوتا ہے جب دیکھتے ہیں کہ اپنے دست و بازو کٹ رہے ہیں، لوگ غیروں کو اپنا بنانے میں مشغول ہیں، اور مسلمان اپنے بھی غیر ہوتے جاتے ہیں۔

خدا کے لئے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کرو، اور ان اوراق کو تعصب و خودغرضی

سے علیحدہ ہو کر دیکھو، اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا ان بینات و نصوص اور براہین واضحہ کے بعد بھی کسی غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی یا لغوی یا مجازی یا جزوی یا غیر مستقل نبوت کا وجود اسلامی روایات سے نکلتا ہے، یا ہر اس چیز کا جس کو شریعت و ملت اسلام میں نبوت کہا جاتا ہے، کلی انقطاع آفتاب کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یہ ہماری گذارش ہے ماننا نہ ماننا آپ کے قبضہ میں ہے۔

وما التوفیق الا من اللہ وما الھدایۃ الا منہ واٰخر دعوانا ان
الحمد للہ رب العٰلمین، اللّٰھم انا نعوذ بک من مضلات الفتن
ما ظھر منھا وما بطن، اللھم اَرِنَا
الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل
باطلا، وارزقنا اجتنابہ وقد تم بعون اللہ تعالیٰ سبع عشرۃ
من شوال المکرم ۱۳۴۵ھ ضحوۃ یوم الاربعاء ۔
ستبقی خطوطی فی الدفاتر برھۃ
وانملتی تحت التراب رمیم

العبد الضعیف
محمد شفیع الدیوبندی
۱۷ شوال ۱۳۴۵ھ

****

ضمیمہ

مسیح موعود کی پہچان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آخری دور میں بہ تقاضائے حکمتِ الٰہیہ دجالِ اکبر کا خروج مقدر و مقرر تھا جس کے شر سے تمام انبیائے سابقین[1] اپنی اپنی امتوں کو ڈراتے آئے تھے۔ اور حسب تصریحات احادیثِ متواترہ اس کا فتنہ تمام اگلے پچھلے فتنوں سے اشد ہوگا۔ اس کے ساتھ ساحرانہ قوتیں اور خوارقِ عادات بے شمار ہوں گے۔

اسی کے ساتھ زمرۂ انبیاء میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شان اور خاتم الامم کے ساتھ خاص عنایاتِ حق کے اظہار کے لئے باقتضائے حکمتِ الٰہیہ یہ بھی مقدر و مقرر تھا کہ فتنۂ دجال سے امت کو بچانے اور دجال کو شکست دینے کے لئے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرمائیں گے جو اپنی مخصوص شانِ مسیحی سے مسیح دجال کا خاتمہ کریں گے۔

خروجِ دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات امتِ مرحومہ کے آگے آنے والے تمام فتن اور واقعات میں سب سے اہم تھے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اپنی امت پر سب سے زیادہ رحیم و شفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کی تبیین و تعیین میں اور مسیح دجال اور مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی علامات و نشانات بتلانے میں انتہائی تفصیل و توضیح سے کام لیا ہے، سو سے زیادہ احادیث ہیں جو مختلف اوقات میں صحابہؓ کے مختلف مجامع میں مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و علامات اور بوقت نزول اُن کی

---

[1] اخرجہ ابوداؤد عن انسؓ ... کذا فی جمع الفوائد مترجم ص ۲۷۴ ج ۲ ۔ ۱۲ منہ

مکمل کیفیات کا اظہار فرمایا۔

یہ احادیث درجۂ تواتر کو پہونچی ہوئی ہیں۔ اکابر محدثین نے ان کو متواتر قرار دیا ہے اور خبر متواتر سے جو چیز ثابت ہو اس کا قطعی اور یقینی ہونا تمام اہل عقل اور اہل دین کے نزدیک باتفاق مسلّم ہے۔

ان تمام احادیث معتبرہ کو احقر نے اپنے عربی رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں جمع کر دیا ہے اور اس میں ہر حدیث پر نمبر ڈال دیئے ہیں، اس رسالہ میں صرف حدیث کا نمبر اور کتاب کا حوالہ دینے پر اکتفار کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ کسی وقت ان احادیث کو مع ترجمہ و تشریح[1] بھی شائع کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جتنی علامات اور نشانیاں بتلائی ہیں اتنی کسی رسول اور نبی کے متعلق نہیں بتلائیں۔ یہاں تک کہ خود سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن اترا ہے ان کی بھی مادی اور جسمانی علامات و نشانات قرآن نے اس تفصیل سے نہیں بتلائے۔ تمام انبیاء علیہم کے درمیان صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا یہ معاملہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اس پر مزید در مزید اضافہ بلاشبہ اس لئے تھا کہ آخر زمانہ میں ان کا اس امت میں تشریف لانا مقدر و مقرر تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اُن کی علامات و نشانات امت کو ایسی وضاحت سے بتلا دیئے جائیں کہ پھر کسی کو کسی اشتباہ والتباس کی ادنیٰ گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ میں جمع کی ہوئی تمام علامات و نشانات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ کہہ اٹھے گا کہ کسی انسان کی تعیین کے لئے اس سے زیادہ نشانات و علامات نہیں بتلائے جا سکتے ــــ اور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے اس کام کیلئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتخاب میں شاید یہ حکمت بھی ہو کہ اُن کی پیدائش اور خلقت و تربیت تمام بنی نوع انسان سے جُدا ایک خاص معجزانہ طریق پر ہوئی ہے۔ اُن کے حالات کسی دوسرے انسان کے ساتھ ملتبس اور مشتبہ ہو ہی نہیں سکتے۔

---

[1] اب یہ ترجمہ و تشریح کا کام برخوردار عزیز مولوی محمد رفیع عثمانی سلمہٗ مدرس دارالعلوم کراچی نے کر دیا ہے جو "علامات قیامت اور نزول مسیح" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ محمد شفیع ۳۰ صفر ۱۳۹۴ھ

الغرض قرآن و حدیث نے آخر زمانہ میں آنے والے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تعیین اور اس میں پیدا ہونے والے ہر التباس و اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے اس قدر اہتمام فرمایا کہ اُس سے زیادہ اہتمام عادۃً ناممکن ہے تاکہ کوئی جھوٹا مدعی اپنے آپ کو مسیح موعود کہہ کر امت کو گمراہ نہ کر سکے۔

لیکن شاباش ہے قادیانی مرزا غلام احمد کو کہ انھوں نے قرآن و حدیث کے اس تمام اہتمام کے مقابلہ میں اکھاڑا جما دیا اور ان میں بیان کی ہوئی تمام چیزوں پر پانی پھیر کر خود مسیح موعود بن بیٹھے۔ اور اس سے زیادہ حیرت ان لوگوں پر ہے جنھوں نے قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہوتے ہوئے ان کو مسیح موعود مان لیا۔ لیکن اس امت میں سے کسی شخص کا مسیح موعود بننا بغیر اس کے ممکن نہیں تھا کہ قرآن و حدیث کی قائم کی ہوئی تمام مضبوط و مستحکم بنیادوں کو اکھاڑ کر ایک نیا دین، نئی ملت بنائی جائے۔ اس لئے مرزا صاحب نے :-

(۱) امت کے اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔ اُن کی قبر کشمیر میں ہے۔

(۲) پھر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ ان کا شبیہ و مثیل آئے گا۔

(۳) پھر وہ شبیہ و مثیل خود بننے کی کوشش جاری فرمائی۔

(۴) اور چونکہ حسب تصریح قرآن و حدیث و اجماع امت ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے نبی ہیں اُن کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں تھا۔ اگر کوئی ان کا مثیل و شبیہ آئے

ع۵ قرآن مجید سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مکمل ثبوت حضرت الاستاذ العلام مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کی کتاب "عقیدۃ الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" میں اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب "کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ" میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس مسئلہ سے متعلق احادیث احقر کے عربی رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں مذکور ہیں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ ختم نبوت اُس کی راہ میں حائل ہوتا ہے اس لئے اس اجماعی مسئلہ کی تحریف کرنا پڑی اور نبوت کی خودساختہ قسمیں بنا کر بعض اقسام کا سلسلہ جاری قرار دیا۔

⑤ آخر کار خود نبی و رسول بن گئے۔

⑥ دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو اُن کو نہ مانے وہ کافر قرار دیا جائے اس کے نتیجے میں اپنی ایک مٹھی جماعت کے سوا اُمت کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔

⑦ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مدعی نبوت کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ایک ملت نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی نبی کے ماننے والے بھی مسلمان کہلائیں اور اُس کو جھوٹا سمجھنے والے بھی مسلمان رہیں۔ اس طرح ملتِ اسلامیہ کے ٹکڑے کرکے ایک علیحدہ ملت کی تعمیر کی گئی۔ یہ سارے کفریات اس کے نتیجے میں آئے کہ قرآن و حدیث کی بے شمار تصریحات کے خلاف اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا۔

اس لئے احقر نے اس مختصر رسالہ میں آخر زمانہ میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی تمام نشانیاں اور علامات بحوالۂ قرآن و حدیث جمع کردی ہیں تاکہ ہر دیکھنے والا ایک نظر میں دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو علامات بیان کی ہیں قادیانی مرزا صاحب میں اُن میں سے کوئی موجود ہے یا نہیں۔

ہم نے سہولت کے لئے ان حالات و علامات کو ایک جدول کی صورت میں پیش کیا ہے جس کے ایک خانے میں آنے والے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے خانے میں اُن کا حوالہ قرآن یا حدیث سے دیا گیا ہے۔ احادیث کی عبارت طویل تھی اس لئے تمام احادیث کو مع

اس جدول میں صرف حدیث کا نمبر لکھا جائے گا جس کو

اصل حدیث دیکھنا ہو اس نمبر کے حوالہ سے

تیسرے خانے میں مرزا صاحب کے حالات و علامات کا مقابلہ دکھلانا تھا۔

مگر ہمیں تو ان علامات میں سے کوئی بھی مرزا صاحب میں نظر نہیں آئی، بلکہ صراحتاً اُس کے مخالف علامات و حالات معلوم ہوئے۔ مخالف حالات اور وہ بھی ذاتی اور گھریلو معاملات سے متعلق اگر بیان کئے جائیں تو دیکھنے والے شاید اُس کو تہذیب کے خلاف سمجھیں۔

اس لئے ہم نے یہ خانہ سب جگہ خالی چھوڑ دیا ہے کہ مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے والے خدا کو حاضر و ناظر جان کر ایمان داری سے اس خانہ کو خود پُر کریں۔

شاید اللہ تعالیٰ اسی کو اُن کے لئے ذریعۂ ہدایت بنا دیں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

بندہ
محمد شفیع عفا اللہ عنہ
مدرس دارالعلوم دیوبند
شعبان ۱۳۴۵ھ

****

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ .

مسیح موعود کا نام، کنیت اور لقب

۱	آپ کا نام عیسیٰ ہے۔ علیہ السلام	ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۲	آپ کی کنیت عیسیٰ ابن مریم ہے۔	ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ
۳	آپ کا لقب، مسیح ہے۔	إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ
۴	" " کلمۃ اللہ ہے۔	اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۵	" " روح اللہ ہے۔	" " "

مسیح موعود کے خاندان کی پوری تفصیل

۶	آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہے۔	ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۷	آپ بغیر باپ کے بقدرتِ خداوندی صرف ماں سے پیدا ہوئے۔	أَنّٰى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۔
۸	آپ کے نانا عمران علیہ السلام ہیں۔	مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي
۹	آپ کی نانی امرأۃ عمران (حنہ) ہیں۔	إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ
۱۰	آپ کے ماموں ہارونؑ ہیں	يَا أُخْتَ هٰرُونَ

عہ ہارون سے اس جگہ ہارون نبی علیہ السلام مراد نہیں۔ کیونکہ وہ تو مریمؑ سے بہت پہلے گزر چکے تھے، بلکہ ان کے نام پر حضرت مریمؑ کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا (کذا رواہ مسلم والنسائی والترمذی مرفوعاً)۔

۱۱	آپ کی نانی کی یہ نذر کہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بیت المقدس کے لئے وقف کروں گی۔	إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا
۱۲	پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا۔	فَلَمَّا وَضَعَتْهَا الآية
۱۳	پھر ان کا عذر کرنا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔	إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ
۱۴	اُس لڑکی کا نام مریم رکھنا۔	إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ

والدہ مسیح موعود (علیہ السلام) حضرت مریمؑ کے بعض حالات

۱۵	مسِ شیطان سے محفوظ رہنا۔	إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ
۱۶	ان کا نشو ونما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کے برابر ہونا۔	وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا۔
۱۷	مجاورینِ بیت المقدس کا مریم کی تربیت میں جھگڑنا اور حضرت زکریاؑ کا کفیل ہونا	إِذْ يَخْتَصِمُونَ
۱۸	ان کو محراب میں ٹھیرانا اور ان کے پاس غیبی رزق آنا۔	كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا
۱۹	زکریاؑ کا سوال اور مریم کا جواب کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔	قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
۲۰	فرشتوں کا اُن سے کلام کرنا۔	إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ
۲۱	ان کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا۔	إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ
۲۲	ان کا حیض سے پاک ہونا۔	وَطَهَّرَكِ
۲۳	تمام دنیا کی موجود عورتوں سے افضل ہونا	وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ

حضرت مسیح (علیہ السلام) کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ

۲۴	مریم کا ایک گوشہ میں جانا	إِذِ انْتَبَذَتْ

۲۵	اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا۔	مَكَانًا شَرْقِيًّا
	ان کا پردہ ڈالنا۔	فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا
۲۶	ان کے پاس بشکلِ انسان فرشتہ کا آنا۔	فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا
۲۷	مریم کا پناہ مانگنا۔	اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ
۲۸	فرشتہ کا من جانب اللہ ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینا۔	لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا
۲۹	مریم کا اس خبر پر تعجب کرنا کہ بغیر صحبتِ مرد کے کیسے بچہ ہوگا؟	اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ
۳۰	فرشتہ کا منجانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے۔	قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ
۳۱	بحکم خداوندی بغیر صحبتِ مرد کے اُن کا حاملہ ہونا۔	فَحَمَلَتْهُ
۳۲	دردِزہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے جانا۔	فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ

آپ کی ولادت کس جگہ اور کس طرح پر ہوئی

۳۳	مسکونہ مکان سے دور ایک باغ کے گوشہ میں ولادت ہوئی۔	فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۔
۳۴	حضرت مریم ایک کھجور کے درخت کے تنہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھیں۔	اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ
۳۵	ولادت کے بعد مریم کا بوجہ حیار کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا۔	قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا
۳۶	درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا	فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَا

نمبر	بیان	آیت
۳۷	کہ گھبراؤ نہیں اللہ نے تمہیں ایک سردار دیا ہے۔	أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا
۳۸	ولادت کے بعد حضرت مریم کی غذا تازہ کھجوریں۔	تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔
۳۹	حضرت مریم کا آپ کو گود میں اٹھا کر گھر لانا۔	فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ
۴۰	ان کی قوم کا تہمت رکھنا اور بدنام کرنا۔	يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا
۴۱	حضرت مریم سے رفع تہمت کے لئے من جانب اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام فرمانا۔ اور یہ فرمانا کہ میں نبی ہوں	قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔

حضرت مسیح موعود کے خصائص

نمبر	بیان	آیت
۴۲	مسیح موعود کا مُردوں کو بحکم خدا زندہ کرنا	وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ
۴۳	برص کے بیمار کو شفا دینا۔	أُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ
۴۴	مادرزاد اندھے کو بحکم الٰہی شفا دینا۔	
۴۵	مٹی کی چڑیوں میں بحکم الٰہی جان ڈالنا۔	فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ
۴۶	آدمیوں کے کھائے ہوئے کھانے کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا؟	وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ
۴۷	جو چیزیں لوگوں کے گھروں میں چھپی ہوئی رکھی ہیں اُن کو بن دیکھے بتا دینا۔	وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ
۴۸	کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا ارادہ کرنا اور حفاظتِ الٰہی۔	وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

۴۹	کفار کے نرغہ کے وقت آپ کو آسمان پر زندہ اٹھانا۔	اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔

حضرت مسیح موعودؑ کا حلیہ

۵۰	آپ کا وجیہ ہونا۔	وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
۵۱	آپ کا قد و قامت درمیانہ ہے۔	حدیث ۱ بروایت ابوداؤد و ابن ابی شیبہ احمد ابن حبان و صححہ ابن حجر فی الفتح
۵۲	رنگ سفید سرخی مائل ہے۔	" " "
۵۳	بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی۔	" " "
۵۴	بالوں کا رنگ بہت سیاہ چمک دار ہوگا۔ جیسے نہانے کے بعد بال ہوتے ہیں۔	" " "
۵۵	بال گھنگرالے ہوں گے۔	" " " بعض روایات میں ہے کہ سیدھے بال ہونگے جیسا کہ حدیث ۵۱ میں ہے ممکن ہے کہ اختلاف دو وقتوں کے لحاظ سے ہو۔
۵۶	صحابہؓ میں آپ کے مشابہ عروہؓ بن مسعود ہیں	" "
۵۷	آپ کی خوراک لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ پکیں۔	حدیث ۷۲ رواہ الدیلمی

آخر زمانہ میں آپ کا دوبارہ نزول

۵۸	قربِ قیامت میں پھر آسمان سے اُترنا۔	حدیث ۱ لغایت ۷۵
۵۹	نزول کے وقت آپ کا لباس، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے	حدیث ۱ ابوداؤد وغیرہ

۶۰	آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔	حدیث ۴۸ ابن عساکر
۶۱	آپ ایک زرہ پہنیں گے۔	حدیث ۶۸ درمنثور

بوقت نزول آپ کے بعض حالات

۶۲	دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔	حدیث ۵ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ احمد۔
۶۳	آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجّال کو قتل کریں گے۔	حدیث ۴۸ ابن عساکر
۶۴	اُس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔	حدیث ۵ صحیح مسلم
۶۵	سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔	. .

مقامِ نزول اور وقتِ نزول کی مکمل تعین و توضیح

۶۶	آپ کا نزول دمشق میں ہوگا۔	حدیث ۵ مسلم
۶۷	دمشق کی جامع مسجد میں نزول ہوگا۔	. .
۶۸	جامع مسجد دمشق کے بھی شرقی گوشہ میں نزول ہوگا۔	. .
۶۹	نمازِ صبح کے وقت آپ نازل ہوں گے	. .

بوقتِ نزول حاضرین کا مجمع اور انکی کیفیت

۷۰	مسلمانوں کی ایک جماعت مع امام مہدیؓ کے مسجد میں موجود ہوگی۔ جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے۔	حدیث ۷ مسلم

۷۱	ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہوں گی۔	حدیث ۶۹ دیلمی
۷۲	بوقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوئے ہوں گے۔	
۷۳	اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔	حدیث ۱۳ و ۴۱ تا ۴۲
۷۴	حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے	حدیث ۳۰ مسلم واحمد
۷۵	جب حضرت مہدیؑ پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ ابن حبان، ابن خزیمہ
۷۶	پھر حضرت مہدیؑ نماز پڑھائیں گے۔	حدیث ۴۱ ابونعیم

بعد نزول آپ کتنے دنوں دنیا میں رہیں گے

۷۷	آپ چالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔	حدیث ۱۰ ابوداؤد، ابن ابی شیبہ احمد، ابن حبان، ابن جریر

بعد نزول آپ کا نکاح اور اولاد

۷۸	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہوگا۔	حدیث ۴۳ فتح الباری و ۵۹ حدیث ۱۰۱ کتاب الخطط للمقریزی
۷۹	بعد نزول آپ کے اولاد ہوگی۔	حدیث ۴۳ مذکور

نزول کے بعد مسیح موعودؑ کے کارنامے

۸۰	آپ صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو مٹا دیں گے	حدیث ۱ بخاری ومسلم

۸۱	خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔	حدیث ۱ بخاری و مسلم
۸۲	آپ نماز سے فارغ ہو کر دروازۂ مسجد کھلوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہوگا	حدیث ۱۳
۸۳	دجال اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کریں گے۔	" "
۸۴	دجال کو قتل فرمائیں گے۔	" "
۸۵	دجال کا قتل ارضِ فلسطین میں بابِ لُد کے پاس واقع ہوگا۔	" "
۸۶	اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی	" "
۸۷	جو یہودی باقی ہوں گے چُن چُن کر قتل کر دیئے جائیں گے۔	" "
۸۸	کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی	" "
۸۹	یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔	" "
۹۰	اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔	حدیث ۱، ابوداؤد، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن جریر
۹۱	اور جہاد موقوف ہو جائے گا: کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۱ بخاری و مسلم
۹۲	اور اس لئے جزیہ کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔	حدیث ۲ مسند احمد
۹۳	مال و زر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔	حدیث ۱ مذکور
۹۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے۔	حدیث ۲ مسلم، مسند احمد

۹۵	حضرت مسیح مقام فج الروحا میں تشریف لے جائیں گے۔	حدیث ۴ مسلم، مسند احمد
۹۶	حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔	" " " "
۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر تشریف لے جائیں گے	" درمنثور
۹۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے جس کو سب حاضرین سُنیں گے۔	

مسیح موعودؑ لوگوں کو کس مذہب پر چلائیں گے

۹۹	آپ قرآن وحدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔	حدیث ۵۵ اشاعہ

مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہری و باطنی برکات

۱۰۰	ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔
۱۰۱	سب کے دلوں سے بغض و حسد اور کینہ نکل جائے گا۔	حدیث ۱ مسلم وغیرہ
۱۰۲	ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔	حدیث ۵ مذکور
۱۰۳	ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی۔	" "
۱۰۴	ایک دودھ والی بکری ایک قبیلہ کیلئے کافی ہو جائیگی۔	" "
۱۰۵	ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ

۱۰۶	یہاں تک کہ ایک لڑکی اگر سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گی تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ
۱۰۷	ایک لڑکی شیر کو بھگا دے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔	" "
۱۰۸	بھیڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسے کُتا، ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے۔	" "
۱۰۹	ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔	" "
۱۱۰	صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا	" "

یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی ؟

۱۱۱	یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔	حدیث ۶ مسلم، احمد، حاکم

لوگوں کے حالات متفرقہ جو مسیح موعودؑ کے وقت میں ہونگے

۱۱۲	رُومی لشکر مقام اعماق یا دابق میں اُترے گا	حدیث ۷ مسلم
۱۱۳	اُن سے جہاد کے لئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر چلے گا۔	" "
۱۱۴	یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔	" "
۱۱۵	ان کے جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہوجائیں گے۔	" "
۱۱۶	ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔	" "
۱۱۷	ایک تہائی شہید ہوجائے گا۔	" "

۱۱۸	ایک تہائی فتح پا جائیں گے۔	حدیث ۷ مسلم
۱۱۹	قسطنطنیہ فتح کریں گے۔	〃 〃

پہلے خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا

۱۲۰	جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔	حدیث ۷ مسلم
۱۲۱	لیکن جب یہ لوگ ملک شام میں واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا	〃 〃

اس زمانے میں عرب کا حال

۱۲۲	عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ

لوگوں کے بقیہ حالات

۱۲۳	مسلمان دجال سے بچ کر افیق پہاڑ پر جمع ہو جائیں گے (یہ پہاڑ ملک شام میں ہے)۔	حدیث ۱۶ احمد، حاکم، طبرانی
۱۲۴	اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھا جائیں گے۔	〃 〃 〃 〃
۱۲۵	اس وقت اچانک ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا فریاد رس آگیا۔	〃 〃
۱۲۶	لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔	〃 〃

غزوۂ ہندوستان کا ذکر

۱۲۷	ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرلے گا۔	حدیث ۴۶	ابونعیم
۱۲۸	یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول اور مغفور ہوگا	۔	۔
۱۲۹	جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسٰی علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔	۔	۔
۱۳۰	بنی عباس اس وقت گاؤں میں رہیں گے	حدیث ۴۹	ابن نجار
۱۳۱	اور سیاہ کپڑے پہنیں گے۔	۔	۔
۱۳۲	اور ان کے متبعین اہل خراسان ہوں گے	۔	۔
۱۳۳	لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اعتماد پر تمام دنیا سے مستغنی ہو جائیں گے	۔	۔

مسیح موعودؑ کے زمانہ کے اہم واقعات

آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج

۱۳۴	شام وعراق کے درمیان دجّال نکلے گا۔	حدیث ۵۰	مذکور

دجال کی علامات

۱۳۵	اس کی پیشانی پر کافر اس صورت میں لکھا ہوگا ک ، ف ، ر	حدیث ۳۱	مسند احمد
۱۳۶	وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔	۔	۔
۱۳۷	داہنی آنکھ میں سخت ناخنہ ہوگا۔	۔	۔

نمبر	مضمون	حوالہ	
۱۳۸	تمام دنیا میں پھر جائے گا۔ کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جس کو وہ فتح نہ کرے۔	حدیث ۳۶ مسند احمد	
۱۳۹	البتہ حرمین، مکہ و مدینہ اُس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔	" "	
۱۴۰	مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔	حدیث ۱۳	
۱۴۱	جب مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سبخہ (کھاری زمین) کے ختم پر جا کر ٹھیرے گا۔	" "	
۱۴۲	اس وقت میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد و عورت دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔	حدیث ۳۶ مسند احمد	
۱۴۳	اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اُس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔	حدیث ۳۱ مسند احمد	
۱۴۴	اُس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر اور دوسرا مہینہ کے برابر اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور پھر باقی ایام عادت کے موافق ہوں گے	" "	
۱۴۵	وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ۴۰ ہاتھ ہوگا	" "	
۱۴۶	اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔	" "	

۱۴۷	جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہو جائے گی	حدیث ۵ مذکور
۱۴۸	اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔	〃 〃
۱۴۹	مادرزاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔	حدیث ۳۸ طبرانی
۱۵۰	زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچھے ہو جائیں گے	〃 〃
۱۵۱	دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے بیچ سے کردیگا اور پھر اُس کو بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا۔	〃 〃
۱۵۲	اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواریں اور ساج ہوں گے۔	حدیث ۱۲ ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ
۱۵۳	لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا۔ اور ایک فرقہ اپنی کاشت کاری میں لگا رہے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔	حدیث ۷ ابن ابی شیبہ، عباس بن حمید، حاکم، بیہقی، ابن ابی حاتم۔
۱۵۴	مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کی پاس ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے	〃 〃
۱۵۵	اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ (یا سیاہ' سفید) گھوڑے پر سوار ہو گا اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔	〃 〃

دجّال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست

۱۵۶	دجّال جب حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔	حدیث ۱۳ مذکور
۱۵۷	اُس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی	حدیث ۱۳ و ۱۴

یاجُوج ماجُوج کا نکلنا اور ان کے بعض حالات

۱۵۸	اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیر لے گا۔	حدیث ۵ مذکور
۱۵۹	اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو طور پہاڑ پر جمع فرمائیں گے۔	" "
۱۶۰	یاجوج ماجوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ پر گزرے گا تو سب دریا کو پی کر صاف کردے گا۔	" "
۱۶۱	اس وقت ایک بیل لوگوں کے لئے سَو دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط کے یا دنیا سے قلتِ رغبت کی وجہ سے)	" "

مسیح موعود کا یاجُوج ماجُوج کیلئے بددعا فرمانا اور انکی ہلاکت

۱۶۲	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمائیں گے۔	حدیث ۵ مذکور
۱۶۳	اللہ تعالیٰ اُن کے گلوں میں ایک گلٹی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعۃً مرے ہوئے رہ جائیں گے۔	" "

حضرت عیسیٰؑ کا جبلِ طور سے اُترنا

۱۶۴	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لیکر جبلِ طور سے زمین پر اتریں گے۔	حدیث ۵ مذکور
۱۶۵	مگر تمام زمین یاجوج ماجوج کے مُردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔	" "
۱۶۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ بدبو دور ہو جائے۔	" "
۱۶۷	اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دُھل جائے گی۔	" "
۱۶۸	پھر زمین اپنی اصلی حالت پر پھولوں اور پھلوں سے بھر جائے گی۔	

مسیح موعودؑ کی وفات اور اس سے قبل و بعد کے حالات

۱۶۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔	حدیث ۵۵ الاشاعۃ للبرزنجی
۱۷۰	اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی	حدیث ۵۵ و ۱۵ مسند احمد و حافظ
۱۷۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔	" "
۱۷۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیلِ ارشاد کے لئے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔	" "
۱۷۳	پھر مُقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔	" "
۱۷۴	پھر لوگوں کے سینوں سے قرآن اٹھا لیا جائے گا۔	" "

۱۷۵	یہ واقعہ مُقعد کی موت سے تین سال بعد ہوگا۔	حدیث ۵۵ و ۱۵امسند احمد وحافظ۔	
۱۷۶	اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا جیسے کوئی پورے نو مہینہ کی حاملہ کہ معلوم نہیں کب ولادت ہوجائے۔	″ ″	
۱۷۷	اس کے بعد قیامت کی بالکل قریبی علامات ظاہر ہوں گی۔	″ ″	

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝

مسیح موعودؑ کی مکمل سوانح حیات اور عمر بھر کے کارنامے اور ان کے مسکن و مدفن کا پورا جغرافیہ اس تفصیل وتحقیق کے ساتھ قرآنی آیات اور حدیثی روایات میں جب ایک سمجھدار آدمی کے سامنے آتا ہے تو خود بخود یہ سوال پیدا ہوجاتا ہے کہ لاکھوں انبیاء علیہم السلام کی عظیم الشان جماعت میں سے صرف حضرت عیسٰی علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ اُن کے تذکرہ کو قرآن وحدیث نے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے کہ کسی اور نبی کے لئے اس کا عُشر عشیر بھی مذکور نہیں۔ یہاں تک کہ سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیّبات اور سیرت وشمائل بھی قرآن عزیز میں اس تفصیل وتوضیح کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ حالانکہ تمام انبیاء ورُسُل کی جماعت پر آپؐ کی سیادت وعظمت باجماع امت ثابت ہونے کے علاوہ خود حضرت عیسٰی السلام کی بعثت کے مقاصد میں بتصریح قرآن مجید یہ بھی ایک اہم مقصد ہے کہ دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا اعلان فرماتے ہوئے آپ کی سیادت کا سکہ قلوب پر بٹھلادیں۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے تذکرہ کی یہ اہمیت ضرور کسی بڑی مصلحت وحکمت پر مبنی ہے۔

پھر جب ذرا تأمل سے کام لیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ خصوصی اہمیت بھی اُن عنایات الٰہیہ کا نتیجہ ہے جو ازل سے امتِ اُمیہ کی قسمت میں مقدر ہوچکی تھی اور

اور حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین کا ایک مظہر ہے۔ جس نے اُمت کے لئے مذہبی شاہراہ کو اتنا ہموار اور صاف کر چھوڑا ہے کہ اُس کا لیل و نہار برابر ہے۔ اس راستہ کے قدم قدم پر ایسے نشانات تبلا دیئے ہیں کہ چلنے والے کو کہیں التباس پیش نہیں آسکتا۔

یعنی قیامت تک جتنے قابلِ اقتداء انسان پیدا ہونے والے تھے اُن میں اکثر کے نام لے لے کر اُن کی مفصّل کیفیات پر اُمت کو مطلع فرما دیں تاکہ اپنے اپنے وقت میں یہ بزرگانِ دین ظاہر ہوں تو امت ان کے قدم لے اور اُن کے افعال و اقوال کو اپنا اُسوہ بنائے۔

پھر ارشاد و ہدایت کے سلسلہ میں چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کی شانِ امتیاز رکھتے ہیں، اس لئے اُن کے ذکر کی اہمیت سب سے زیادہ ہونا لازمی تھی۔ کیونکہ نبی کی شان تمام دنیا سے برتر ہے۔ اُس کی ادنیٰ توہین و تنقیص کا اشارہ بھی کفرِ صریح ہے۔ تمام مرشدین اور مجددینِ اُمت کی شخصی معرفت میں اگر کوئی شبہ باقی بھی رہے تو بجز اس کے کہ اُن کی برکات و فیوض سے محرومی ہو اُمت کے ایمان کا خطرہ نہیں ہے۔ بخلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہ اگر اُن کی علامات اور پہچان میں کوئی شبہ کا موقع یا التباس کی گنجائش رہے اور اُمت مرحومہ اُن کو نہ پہچانے تو یہاں کفر و ایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے اور اُمت کا ایمان خطرہ میں آجاتا ہے۔ اندیشہ قوی ہوتا ہے کہ نہ پہچاننے کی وجہ سے اُمت آپ کی توہین و تنقیص میں مبتلا ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر دجالی فتنوں اور یاجوج ماجوج کی بلاؤں کا شکار ہو جائے۔

اس لئے رحمۃ للعالمین کا فرض تھا کہ مسیح موعود کی پہچان کو اتنا روشن فرما دیں کہ کسی بصیر انسان کو اُن سے آنکھ چُرانے کی مجال نہ رہے۔ خدا کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور بے شمار درود اُس حریص بالمومنین اور رؤف و رحیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے اس مسئلہ کو اتنا صاف اور روشن فرما دیا کہ اس سے زیادہ عادۃً ناممکن ہے۔

دنیا میں ایک شخص کی تعریف اور پہچان کے لئے اس کا نام اور ولدیت و سکونت وغیرہ دو تین اوصاف بتلا دینا ایسا کافی ہو جاتا ہے کہ پھر اُس میں کوئی شک باقی

نہیں رہتا۔ ایک کارڈ پر جب یہ دو تین نشان لکھدیئے جاتے ہیں تو مشرق سے مغرب میں ٹھیک اپنے مکتوب الیہ کے پاس پہنچتا ہے اور کسی دوسرے کو یہ مجال نہیں ہوتی کہ اس پر اپنا حق ثابت کردے یا چٹھی رساں سے یہ کہہ کر لے لے کہ میں ہی اس کا مکتوب الیہ ہوں۔

لیکن ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف انہیں نشانات کے بتلا دینے پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ مسیح موعود کے نام کی جو چٹھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں دی ہے اُس کی پشت پر پتہ کی جگہ ان کی ساری سوانح عمری اور شمائل و خصائل، حُلیہ، لباس اور عملی کارنامے بلکہ اُن کے مقام نزول اور جائے قرار او رمسکن و مدفن کا پورا جغرافیہ تحریر فرمادیا ہے، اور پھر اسی پر بس نہیں فرمائی بلکہ آپ کا شجرۂ نسب اور آپ کے متعلقین اور متبعین تک کے احوال کو مفصل لکھدیا ہے۔

مگر افسوس کہ اس پر بھی بعض قزّاق اس فکر میں ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمام کوشش پر (خاکش بدہن) خاک ڈال کر اس چٹھی کو قبضالیں اور اس طرح دنیا میں مسیح موعود بن بیٹھیں۔

مرزائیوں سے چند سوال

مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے
یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

وہ لوگ جو ناواقفیت یا کسی مغالطہ و غلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، میں ان کو خدا اور اُس کے رسولؐ کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین و آخرت کا معاملہ ہے، ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے، کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔ خدا کے لئے ہوش میں آئیں اور عقلِ خداداد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب اُنھیں اوصاف و علامات اور نشانات کے آدمی تھے جو سیّد الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی پہچان کے لئے اُمت کے سامنے رکھے ہیں؛

۱ کیا مرزا جی کا نام "غلام احمد" نہیں بلکہ "عیسیٰ" ہے؟

و کیا اُن کی والدہ کا نام "چراغ بی" نہیں بلکہ "مریم" ہے ؟
و کیا ان کے والد "غلام مرتضیٰ" نہیں، بلکہ بے باپ کی پیدائش ہیں ؟
و کیا اُن کا مولد "قادیان" جیسا کوردہ نہیں، بلکہ "دمشق" ہے۔ یا قادیان دمشق کے ضلع یا صوبہ میں واقع ہے ؟
و کیا ان کا مدفن "قادیان" نہیں بلکہ "مدینہ طیبہ" ہے ؟
و کیا اُن کے نانا "عمران" اور ماموں "ہارون" اور نانی "حنہ" ہیں ؟
و کیا اُن کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی ہے ؟ ——— اور
کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنا ہوا ہے جتنا ایک سال میں بچہ کا ہوتا ہے ؟
کیا اُن کے پاس غیبی رزق آتا تھا ؟ کیا فرشتے اُن سے کلام کرتے تھے ؟
و کیا مرزا جی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی ؟
و کیا اُن کی والدہ نے پیدائش کے بعد درختِ کھجور کو ہلا کر کھجوریں کھائی تھیں ؟
و کیا مرزا جی نے کسی مُردے کو زندہ کیا ہے ؟
و کیا انہوں نے کسی برص کے بیمار یا مادرزاد اندھے کو خدا سے اذن پا کر شفار دی ہے ؟
و کیا مٹی کی چڑیوں میں بحکم خداوندی جان ڈالی ہے ؟
و کیا وہ آسمان پر گئے ہیں اور پھر اُترے ہیں ؟
و کیا اُن کے سانس کی ہوا سے کافر مرجاتے تھے ؟[۱]
و کیا اُن کے سانس کی ہوا اتنی دُور پہنچتی تھی جہاں تک اُن کی نظر پہنچے ؟
و کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گئے ہیں ؟
و کیا اُن کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے ؟

---

[۱] اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مرزا جی میں باوجود مسیح یا مثیل مسیح کے دعوے کے یہ وصف نہ ہوا، ورنہ ساری دنیا خالی ہو جاتی۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہنود واقعی کافر ہیں ہی، مرزا جی کے نزدیک دنیا کے کروڑوں مسلمان بھی کافر ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ و اربعین ۴ ص ۶ و تریاق القلوب ص ۱۴۱ و انجام آتھم ص ۶۲ وغیرہ ۱۲ منہ

- کیا انہوں نے دنیا سے صلیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اوران کے زمانہ میں نصرانیت کو ترقی ہوئی ؟
- کیا اُن کے زمانہ میں اُن اوصاف کا دجّال نکلا ہے جو بحوالۂ احادیث ہم نے نقشہ میں درج کئے ہیں ؟
- کیا انہوں نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے ؟
- کیا انہوں نے اوران کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے ؟
- کیا کسی نے ان کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے ؟
- کیا انہوں نے مال و دولت کو اتنا عام کردیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا' یا اور افلاس، نقرد فاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے۔
- کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاھر ہوئیں کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے ایک بکری کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہوجائے؟
- کیا انہوں نے لوگوں کے قلوب میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا یا نفاق و خلاف کی طرح ڈالی ؟
- کیا بُغض و حسد لوگوں کے قلوب سے اُٹھ گیا یا اور زیادہ ہوگیا ؟
- کیا بچھو سانپ وغیرہ کا زہر بے کار ہوگیا ؟
- کیا مرزا جی کو حج یا عمرہ یا دونوں کرنا نصیب ہوا ہے ؟
- کیا مرزا جی کبھی مسلمانوں کو لیکر کوہِ طور پر تشریف لے گئے ہیں ؟
- کیا ان کے زمانہ میں یاجوج ماجوج نکلے ہیں ؟ کیا اُن کے مُردوں سے تمام زمین آلودۂ نجاست و بدبو ہوئی اور مرزا جی کی دُعا سے بارش نے اس کو دھویا ہے ؟
- کیا مرزا جی نے کسی مُقعد نامی آدمی کو خلیفہ بنایا ہے ؟
- کیا مرزا جی کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی ؟

الغرض مسیح موعود کے حالات و نشانات کا مکمل نقشہ بحوالۂ قرآن و حدیث آپ کے سامنے ہے۔ آنکھیں کھول کر ایک ایک نشان اور ایک ایک علامت کو

مرزا صاحب میں تلاش کیجئے اور خدا تعالیٰ نظروں سے غائب ہے تو مخلوق ہی سے شرمائیے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چٹھی جس پر یہ نشانات اور یہ پتہ لکھا ہوا ہے، آپ کس کے سپرد کرتے ہیں؟ اور اگر کہیں کہ غلام احمد سے مراد عیسیٰ اور اور چراغ بی بی سے مریم اور دمشق اور مدینہ سے قادیان اور نصرانیت کے مٹانے سے مراد اُس کی ترقی اور عزت سے مراد ذلت ہے، تو اس خانہ ساز مرزائی لُغت پر قرآن اور احادیث نبویہ کی اس تحریف بلکہ ان کا مضحکہ بنانے کو کیا واقعی تمہاری عقل قبول کرتی ہے؟ اور کیا دنیا میں کوئی انسان اس پر راضی ہو سکتا ہے؟ اور اگر تحریفات و تاویلات اور استعارات کی یہی گرم بازاری ہے تو پھر کیا دنیا کا کوئی کام یا کوئی معاملہ درست رہ سکتا ہے؟

ہم تو جب جانیں کہ مرزا صاحب یا اُن کی امت کسی عیسیٰ نامی دمشقی آدمی کا ایک کارڈ چٹھی رساں سے یہ کہہ کر وصول کرلیں کہ آسمان میں قادیان ہی کا نام دمشق ہے اور میرا ہی نام عیسیٰ ہے اور چراغ بی بی کا نام مریم ہے، کبھی یہ کہہ کر دیکھو کہ چٹھی رساں اور ساری دنیا تمہیں کیا کہے گی؟

ہاں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چٹھی کو لاوارث سمجھ کر راستہ میں اڑانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ آج بھی آپؐ کے وہ وارث موجود ہیں جو آپؐ ہی کی لکیر کے فقیر ہیں اور اسی کو اپنی بادشاہی سمجھتے ہیں اور اسی عہد پر جان دے دینے کو اپنی فلاحِ دارین جانتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھ چکے ہیں ؎

اگرچہ خرمنِ عمرم غمِ تو داد بباد
بخاک پائے عزیزت کہ عہد نشکستم

اس لئے ہم بعون اللہ تعالیٰ ببانگ دہل کہتے ہیں کہ مرزائی اُمت کتنا ہی زور لگائے مگر یہ والا نامہ اُسی مکتوب الیہ کو ملے گا جس کے نام آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا اور بروایت ابوہریرہؓ ان کو سلام پہنچایا ہے۔

واللہ باللہ ہمیں مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں۔ کون چاہتا ہے کہ گھر آئے ہوئے مسیح کو اور ان کی مسیحائی کو ٹھکرا دے۔ بالخصوص ایسے وقت جب کہ قوم کو مسیح کی سخت حاجت ہے۔ مگر بات وہی ہے کہ مسیح تو ماننے کے لئے تیار

ہیں مگر کوئی مسیحائی بھی تو دکھلائے ؎

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہو رات تو ہو ؛ جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل بھی حاضر سر تسلیم بھی خم کو موجود ؛ کوئی مرکز ہو کوئی قبلۂ حاجات تو ہو
دل تو بے چین ہے اظہار ارادت کیلئے ؛ کسی جانب سے کچھ اظہار کرامات تو ہو
دل کشا بادۂ صافی کا کسے ذوق نہیں ؛ باطن افروز کوئی پیر خرابات تو ہو

مسلمانو ! آپ کی مذہبی غیرت و حمیت اور خداداد عقل و فہم کو کیا ہوا کہ آپؐ کو مشاہدات اور بدیہیات کے انکار کی طرف بلایا جاتا ہے ، اور آپ ذرا عقل سے کام نہیں لیتے ع

اے کشتۂ ستم ! تری غیرت کو کیا ہوا ؟

خدا کے لئے ذرا ہوش میں آؤ اور اس فتنہ کے انجام پر نظر ڈالو کہ اگر یہی مرزائی لغت اور قادیانی زبان اور اس کے عجیب استعارات رہے تو قرآن و حدیث اور مذہب اسلام کا تو کہنا کیا ساری دنیا کا گھروندہ اور عالم کا نظام برباد ہو جائے گا ۔ ایک شخص اگر زید کے گھر پر دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور مرزا صاحب کی طرح کہے کہ آسمانی دفتروں میں میرا ہی نام زید لکھا ہوا ہے اور مالکِ مکان کی جتنی علامات اور نشانات سرکاری کاغذوں میں درج ہیں اُن سب کا مستحق برنگِ استعارات میں ہوں تو بتلایئے کہ آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا ؟ اسی طرح اگر ایک مرد کسی غیر منکوحہ عورت پر اسی حیلہ سے اپنی بی بی ہونے کا دعویٰ کرے ، یا کوئی عورت اسی مرزائی استعارہ کے بل پر کسی غیر مرد کو اپنا خاوند بتائے ۔ یا کوئی ملازم دوسرے ملازم کی تنخواہ وصول کرلے ۔ یا کوئی بھنگی بادشاہی محل میں گھس کر شاہی بیگمات کو اسی مرزائی فلسفہ کی طرف دعوت دے ۔ یا ایک قتلِ عمد کا مجرم اپنا جرم اسی مرزائی استعارات کے ذریعہ کسی دوسرے غریب کے سر ڈال دے اور کہے کہ آسمانی دفتروں میں اسی کا نام وہ ہے جو قاتل کے لئے لکھا ہوا ہے ۔ تو فرمایئے کہ مرزائی اصول اور اُن کے استعارات کی دنیا کو جائز رکھتے ہوئے کسی کو کیا حق ہے کہ ان لوگوں کی زبان بند کرسکے یا ہاتھ روک سکے ؟ اور جب نوبت اس پر پہنچ گئی تو خود سمجھئے کہ دین و مذہب تو کیا خود دنیا داری کے بھی لالے پڑ جائیں گے ۔

الغرض دنیا کے تمام معاملات بیع وشرار، لین دین، نکاح وطلاق، جزار و سزا میں ایک شخص کی تعیین کے لئے جب اس کا نام اور ولدیت وسکونت وغیرہ دو چار وصف ذکر کر دیئے جاتے ہیں تو اس شخص کی تعیین وتمیز ایسی حتمی اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کے احوال واقوال کو اپنی طرف منسوب کر سکے اور اس کی مملوکات میں تصرّف کر سکے۔ نہ یہاں کوئی استعارہ چل سکتا ہے نہ مجاز۔ دنیا کے تمام کارخانے اسی اسلوب پر قائم ہیں۔

غضب ہے کہ جس شخص کے متعلق خاتم الانبیار صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چار نہیں، دس بیس نہیں، ایک سو اسی علامات ونشانات اُمت کو بتلائے ہوں۔ اُمت کو اب بھی اُس کی تعیین میں شبہ رہے، اور آپؐ کے صاف وصریح ارشادات کو استعارۃً ومجاز کہہ کر ٹال دے ؎

ہرگز باور نمے آید زروئے اعتقاد
ایں ہمہ گفتن ودینِ پیمبر داشتن

بلکہ بلاشبہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تکذیب اور قرآن وحدیث کو جھٹلانا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

یا اللہ تو ہماری قوم کو عقل دے اور عقل سے کام لینے کی توفیق دے کہ اس جیسے بدیہیات کے انکار میں مبتلا نہ ہوں۔

وَاللّٰہُ الْھَادِی وَعَلَیْہِ التُّکْلَان

الْعَبْدُ الضَّعِیْف
محمد شفیع الدیوبندی غفرلہٗ ولوالدیہ ومشائخہ
مدرس دارالعلوم دیوبند
شعبان ۱۳۴۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دعاوی مرزا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُجْتَبٰى وَمَنْ يَّهْدِيْهِ اهْتَدٰى

✲✲✲

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

✲✲✲

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں لیکن مرزائی فرقہ ایک عجیب چیستان ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا، جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے سامنے اس شکل وصورت میں پیش کیا ہے اور اس نے اس طرح کے دعاوی کئے کہ خود اُن کی اُمت بھی اس شبہ میں پڑگئی کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں، کوئی تو ان کو نبی صاحبِ شریعت بھی کہتا ہے اور کوئی غیر تشریعی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وجود ایک ایسی چیستان ہے جس کا حل نہیں انہوں نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا صاحب انسان ہیں یا اینٹ پتھر، مرد ہیں یا عورت، مسلمان ہیں یا ہندو، مہدی ہیں یا حارث، ولی ہیں یا نبی، فرشتے ہیں یا دیو۔ جیسا کہ دعوی مندرجہ رسالہ ہذا سے معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کردے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی نہیں تو فی عبارت دس روپیہ انعام۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کھلا چیلنج

دعوٰی کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعوٰی کیا ہے ؟ اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں ؟

لیکن جب ہم ان کی تصانیف کو غور سے پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دعوٰی میں اختلاط واختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعوی کرنا چاہتے تھے لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہ کرے گی اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے، پھر مجدد ہوئے، پھر مہدی ہوگئے، اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بیوقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعوے کو مان لیں گے تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سب ہی کچھ ہوگئے۔ اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعوٰی (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی جس کی تصدیق عبارت مذکورۂ (ذیل) ص۲۶ لغایت ص۳۰ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفا نہ کی ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا صاحب کی عباراتِ ذیل میں اس تاریخی ترقی اور اس کے سبب پر ہمارے دعوٰی کے گواہ ہیں۔ نصرۃ الحق ص۵۳ پر فرماتے ہیں:۔

> "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت وحی الٰہی ایک مسیح موعود کا دعوٰی تھا۔"[1]

اور پھر فرماتے ہیں:۔

> "علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے..... کہ بعض امور اس دعوٰی میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے لیکن میرے اس دعوٰی کو الخ"[2]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور کسی نبی تشریعی یا غیر تشریعی کو نہیں مانتے تھے اور اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے اور بعد میں ارزانی غلہ نے نبی بنا دیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ و ص۱۵۰[3]

---

[1] روحانی خزائن ج۲۱ ص ۶۸۔ [2] ایضاً ج ۲۱ ص ۶۷۔ [3] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۲،۱۵۳۔

"اسی طرح اوائل میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی تھے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزدی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدائے تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعاوی خود اُس کی تصانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں۔ جو دعویٰ متعدد کتابوں اور مختلف مقامات پر موجود ہیں بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی کے حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

نقل عبارتِ مرزا مع حوالہ کتابِ مرزا

مبلغ اسلام اور مصلح ہونے کا دعوےٰ | یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی اسرائیل کے مسیح کی طرز پر کمال مسکینی و فروتنی اور غربت اور تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے۔ (خط مندرجہ مقدمہ براہین احمدیہ ص۸۲)

مجدد ہونے کا دعویٰ | اب بتلا دیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا اس عاجز نے کیا۔ (ازالۂ اوہام ص۱۵۴ خورد حصہ اولیٰ، وص۱۶۶ کلاں)[1]

محدث ہونے کا دعویٰ | اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ (توضیح المرام ص۱۸ خورد)[2]

امام زماں ہونے کا دعویٰ | میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص۷۹[3] ضرورۃ الامام ص۲۴[4]، کتاب البریہ ص۷۶)

خلیفہ الٰہی اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ | میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔ (کتاب البریہ[5] ص۷۶)

مہدی ہونے کا دعویٰ | (اشتہار معیار الاخبار و ریویو آف ریلیجنز، نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء وغیرہ) یہ دعویٰ

[1] روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۹۔ [2] ایضاً ج ۳ ص ۶۰ [3] ایضاً ج ۳ ص ۷۲ [4] ایضاً ج ۱۹ ص ۴۹۵۔
[5] ایضاً ج ۱۳ ص ۱۰۵۔

مرزا صاحب کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں ۔

حارث مددگار مہدی ہونے کا دعوے

واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابواب صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہو گی الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہو گا دراصل یہ دونوں پیشین گویاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے (ازالہ اوہام ص۹ خورد ص۲۲ کلاں)[1]

نبی امتی اور بروزی و ظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ

اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس سے بروزی رنگ کی نبوت مجھ کو عطا کی گئی ۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" منقول از ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۲۶۸، چشمہ معرفت ص۳۲۴)[2]

نبوت و رسالت اور وحی کا دعوے

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص۱۱)[3]

حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ (براہین احمدیہ ص۴۹۸، نیز یہی مضمون اربعین ص۴ و ص۶ اور نزول المسیح ص۹۹، حقیقۃ الوحی ص۱۰۲ و ص۱۰۷ و انجام آتھم ص۶۲ و حقیقۃ النبوۃ مصنفہ مرزا محمود ص۲۰۹ و ص۲۱۴ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے)۔

اپنی وحی کے بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان قطعی ہونے کا دعوے

میں خدا کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو رد کیسے کر سکتا ہوں ۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ و ص۲۱۱، انجام آتھم ص۶۲)

سارے عالم کے لئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ اپنی امت کے سوا امت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کافر و جہنمی ہیں

کفر دو قسم پر ہے ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا ، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (حقیقۃ الوحی ص۱۷۹)[5]

اور اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد

---

[1] روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۴۱ [2] ایضاً ج ۲۳ ص ۳۴۰ [3] ایضاً ج ۱۸ ص ۲۳۱ [4] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۴، ۲۲۰ [5] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۸۵ -

کو دعوت دین اسلام کی گئی۔ (اربعین ۴ صفحہ ۱۱، یہی دعویٰ سیرت الابدال ص۲، انجام آتھم ص وغیرہ میں بھی مذکور ہے اور فرماتے ہیں۔) اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا (اربعین ۴ ص۶) اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (اعجاز احمدی ص۷)

مستقل تشریعی نبوت کا دعویٰ اور یہ کہ وہ احادیث نبویہ پر حاکم ہے جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے ردی کی طرح پھینک دے!

(اس مذکورہ بالا) عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے۔ اور فرماتے ہیں) اور اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم نہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے اور اس میں تیئس ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی الخ (اربعین ۴ ص۶ پر فرماتے ہیں۔) چونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام تجدید بھی اس لئے ... الخ (اربعین ۴ ص۳۶ میں بھی یہ دعویٰ موجود ہے) اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں (اعجاز احمدی ص۳۰ د، تحفہ گولڑویہ ص۱۰)۔

اپنے لئے دس لاکھ معجزات کا دعوے

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں (اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶ میں دس لاکھ تعداد معجزات

---

۱ اربعین ۴ روحانی خزائن ج ۱۷۔ ۲ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵۔ ۳ ایضاً ج ۱۹ ص۱۱۳۔ ۴ ایضاً ص۴۳۵ ج۱۷۔ ۵ ایضاً ج ۱۹ ص۱۴۰۔ ۶ تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸۔ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۔ ۷ روحانی خزائن ص۷۲ ج۲۱۔

شمار کی ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸، ایضاً ص۱۳۶، ایضاً ص۱۳۷، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، ایضاً ص۵۸ [1]

۱۴ تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۶ و ص۱۳۷) [2]

۱۵ آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

(لکھتے ہیں کہ:۔) خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے یَاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (اربعین ع۲ ص۲۳ [3] و نزول المسیح ص۹۹ [4] و کتاب البریہ ص۸۶ [5] ایضاً)

۱۶ ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان تمام فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا (اربعین ع۳ ص۳۲) در روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱م)

۱۷۔ نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۸۔ یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۱۹۔ موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۰۔ داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۱۔ شیث علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۲۔ یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۳۔ اسحاق علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۴۔ یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ
۲۵۔ اسمٰعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۷۲ [6]
نزول المسیح ص۴ [7])

۲۶۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ!!

اس خدا کی تعریف جس نے مسیح ابن مریم بنایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۷۲ [8]، اربعین ص۳۱ و ص۳۲۔ یہ دعویٰ تو تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے)۔

---

[1] روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۷۲ [2] ایضاً ج ۲۲ ص ۵۷۴ [3] ایضاً ج ۱۸ ص ۴۷۷، ج ۱۷ ص ۴۱۰۔
[4] ایضاً ص۴۲۵ [5] ایضاً ص۱۸ ج [6] ایضاً ص ج۲۲ [7] ایضاً ج ۲۲ ص ۷۵ [8] ایضاً ج ۱۷ ص ۴۲۱۔

عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات بازاری گالیاں

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء[1] ص۲۰) خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی[2] ص۱۴۸ و ص۱۵۳)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۷)

پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا (ضمیمہ انجام آتھم ص۴)

یہ یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵، ازالہ کلاں ص۳، اعجاز احمدی ص۱۳ و ص۱۴، ازالہ اوہام ص۱۳۲ و ص۱۳۳ وکشتی نوح ص۱۶)

نوح علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعوے اور ان کی توہین

اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشانات دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ (حقیقۃ الوحی[3] ص۱۳۷)

مریم علیہ السلام ہونے کا دعوے

پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی ہے اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی[4] ص۷۲، حاشیہ براہین احمدیہ ص۴۹۶، کشتی نوح ص۴۶ و ص۴۷، وازالہ کلاں ص۱۷۳ و ص۴۸)۔

عبارت مرزا مع حوالہ کتاب و صفحات مصنفہ مرزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری کا دعوے

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد و احمد سے مسمیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی (ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص۲۶۵) بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۵۵ و ص۷۹ و ص۸۱ و ص۸۶۔ اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص تھیں

[1] روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰ [2] ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۲، ۱۵۸ [3] ایضاً ج ۲۲ ص ۵۷۵ [4] ایضاً ص ۷۵۔

نیز ازالہ ص۵۳ ۲ میں بھی)۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضلیت کا دعویٰ

(ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد صرف ہزار لکھی ہے (تحفہ گولڑویہ ص۴۰[1] اور پھر اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶[2] پر دس لاکھ بتلائی ہے) لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر[3] اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں اب کیا تو انکار کرے گا (اعجاز احمدی ص۷۱، اس میں آپ پر افضلیت کے دعویٰ کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے)۔

میکائیل علیہ السلام ہونے کا دعوےٰ

اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ حاشیہ اربعین ع۳ ص۲۵[4]

خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ

اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کے مانند (حاشیہ اربعین ع۳ ص۲۵[5])

اپنے بیٹے کے خدا کا مثل ہونیکا دعویٰ / خدا کا بیٹا ہونیکا دعوے

انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلى كان الله نزل من السماء استفتاء ص۸۵[6] انت منی بمنزلة اولادی حاشیہ اربعین ع۴ ص۱۹[7])

اپنے اندر خدا کے اتر آنے کا دعویٰ

خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین و آسمان پیدا کرنا

(آپ کو الہام ہوا) آواہن (جس کی تفسیر کتاب البریہ ص۷۵[8] پر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ) خدا تیرے اندر اتر آیا اور میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (پھر فرماتے ہیں) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے (پھر فرماتے ہیں) اور اس حالت میں یوں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور آسمان اور نئی زمین چاہتے تو میں نے پہلے آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی پھر میں نے منشا حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئے (کتاب البریہ ص۷۸ و ص۷۹ و آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴[9]

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء)

مرزا جی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہو جانا

منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے

---

[1] روحانی خزائن ج۱۷ ص۱۵۳ [2] ایضاً ج۲۱ ص۷۲ [3] ایضاً ج۱۹ ص۱۸۳ [4] ایضاً ج۱۷ ص۴۱۳ [5] ایضاً ج۱۷ ص۴۱۳
[6] استفتاء ص۱۲ [7] روحانی خزائن ص۴۵۲ [8] کتاب البریہ ص۸۴ و ۸۵ و روحانی خزائن ۱۰۲/۱۰۳ [9] ج۵ ص۵۶۴

کر جو اپنی متواتر نعمتیں جو تجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں ۔ تجھ میں پانی ہے پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا (حاشیہ اربعین ۴ ص ۱۹)[له]

حاملہ ہونا	(عبارت مذکورہ حاشیہ حقیقۃ الوحی دکشتی نوح ص ۴۷ دحاشیہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۹۶)
حجر اسود ہونے کا دعویٰ	(الہام یہ ہے) یکے پائے من می بوسید دمن می گفتم کہ حجرہ اسود منم
بیت اللہ ہونے کا دعویٰ	(حاشیہ اربعین ۴ ص ۱۵) خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے ۔ (حاشیہ اربعین ۴ ص ۱۵[که] ، ریویو آف ریلیجز جلدہ ۱ بابت اپریل ۱۹۰۲ء)
کرشن ہونے کا دعویٰ آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعوے ؛	(حقیقۃ الوحی ص ۸۵) آریہ لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ[که]

(نبی اور عیسیٰ تو اپنی زبانی بن گئے مگر بادشاہت میں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا اس لئے پھر فرمایا :-) اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ۔



له روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲ ۔ له ایضاً ج ۱۷ ص ۴۴۵ ۔ که ایضاً ج ۲۲ ص ۵۲۲ ۔



حیاتِ مفتی اعظم

فقیہ العصر مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی
کی مختصر و جامع سوانح

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

میرے والد میرے شیخ

اور اُن کا مزاج و مذاق

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی

ادارۃ المعارف کراچی